تذکرۂ مخطوطات

جلد ششم

ادارۂ ادبیات اردو

★

(مرتبین)

محمد اکبرالدین صدیقی

ڈاکٹر محمد علی اثر

سلسلہ مطبوعات ادارۂ ادبیات اردو۔ شمارہ ( )

تذکرۂ مخطوطات

جلد ششم

(یعنی)

کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو کے مخطوطات کا تفصیلی جائزہ

(مرتبّین)

محمد اکبر الدین صدیقی
معتمد اعزازی شعبہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد

ڈاکٹر محمد علی اثر
لکچرر شعبہ اردو پوسٹ گریجویٹ کالج عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

بہ اعانت محکمہ تعلیمات حکومت ہند

بار اول : ۱۹۸۳ء
۱۴۰۳ھ

طباعت : نیشنل فائن پرنٹنگ پریس چار کمان حیدرآباد

قیمت :

ناشر : ادارۂ ادبیات اردو " ایوان اردو "
پنجہ گٹہ روڈ حیدرآباد (۵۰۰۰۰۴)

فہرست مندرجات

دیباچہ

ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں جو مخطوطات ہیں، ان کی توضیحی فہرستوں کی پہلی جلد ۱۹۴۳ء میں دوسری ۱۹۵۱ء میں، تیسری ۱۹۵۷ء میں چوتھی ۱۹۵۸ء میں اور پانچویں جلد ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی۔ پہلی دو جلدیں تو ادارہ کی طرف سے شائع ہوئیں اور بعد کی تین جلدوں کی طباعت ساہتیہ اکادمی دہلی نے نصف اخراجات کی حد تک تعاون کیا۔

پانچویں جلد کو طبع ہوئے ۲۳ سال گذرے اس ربع صدی کے عرصہ میں ادارہ کے بانی اور تذکروں کے مرتب ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ کے انتقال کے بعد ادارہ کا مالی موقف حد درجہ کمزور ہو گیا۔ ادارہ نے ۱۹۷۹ء میں وزارت تعلیمات حکومت ہند سے تذکرہ کی چھٹی جلد کی طباعت کے لئے مالی تعاون کی درخواست کی۔ جس کو میزوں پر گردش کرتے دو سال گذر گئے۔ اور ادھر راقم الحروف موتیا بند آ جانے سے نوشت و خواند سے معذور ہو گیا۔ وزارت تعلیمات سے منظوری ملنے کے بعد ادارہ کی مجلس انتظامی نے بعض حضرات سے اس کام کا بیڑہ اٹھانے کی درخواست کی لیکن کسی نے بھی آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ اس لئے ڈاکٹر محمد علی اثرؔ استاد شعبہ اردو عثمانیہ یونی ورسٹی کا تعاون حاصل کیا گیا، جنھوں نے اس تذکرہ کو مرتب کرنے میں میرا ہاتھ بٹایا ہے۔

پیش نظر تذکرہ مخطوطات میں پانچوں جلدوں کی اجمالی فہرست شامل ہے اس لئے کہ پانچوں جلدیں اب کم یاب ہیں اس جلد میں دو سو پچاس مخطوطات کا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن مخطوطات کو موضوع کے اعتبار سے تقسیم نہ کیا جا سکا اس لئے کہ سابقہ مخطوطات کی طرح اس میں بھی ایسے مخطوطات شامل ہیں جو موضوع کے اختلاف کے باوجود ایک جلد میں ہیں۔

بعض مخطوطات کے متعلق کچھ معلومات طباعت کے بعد ملیں مثلاً نمبر (۱۱۹۱) "آثارِ محشر" از محمد علی تجرد کے نسخے ذخیرۂ شیرانی لاہور میں موجود ہیں یا نمبر (۱۳۲۰) "رحیما" قائم شاہ کی تصنیف ہے آپ کا نام قیام الدین تھا اور آپ مولانا شاہ رفیع الدین قندھاری کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ ان کی ایک تصنیف "قیامت نامہ" بھی ہے۔ ایسی معلومات

تذکرہ میں جگہ نہ مل سکی ۔ اس میں آٹھویں صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے لکھے گئے مخطوطات شامل ہیں بعض بہت عمدہ خط نسخ میں ہیں اور بعض معمولی نسخ ہیں ۔ مصنف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخے بھی ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے ۔ مذہبی موضوع پر مخطوطات کی تعداد زیادہ ہے ۔ بعض مخطوطے ایک سے زاید ہیں اور ان کا ذکر سابقہ جلدوں میں بھی آچکا ہے ۔ مثلاً وجدی کی " پنچھی باچھا " کے نسخوں کی نقلیں مختلف اوقات میں کی گئیں اور ناقلوں نے اپنے دور کا املا استعمال کیا ۔ بعض جگہ تو الفاظ بھی بدل دیئے گئے ۔ اس سے محققین کو لسانیاتی تبدیلیوں کے اسباب اور زمانہ معلوم کرنے میں مدد ملے گی ۔

مجھے اس سلسلہ میں ادارہ کی مجلس انتظامی کے معتمد جناب سید ہاشم علی صاحب اختر آئی ، اے ، ایس (ریٹائرڈ) وائس چانسلر عثمانیہ یونی ورسٹی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنھوں نے دفتریت کے صبر آزما مراحل کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا ۔ ڈاکٹر محمد علی اثر لکچرر عثمانیہ یونی ورسٹی جناب اعظم علی صاحب نیشنل فائن پرنٹنگ پریس اور ان کے اسٹاف کے تعاون کا بھی شکر گذار ہوں ۔

محمد اکبر الدین صدیقی

آغا پورہ حیدرآباد ۔ انڈیا
۵ / مارچ ۱۹۸۳ ء

معطئین مخطوطات

ذیل میں صرف ان اصحاب اور مخطوطات کے نام درج ہیں جن کا تذکرہ پانچویں اور چھٹی جلد میں کیا گیا ہے۔

۱۔ مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی۔اے

۹۰۹۔ سحر البیان
۹۱۴۔ ہفت سیر حاتم
۹۱۶۔ اعجاز احمدی
۹۱۷۔ شاہ نامہ محمد حنیف
۹۲۷۔ دفاتر مہدویہ
۹۲۹۔ معجزات نبی
۹۳۰۔ چہار کرسی مسائل
۹۳۳۔ دیوان سودا
۹۳۴۔ خلاصۃ التواریخ
۹۳۶۔ دیوان انشاء
۹۸۱۔ فسانۂ عجائب
۹۹۳۔ بہار دانش
۹۹۵۔ کنز الرموز
۹۹۶۔ ترجمہ رسولہ عشرہ
۹۹۷۔ توصیف النبی
۹۹۸۔ سعادت سرمدیہ
۱۰۷۵۔ مقصود الطالبین
۱۰۷۷۔ تفسیر قرآن
۱۰۸۳۔ اعجاز الاسلام

۲۔ مولانا تمکین کاظمی صاحب

۱۰۱۵۔ تذکرہ طوطیان ہند
۱۱۳۴۔ بیاض تمکین

۳۔ نواب میر سعادت علی رضوی ایم۔اے

۹۵۰۔ بیاض مومن
۹۵۶۔ تن نامہ
۹۵۷۔ منظومات
۹۵۸۔ چہار نامہ در رسالہ چہار پیر
۹۵۹۔ لگن نامہ

۴۔ مولانا سید علی اصغر بلگرامی

۹۰۱۔ گلشن عشق
۹۰۲۔ مولود نامہ

۵۔ جناب عمر یافعی صاحب

۱۰۵۰۔ چشمۂ نعمت

۶۔ نواب عنایت جنگ بہادر

۹۳۷۔ قصۂ شہزادہ کاشغر
۹۳۸۔ داستان چار چمن

۹۳۹ - صحائف الہدایہ
۹۴۰ - کشکول نظم ضیاء
۹۴۱ - مجموعہ مکتوبات
۹۴۲ - دستور العمل شاہنشاہی
۹۴۳ - توصیف جانرلے گرڈ مکنسیر
۹۴۴ - انتخاب تذکرۂ کلمات الشعرا
۹۴۵ - دیوان مرزا مظہر
۹۴۶ - منظومات ضیاء
۹۴۷ - حکایات ضیاء
۹۴۸ - بیاض جعفر علی
۹۴۹ - امداد نامہ
۹۶۰ - ریحان معراج
۹۶۱ - موضح قرآن
۹۶۲ - یادگار بنگٹی داس
۹۶۳ - " "
۹۶۴ - تاریخ رشید الدین خانی
۹۶۵ - شش صوبہ جات دکن
۹۷۶ - زاد المومنین
۹۹۲ - خطوط عہد آصفجاہ
۱۰۱۲ - تفسیر قرآن
۱۰۱۷ - مجلس سوم شاہ تجلی
۱۰۷۸ - انشائے فضائل خانی
۱۰۸۴ - سفرنامۂ افغانستان
۱۰۸۵ - تاریخ سندھ و افغانستان
۱۰۸۶ - ضمیمہ تاریخ سندھ و افغانستان
۱۰۸۷ - حالات نادر شاہ
۱۰۹۷ - ہفت ہند معتبر
۱۰۹۸ - بنجہ حیدری
۱۱۰۱ - خطوط اورنگ زیب
۱۱۰۲ - خطوط موسوی خاں
۱۱۲۵ - گلدستۂ انجمن
۱۱۳۲ - سوال و جواب چمن لال
۱۱۳۸ - سر الشہادتین
۱۱۳۹ - روضۃ الشہداء

۷ - ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ

۱۰۴۹ - تاریخ جیون خاں
۱۰۵۸ - سفرنامۂ ہند
۱۰۷۲ - مرثیہ الوداع

۸ - پروفیسر سید محمد صاحب - ایم - اے

۱۱۴۹ - دیوان عصر
۱۱۵۰ - دیوان عشق

۹ - مولوی سید مراد علی صاحب طالع

۱۰۹۹ - بیاض اشعار

۱۰ - ڈاکٹر مہندر راج سکسینہ

۱۰۱۹ - کلیات رمز (اردو)
۱۱۲۰ - کلیات رمز (فارسی)
۱۱۲۱ - مجموعہ کلام (ہندی) رمز

۱۱ - ڈاکٹر محمد نظام الدین - ناظم دائرۃ المعارف

۹۵۲ - ارمغان عزیز

۱۲ - نواب میر یٰسین علی خاں یٰسین

۱۰۴۳ - دیوان مصحفی
۱۰۴۶ - دیوان شرف
۱۰۵۳ - ام الائمہ
۱۰۵۵ - " "
۱۰۵۶ - لازم المبتدی
۱۰۷۰ - ریختہ ہندی کی صرف و نحو
۱۰۷۱ - ریختہ ہندی کا رسم الخط
۱۰۷۴ - چھو منتر
۱۱۰۰ - اخلاق ہندی

معطین مخطوطات جلد ششم

۱- نواب یسین علی خاں صاحب

۲- میر سعادت علی رضوی صاحب

۳- بیگم ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ

۴- محمد اکبرالدین صدیقی صاحب

۵- سید مراد علی طالعؔ صاحب

۶- سید عباس حسین صاحب

۷- ڈاکٹر خلیل احمد صدیقی مشیرؔ صاحب

۸- محمد احمد اللہ خاں صاحب

۹- محمد عبدالرزاق صاحب مالک ہلال پن اسٹور

۱۰- علی بن عمر صاحب

۱۱- عبدالقادر حسینی صاحب

۱۲- غوث محی الدین صاحب

۱۳- حکیم سید محمود بخاری صاحب

۱۴- ڈاکٹر محمد علی اثرؔ صاحب

تذکرۂ مخطوطات ادارۂ ادبیات اردو

پانچوں جلدوں کی اجمالی فہرست مخطوطات

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
	اردو مخطوطات	
۷	نظم شادی قبل ۱۲۰۶ھ	عظیم الدین شاہ قادری
۸	روضۃ الشہداء ۱۱۳۰ھ	محمد ولی فیاض دہلوری (متوفی ۱۱۵۰ھ)
۲۳	صرف و نحو قبل ۱۲۴۸ھ	مصنف نامعلوم
۳۹	وصایا قبل ۱۲۷۶ھ	؟
۴۴	دیوان اول اردو	میر تقی میر
۵۷	قیامت نامہ	شاہ رفیع الدین دہلوی
۵۸	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	شیخ وجیہہ الدین وجدی
۵۹	ہدایت ہندی ۱۱۰۰ھ	شیخ داؤد تنعیقی
۶۰	عقاید نامہ	محمد باقر آگاہ ۱۱۸۵ھ
۶۱	تحفۃ النساء	محمد باقر آگاہ
۶۲	ہشت بہشت ۱۱۸۵ھ تا ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۶۳	سوالات گنڈویں جوابات ہادی ۱۲۴۲ھ	محمد ہادی
۶۴	رسالۂ نماز	؟
۶۵	تاریخ ہندوستان قبل ۱۱۹۶ھ	؟
۶۶	جنگ نامہ محمد حنیف ۱۰۹۲ھ	سیوک
۶۸	نامہ علی ۱۱۱۰ھ	شاہ عبدالعلی رآچی
۷۰	فقہ ہندی ۱۰۷۴ھ	غبدی
۷۱	خوان نعمت ۱۲۱۷ھ	نعمت اللہ

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
	دہ مجلس ۱۲۴۲ھ	فاضل
۷۲	اسرار غوثیہ قبل ۱۱۹۰ھ	؟
۷۴	چہار کرسی	؟
۷۵	مراقبات سلوک ۱۲۷۶ھ	محمد نعیم مسکین شاہ
۷۸	بہار گلشن قریب ۱۲۵۰ھ	شوق
۷۹	وفات نامہ خاتون جنت	؟
۸۰	نور نامہ ۱۱۱۱ھ	شاہ عنایت
۸۱	معجزہ خاتون جنت قبل ۱۱۰۰ھ	قادر
۸۲	مثنوی نادر ۱۲۳۸ھ	نادر
۸۳	سیف الملوک ۱۰۳۵ھ	ملا غواصی
۸۴	چندر بدن و ماہیار قبل ۱۰۴۸ھ	مقیمی
۸۵	چہار درویش ۱۲۲۵ھ	محمد علی خاں شوق
۸۶	تنبیہہ النساء قبل ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۸۷	چندر بدن و ماہیار ۱۰۴۸ھ	مقیمی
۸۸	وفات نامہ خاتون جنت ۱۲۲۴ھ	؟
۸۹	روزنامچہ ریذیڈنسی ۱۸۵۳ھ	؟
۹۱	وفات نامہ آنحضرتؐ ۱۱۱۱ھ	دریا
۹۳	دیوان ولی	ولی اورنگ آبادی
۹۵	درر اسرار قبل ۸۲۵	خواجہ بندہ نواز رح
۹۶	تاریخ تمدن یورپ	مرزا مہدی خاں کوکب
۹۷	یازدہ فاتحہ قبل ۱۱۰۰ھ	؟

۹۸ الف	معراج نامہ	سید بلاقی
ب	وفات نامہ سرور کائنات	دریا
۹۹	قصائد قبل ۱۱۹۰ھ	ہدایت
۱۰۰	دیوان	میر احمد علی عصر
۱۰۱	دعاے داود	سید ابراہیم سید
۱۰۳	ایمان درپن	محمد علی شاہ الفت
۱۰۴	کلمۃ الحقائق	شاہ برہان الدین جانم
۱۰۵	روپ سنگار	محمد باقر آگاہ
۱۰۶	شرح محبت نامہ	؟
۱۰۹	شمائل النبی	عبد المجید ترین
۱۱۰	حاشیہ من درپن ۱۲۰۹ھ	محمد باقر آگاہ
۱۱۳	دیوان ولی	ولی اورنگ آبادی
۱۱۴	چشمۂ فیض ۱۲۳۸ھ	میر شمس الدین محمد فیض
۱۱۶	کلیات	مرزا رفیع سودا
۱۱۷	پھول بن	ابن نشاطی
۱۱۸	گلشن نامہ خاتون جنت	؟
۱۱۹	علوم طبعی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۲۰ الف	کسب محویت	شاہ صدر الدین
ب	چکی نامہ	خواجہ بندہ نواز
۱۲۱	مذہب عشق ۱۲۱۷ھ	نہال چند لاہوری
۱۲۲	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی ویلوری
۱۲۳	نو سرہار ۹۰۹ھ	اشرف
۱۲۴	ارشاد نامہ ۹۹۰ھ	شاہ برہان الدین جانم
۱۲۵	وفات نامہ	امامی
۱۲۶ الف	قصیدہ معجزہ	جنونی گجراتی
ب	" "	"
۱۲۷	مولود نامہ ۱۰۰۹ھ	عبد الملک بھروچی
۱۲۸	بیاض کلام	عاجز - ولی - سراج - داود - صائب
۱۲۸ ب	قصۂ سیاہ پوش	رحمی
۱۲۸ ج	قصۂ رسبا	؟
۱۲۸ د	منتخب دیوان	مدینہ
۱۲۹	واحد باری ۹۰۹ھ	اشرف
۱۳۰	تنبیہ النساء قبل ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۱۳۱	کشف الخلاصہ	حافظ
۱۳۲	قصص الانبیاء ۱۱۹۱ھ	غوثی
۱۳۳	رضوان شاہ روح افزا ۱۰۹۴ھ	فائض (فائز)
۱۳۴	مراثی ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۱۳۵	فیض جاری ۱۲۵۶ھ	میر شمس الدین محمد فیض
۱۳۶	منتخب دیوان	شاہ نصیر
۱۳۶ ب	" "	سودا
۱۳۶ ج	" "	جعفر علی زٹلی
۱۳۶ د	" "	صاحب قرآن
۱۳۷	محبوب القلوب ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۱۳۸ الف	ضیافت نامہ ۱۱۹۱ھ	شاہ غوثی
۱۳۸ ب	احوال قیامت	غلام دستگیر
۱۳۹	ظفر نامہ ۱۲۰۴ھ	محمود
۱۴۰	روضۃ الشہدا ۱۱۲۷ھ	ولی ویلوری
۱۴۱	کلیات قبل ۱۲۲۰ھ	شیر محمد خاں ایمان
۱۴۲ الف	دیوان ناسخ دوم قبل ۱۲۹۰ھ	شیخ امام بخش ناسخ
ب	" "	" " "
۱۴۳	ہمیشہ بہار ۱۲۵۰ھ	سید حسین علی خاں
۱۴۴	دین دیپک	محمد علی شاہ رفعت
۱۴۵	تاریخ بدر ۱۲۷۶ھ	واجد علی شاہ
۱۴۶	مرغوب الطبع	سید حسین علی خاں
۱۴۷	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۱۴۸	کلیات	مرزا رفیع سودا
۱۴۹	چار درویش ۱۲۵۰ھ	سید حسن علی خاں

۱۵۰	حملۂ حیدری ۱۲۶۰ھ	محمد مرزا مرزا
۱۵۱	مذہب عشق ۱۲۱۷ھ	نہال چند لاہوری
۱۵۳	چہار درویش ۱۲۱۵ھ	میرامن دہلوی
۱۵۴	شرح چھمنی قریب ۱۲۵۰ھ	شاہ علی ادھونوی
۱۵۵	نظم انور ۱۲۴۷ھ	فقیر اللہ شاہ حیدر
۱۵۶	تنادلی	״ ״ ״
۱۵۷	تحفۃ المصابیح ۱۰۴۵ھ	قطب الدین رازی
۱۵۸	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	وجدی
۱۵۹	معراج نامہ ۱۰۸۰ھ	سید بلاقی
۱۶۱	دہ مجلس قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۱۶۲	ہجویہ نظمیں ۱۲۰۱ھ	افسق
۱۶۳	تکرار عشق قبل ۱۳۰۰ھ	؟
۱۶۴	منظومات ہجویہ ۱۲۰۰ھ	ہدایت
۱۶۵	رسالہ اصلاح مسلماناں	؟
۱۶۶	رسالہ شرک و بدعت قبل ۱۲۴۵ھ	؟
۱۶۷	مسدس اکبر ۱۲۸۰ھ	میر کاظم علی خاں شعار
۱۶۸	علوم طبعی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۶۹	طوطی نامہ ۱۲۱۵ھ	سید حیدر بخش حیدری
۱۷۰	مثنوی ضیائے دکن ۱۳۰۹ھ	سید باقر حسین مرزا
۱۷۱	دواوین مزاج قبل ۱۲۷۶ھ	حکیم محمد مظفر الدین خاں مزاج
۱۷۲	پدماوت ۱۲۱۱ھ	عبرت و عشرت
۱۷۳	اگر گل قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۱۷۴	دیوانچہ ۱۲۰۳ھ	افسق
۱۷۵	اربع عناصر الوجود	؟
۱۷۶	رمز محل	؟
۱۷۷	معرفت حق	؟
۱۷۸	رسالہ وجودیہ	؟
۱۷۹	رسالہ جہل تن	؟
۱۸۰	پھول بن ۱۰۷۶ھ	ابن نشاطی
۱۸۱	ابراہیم نامہ ۱۰۱۲ھ	عبدل
۱۸۲	کلیات ۱۰۲۰ھ	محمد قلی قطب شاہ
۱۸۳	تاریخ تمدن یورپ	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۸۴	معلومات سائنس	״ ״ ״
۱۸۸	حالات و تصانیف محمد شمس الدین صدیقی ۱۳۶۰ھ	محمد شمس الدین صدیقی
۱۹۱	تنبیہ النساء	خواجہ رحمت اللہ
۱۹۴	مسئلہ وحدت الوجود	؟
۲۰۰	قصۂ دانی حلیمہ	؟
۲۰۲	الف قصۂ بادشاہ روم	؟
	ب قطعہ رمضان شاہ	رمضان شاہ
۲۰۳	مناقب	عادل
۲۰۶	نکات الواصلین	سید سلطان محی الدین بادشاہ قادری
۲۰۷	انتخاب رسالہ رفیع الدین	؟
۲۰۸	توحید مطلق و جدانی الحق	سید سلطان محی الدین بادشاہ قادری
۲۰۹	مجموعہ مستزاد	سالک، محمد غوث
۲۱۰	منتخب دیوان	عاشق
۲۱۲	پند نامہ ۱۰۸۶ھ	؟
۲۱۵	دیوان	میر انشاء اللہ خاں انشاء
۲۱۷	وفات نامہ رسالت پناہ ۱۱۱۱ھ	دریا
۲۱۸	ریاض الجناں ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۲۱۹	آمدن نامہ	؟
۲۲۲	دیوان فی الحال شاہ	عبد القادر فی الحال شاہ
۲۲۴	واسوخت قلق	خواجہ اسد اللہ آفتاب الدولہ قلق
۲۲۵	واسوخت رند	سید محمد خاں رند
۲۲۶	واسوخت آباد	مہدی حسین خاں آباد
۲۲۷	الف واسوخت جان	میر یار علی جان لکھنوی
	ب احوال شب زفاف	״ ״
	ج واسوخت بسمل	بسمل لکھنوی

د	مسدس برق	مرزا محمد رضا برق
ھ	مسدس عیشی	طالب علی خاں عیشی
۲۲۸	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	وجدی
۲۵۱	دس فرائض اسلام	؟
۲۵۳	کلام انور	انوار اللہ فضیلت جنگ
۲۵۷	ترجمہ قرآن شریف	شاہ عبد القادر دہلوی
ب	رسالہ نماز	؟
۲۹۵	دودہ ولیا ۱۲۲۳ھ	عزیز اللہ مہرنگ اورنگ آبادی
۲۹۶	محبوب القلوب ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ ویلوری
۲۹۷	دیوان رنگین	سعادت یار خاں رنگین
۳۰۱	ہدایات ہندی ۱۱۰۱ھ	شیخ داؤد حقیقی
۳۰۲	پندنامہ لقمان	فتح شریف طلبی
۳۱۰	داستان بارہ ماہ قبیل ۱۱۹۰ھ	یکرنگ
۳۱۲	جامع المعجزات	سید عالم بیجاپوری
۳۱۴	ریاض العارفین	اسحٰق
۳۱۵	" "	"
۳۱۸	احکام الصلوٰۃ ۱۰۷۷ھ	؟
۳۲۰	سب رس	شاہ ولی اللہ قادری
۳۲۱	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن دہلوی
۳۲۲	اعجاز احمدی	نوازش علی خاں شیدا
۳۲۳	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن دہلوی
۳۲۴	دلدل نواز ۱۱۲۱ھ	عبد القادر
۳۲۶	نامۂ حضرت سلطان (یا معراج المومنین)	عبد الملک
۳۲۸	مصباح الصلوٰۃ	قادر علی کمتر
۳۲۹	جنگنامہ محمد حنیف ۱۰۹۲ھ	سیوک
۳۳۰	نور نامہ ۱۱۱۱ھ	شاہ عنایت
۳۳۱	ریاض النسواں	صبغۃ اللہ بن محمد غوث مدراسی
۳۳۲	فرس نامہ	سعادت یار خاں رنگین
۳۳۴	نور اسلام	؟

۳۳۵	عین مقصود	واعظ
۳۳۶	اعجاز اسلام	شیخ آدم
۳۳۷	غزلیات	حبیب اللہ ذکا
۳۳۸	دیوان	سلطان
۳۳۹	بوستان خیال	شاہ معراج اورنگ آبادی
۳۴۰	طلسم اعظم	فیض حسین لکھنوی
۳۴۱	کلیات	کاظم علی کاظم
۳۴۲	دیوان	یوسف علی خاں ناظم نواب رامپور
۳۴۳	انتخاب کلام میر وشاہی وغیرہ	میر وشاہی وغیرہ
۳۴۴	بیاض اشعار	
۳۴۵	وفات نامہ زہرا	؟
۳۴۶	حکمت بزرجمہر ۱۰۵۰ھ	؟
۳۴۷	بیان رحم کا	؟
۳۴۸	مسائل طبعی	؟
۳۴۹	کتاب ادویات	؟
۳۵۰	دیوان متین	محمد معین الدین خاں اعانت جنگ حسین الدولہ
۳۶۰	قواعد فقہیہ	حافظ محمد حسین بن حسن نقشبندی
۳۶۵	بہارستان عشق ۱۲۱۳ھ	عزیز الدین خاں مستقیم جنگ نامی ملک الشعرائے ارکاٹ
۳۷۰	بیاض قدیم مراثی	مرزا شاہی، شاہ راجو وغیرہ
۳۷۱	تفسیر اذا جا	؟
۳۷۲	سحر البیان ۱۱۹۹	میر حسن دہلوی
۳۹۵	مجرب طبی نسخے	؟
۳۹۷	طبی نسخے	سید شاہ فخر الدین قادری
۴۰۰	دیوان سوز	میر محمد سوز
۴۰۱	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	وجدی
۴۰۲	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی ویلوری
۴۰۳	چہار درویش ۱۲۱۵ھ	؟

۴۰۴	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۴۰۵	روضۃ الشہدا ۱۱۳۰ھ	ولی دیلوری
۴۰۶	مرغوب الطبع ۱۲۴۸ھ	سید حسین علی خاں
۴۰۷	آنادلی تبیل ۱۲۶۱ھ	سید حسینی بادشاہ
۴۰۸ ب	چار کرسی طریقت	فقیر اللہ شاہ حیدر
۴۰۹	لاڑکپور و قاضی	سید حسینی بادشاہ
۴۱۷	شمائل نامہ	عثمان
۴۲۰	مجموعہ نعت	؟
۴۳۰	دیوان سلام و نوحہ جات	حسام الملک خان خاناں آصفی
۴۳۱	دیوان آصفی	" " "
۴۳۵	خلاصۃ التصانیف	ترجمہ غزالی
۴۳۶	احکام معاد و معاش	" "
۴۳۷	نورنامہ	شاہ عنایت
۴۳۹	یادگار غلام حسین	غلام حسین
۴۴۰	اعمال نجوم	؟
۴۴۱	نقوش و عملیات	؟
۴۴۲	رسالہ قادرہ	؟
۴۴۴	قواعد احمدی	شیخ احمد سوداگر
۴۴۵	فیض احمدی ۱۳۱۰ھ	شیخ احمد پارسا
۴۴۸	ترجمہ چہل حدیث	
۴۵۴	کلام منیر	قاضی منیر الدین حسین فاروقی
۴۵۶	قواعد عثمانیہ ۱۲۸۰ھ	محمد قوی الاسلام عباسی بدایونی
۴۵۷	تاریخ کیمیا	سید محمد ضمیر نقوی
۴۵۸	انوار	سید علی اختر
۴۶۵	مولود نبی	نامور
۴۶۶	کرامت غوث اعظمؒ	؟
۴۶۷	ترکیب بند کرامت	بلہار
۴۶۸	قصہ جولاہے کا	؟
۴۶۹	قصیدہ منقبت	سنی

۴۷۰	منتخب کلام خاموشؒ	شاہ معین الدین خاموشؒ
۴۷۲	طبیعیات (نیچرل فلاسفی)	محمد مہدی خاں کوکب اصفہانی
۴۸۵	رسالہ سقہ نامہ	؟
۴۸۶	رسالہ خرقہ خلافت	؟
۴۸۷	غزلیات شائق	مفتی اعظم علی شائق حیدرآبادی
۴۸۸	کلام نعتیہ	حافظ و بندہ وغیرہ
۴۸۹	علوم طبیعی	مرزا مہدی خاں کوکب
۴۹۲	کلام المعی (تنویر تخییل)	سید نجم الدین المعی
۴۹۸	دیوان درد	خواجہ میر درد
۴۹۹	" "	" " "
۵۰۰	علوم الاقوام	؟
۵۰۱	گلشن عزا	یادگار علی خاں
۵۰۲	شرح ارشادنامہ	مرید شاہ برہان
۵۰۳	سلسلہ خلفائے سید شاہ احمد مدار زندہ پوش	؟
۵۰۴	بیاض عجز	سید امجد علی خاں عجز
۵۰۵	مرات المصلی	؟
۵۰۶	تنبیہ النساء ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۵۰۷	نجات نامہ قریب ۱۰۲۷ھ	محمد امین ایاغی
۵۰۸	نورنامہ ۱۱۰۰ھ	شاہ عنایت
۵۰۹	پند دل بند	علی
۵۱۰	من لگن ۱۱۱۲ھ	قاضی محمود بحری
۵۱۱	پنچھی باچھا	وجدی
۵۱۲	روضۃ الاطہار ۱۱۷۳ھ	نوازش علی خاں شیدا
۵۱۳	اشارات الغافلین ۱۱۴۳ھ	عاشق اورنگ آبادی
۵۱۴	مرد و تمثار ۱۱۷۰ھ	غلام قادر ساقی
۵۱۵	دیوان داؤد ۱۱۶۸ھ	مرزا داؤد بیگ
۵۱۵	تحفۃ النصائح ۱۰۴۵ھ	قطب الدین رازی
۵۱۵	توشۂ عاقبت ۱۱۱۷ھ	منور بیگم

۵۱۶	سحرالبیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۵۱۷	نوبہار عشق ۱۲۱۱ھ	مستقیم جنگ نامی
۵۱۸	سحرالبیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۵۱۹	دیوان یقین	انعام اللہ خاں
۵۱۹ ب	قصیدۂ فغاں	میر اشرف علی خاں
۵۲۰	دیوان سودا ۱۱۹۲ھ	مرزا محمد رفیع
۵۲۰ ب	سوز و گداز ۱۱۷۷ھ	سراج الدین سراج
۵۲۱	دیوان یقین ۱۱۶۱ھ	انعام اللہ خاں
۵۲۲	انتخاب کلام ۱۲۰۰ھ	منور
۵۲۳	دیوان درد ۱۱۹۹ھ	خواجہ میر درد
۵۲۴	کلیات انشاء	میر انشاء اللہ خاں
۵۲۵	بیاض دبیر	سیف الدولہ دبیر
۵۲۶	پنچھی باچھا	وجدی
۵۲۹	تفسیر تنزیل ۱۲۴۰ھ	سید بابا قادری
۵۳۱	انتخاب غزلیات	میر شمس الدین محمد فیض
۵۳۲	سکھ انجن ۱۰۴۵ھ	شاہ ابوالحسن
۵۳۳	" " "	" "
۵۳۴	مکتوبات و مسودات	شاد عظیم آبادی
۵۳۵	انتخاب کلام	سودا، واسطی، ماہر
۵۳۶	سب رس ۱۰۴۵ھ	ملا وجہی
۵۳۸	مرغوب دل ۱۲۸۲ھ	سالک غوث نما
۵۳۹	کلیات زٹلی	جعفر علی زٹلی
۵۴۰	فسانۂ عجائب	رجب علی بیگ سرور
۵۴۲	شکار نامہ	خواجہ بندہ نوازؒ
۵۴۳	پنج گنج ۹۹۰ھ	برہان الدین جانم
۵۴۴	ذخیرۃ الدارین	محمد حسین لکھنوی
۵۴۷	قصائد مائل	ڈاکٹر احمد حسین مائل
۵۴۸	ریحان سراج ۱۲۴۷ھ	سید ضمیر لکھنوی
۵۴۹	طالب و موہنی ۱۱۵۰ھ	سید محمد ذاکر موسوی

۵۵۰	معارف محمدیہ ۱۰۰۰ھ	بہادر اولیا حسین
"	مثنویات	پیر محمد قادری
۵۵۴	بلاغ ارم ۱۲۲۴ھ	مستحان علی شاہ
۵۵۵	بیاض بسمل	غلام علی بسمل
۵۵۶	من لگن ۱۱۱۲ھ	قاضی محمود بحری
۵۵۸	دیوان سراج ۱۱۵۲ھ	سراج الدین سراج
۵۵۹	کلیات سراج	"
۰ ب	غزلیات حسین	عاشق حسین
۵۶۱	باغ و بہار ۱۲۱۷ھ	میر امن
۵۶۲	ترجمہ گنج طلسم	ڈاکٹر حفیظ سید
۵۶۳	معرفت السلوک	شاہ ولی اللہ قادری
۵۶۴	یادگار ضیغم	عبداللہ خاں ضیغم
۵۶۵	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۵۶۶	جامع الاکساب ۱۲۰۰ھ	امین
۵۶۷	نور نامہ	ملک خوشنود (؟)
۵۶۸	روضۃ الصالحین	غلام حسن مسرور
۵۶۹	رسالہ اصول دین	فاضل خاں مسرور
۵۷۰	اختیارات خمسہ	عاشق دکنی
۵۷۱	شمائل الآداب ۱۲۸۳ھ	منور علی
۵۷۳	بیاض کلام	عصر، شہید، بندہ وغیرہ
۵۷۴	" "	ناسخ نصیر حفیظ وغیرہ
۵۷۵	احوال دوزخ ۱۲۵۶ھ	فیاض الحق
۵۷۶	بیاض قدیم	ارشاد لطیف شہباز وغیرہ
۵۷۷	دیوان واجد	واجد دہلوی
۵۷۸	خلاصہ علم الارض	؟
۵۷۹	شاہنامہ محمد حنیف ۱۱۸۵ھ	شیرن
۵۸۰	جنگنامہ محمد حنیف ۱۰۹۲ھ	حسن بیگ
۵۸۱	" " "	"
۵۸۲	بیاض کلام	اشرف

۵۸۳	لال وگوہر ۱۱۵۰ھ	عارف الدین خاں عاجز
۵۸۴	رضوان شاہ ۱۰۹۴ھ	فائز
۵۸۵	دیوان فدوی ۱۱۵۰ھ	فدوی خاں
۵۸۶	دیوان پروانہ ۱۱۷۵ھ	ضیاء الدین پروانہ
۵۸۷	دیوان ایماں ۱۲۰۷ھ	شیر محمد خاں ایماں
۵۸۸	دیوان مقتول ۱۱۹۴ھ	میر محمد شریف مقتول
۵۸۹	دیوان میر ۱۲۰۰ھ	میر تقی میر
۵۹۰	دیوان ناسخ ۱۲۴۵ھ	امام بخش ناسخ
۵۹۱	دیوان درد ۱۱۹۹ھ	خواجہ میر درد
۵۹۲	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۵۹۳	دیوان سیف دانور	سیف دانور
۵۹۴	دیوان انشاء ۱۲۲۴ھ	میر انشاء اللہ خاں
۵۹۵	دیوان درد ۱۱۹۹ھ	خواجہ میر درد
۵۹۶	دیوان حفیظ ۱۲۴۵ھ	شیخ محمد حفیظ
۵۹۷	دیوان شاداں ۱۲۵۰ھ	چندولال شاداں
۵۹۸	قصائد سودا	مرزا محمد رفیع
۶۰۰	دیوان کمال قبل ۱۲۴۴ھ	شاہ کمال الدین
۶۰۲	قصۂ جمجمہ قریب ۱۲۰۰ھ	فیض محمد
۶۰۳	پندنامہ بی بی فاطمہ قریب ۱۲۰۰ھ	؟
۶۰۴	چوہے بلی کا قصہ	غلام حسین نقرگری
۶۰۶	تاریخ چہار پیر و چہاردہ خانوادہ ۱۰۱۲ھ	عاشق دکنی
۶۰۷	اعتبارات خمسہ ۱۰۱۲ھ	״ ״
۶۰۸	مقبول مہجور ۱۱۳۰ھ	حسن صبغۃ اللہی
۶۰۹	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۶۱۰	جوہر عشق ۱۲۴۳ھ	ملک محمود جوہر
۶۱۱	قصۂ ابو شحمہ ۱۲۰۰ھ	؟
۶۱۲	احوال قیامت ۱۱۰۰ھ	؟
۶۱۴	رازق باری ۱۱۵۰ھ	سید محمد والہ
۶۱۵	رسالہ فقہ عقاید قریب ۱۲۵۰ھ	محمد اسمٰعیل عاصی

۶۱۶	عقاید اہل سنت ۱۲۵۰ھ	باقر
۶۱۷	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی ویلوری
۶۱۸	״ ״ ״	״ ״
۶۱۹	تحفۃ النصائح معہ ترجمہ ۱۰۴۵ھ	قطب الدین رازی
۶۲۰	״ ״	״ ״
۶۲۲	لذت النساء قبل ۱۲۳۴ھ	؟
۶۲۳	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۶۲۴	پنچھی باچھا ۱۲۴۶ھ	وجدی
۶۲۷	علم اسطرلاب کروی ۱۲۵۵ھ	رتن لال
۶۲۹	رسالہ ردکفر ۱۲۶۱ھ	اسمٰعیل کوکنی
۶۳۰	ترجمہ آدم فی الحدیث ۱۲۵۰ھ	؟
۶۳۱	تفسیر سورۂ فاتحہ ۱۲۴۰ھ	سید احمد شہید
۶۳۲	رسالہ رد شرک ۱۲۵۰ھ	سید عبداللہ
۶۳۳	رسالہ نماز قریب ۱۲۵۰ھ	؟
۶۳۴	توشۂ عاقبت ۱۲۱۷ھ	منور بیگم
۶۳۵	گل بکاولی ۱۲۱۷ھ	نہال چند
۶۳۶	پندنامہ ۱۲۱۱ھ	عبرت و عشرت
۶۳۷	لوح محفوظ ۱۲۸۲ھ	اثر
۶۳۸	حالات امام المرسلین	محمد رفیع الدین
۶۳۹	دیوان شہوار ۱۲۳۰ھ	شہوار قادری
۶۴۰	مرثیہ دبیر قبل ۱۲۳۷ھ	سلامت علی دبیر
۶۴۰	شہر آشوب قبل ۱۲۰۲ھ	احسان
۶۴۲	فواید الصلوٰۃ تہجد	؟
۶۴۳	ریاض العارفین ۱۲۰۶ھ	اسحٰق بیجاپوری
۶۴۴	مراثی ضمیر و دبیر	ضمیر و دبیر
۶۴۵	فقہ اعظم ۱۲۷۳ھ	افضل
۶۴۶	مجموعہ واسوخت ۱۸۶۷ء	رادھے لال معمول آباد
۶۴۸	ذکر نامہ قبل ۱۱۹۴ھ	مرید شاہ دیوان
۶۴۹	رسالہ تصوف ۱۱۹۴ھ	؟

۶۵۰	رسالہ چہار پیرق ۱۱۹۴ھ	؟
۶۵۱	وصیت نامہ ۱۰۰۹ھ	عبد الملک
۶۵۲	مدح شاہ میرانجی ۱۱۰۰ھ	؟
۶۵۲	غزلیات حافظ قبل ۱۱۰۰ھ	حافظ دکنی
۶۵۳	توصیف نامہ قبل ۱۹۵۲ء	ملا فیروز بیدری
۶۵۴	نقد نامہ قبل ۱۱۹۵ھ	کامل
۶۵۵	گنج مخفی قبل ۱۱۰۰ھ	معظم بیجاپوری
۶۵۶	وصیت نامہ قریب ۱۲۰۴ھ	شیخ مصطفیٰ
۶۵۷	چکی نامہ قریب ۱۱۰۰ھ	فاروقی
۶۵۸	مدح میراں ۱۲۰۰ھ	ستہ میر
۶۵۹	بیاض دکنی قریب ۱۱۰۰ھ	محمود جعفر محرمی وغیرہ
۶۶۰	کفایت الاسلام قریب ۱۲۰۰ھ	؟
۶۶۱	رسالہ احوال میت "	قاضی شمس الدین اودگیری
۶۶۲	ترتیب النکاح "	" " "
۶۶۲	ترتیب نماز "	" " " "
۶۶۳	تنبیہ النساء ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۶۶۴	" "	" " "
۶۶۵	نصیحت المسلمین ۱۲۲۸ھ	خرم علی
۶۶۸	رسالہ اعمال بد قریب ۱۲۵۰ھ	؟
۶۶۹	کتاب ہدیٰ	مشتاق
۶۷۰	حقیقت الصلوٰۃ ۱۲۳۰ھ	سید احمد وعبد الحی
۶۷۱	رسالۂ جہاد "	" "
۶۷۲	تقویتہ الایمان ۱۲۳۵ھ	محمد اسمٰعیل شہید
۶۷۳	ہدایت المومنین ۱۲۰۰ھ	؟
۶۷۴	ردو ہابیہ قبل ۱۲۵۰ھ	محمد ظہور علی
۶۷۵	دیوان اشتیاق قبل ۱۲۷۷ھ	محمد علی اشتیاق
۶۷۷	کلیات ولی ۱۱۵۲ھ	ولی اورنگ آبادی
۶۷۸	کلیات جنتی "	جنتی
۶۷۹	بازار حسن ۱۰۲۵ھ	مالک خوشنود
۶۸۰	مجذوب السالکین ۱۲۰۰ھ	سید امین
۶۸۱	مخمس ولی ۱۱۵۳ھ	ولی اورنگ آبادی
۶۸۲	حبیب المریدین ۱۳۰۹ھ	حبیب علی رضوی
۶۸۳	کشف المحاجبۃ ۱۲۴۲ھ	محمد نور الدین چاہ لنگامی
۶۸۴	مفصل المذاہب ۱۲۷۸ھ	؟
۶۸۵	مثنوی محرمات شرعی قریب ۱۲۵۰ھ	محمدی
۶۸۵ب	مثنوی تعزیہ "	تجر
۶۸۷	کہانی و قصہ قبل ۱۲۳۶ھ	محبوب
۶۸۹	دیوان دوم پروانہ ۱۱۸۰ھ	ضیاء الدین پروانہ
۶۹۰	دیوان مظفر ۱۱۹۹ھ	مظفر تلمیذ خالق
۶۹۱	قطب مشتری ۱۰۱۸ھ	ملا وجہی
۶۹۳	تاج الحقائق ۱۰۴۵ھ	"
۶۹۴	سب رس "	"
۶۹۵	ورالا مراد ۱۱۰۰ھ	مرید سلطان
۶۹۷	دیوان اشک ۱۲۷۵ھ	میر علی اوسط رشک
۶۹۸	بیاض متین ۱۲۶۱ھ	غلام محی الدین خاں متین
۶۹۹	بیاض کلام ۱۲۸۲ھ	یعقوب علی یعقوب
۷۰۰	بیاض مراثی وغیرہ ۱۲۰۰ھ	محب ابراہیم مکھن وغیرہ
۷۰۱	مطبوع صبیاں قبل ۱۲۰۰ھ	مصحفی
۷۰۲	ترجمہ کریما قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۷۰۳	گنج عرفاں ۱۱۵۰ھ	امام الدین حسینی عارف
۷۰۴	بیاض	آبرو، میر، سوز، یقین وغیرہ
۷۰۵	کلام قبل ۱۲۰۰ھ	سیدی بربان
۷۰۶	" " ۱۱۹۰ھ	میاں میرزن سبزواری
۷۰۷	بیاض نظم و نثر	حیدر، دبیر، طہار وغیرہ
۷۰۸	دیوان یقین قبل ۱۲۴۵ھ	انعام اللہ خاں
۷۰۹	روضۃ الاقطاب ۱۳۱۹ھ	رونق علی
۷۱۰	چار گلزار ۱۲۸۰ھ	فضل الرحمٰن
۷۱۰ب	رسالہ حسن ۱۳۲۵ھ	حسن بن عبد اللہ

۷۱۱	کلام ۱۱۹۰ھ	میرن دسید
۷۱۲	آب حیات ۱۲۵۰ھ	سید حیات
۷۱۳	مذہب عشق ۱۲۱۷ھ	نہال چند لاہوری
۷۱۴	لیلےٰ مجنوں ۱۱۹۰ھ	میر تجلی علی
۷۱۵	یوسف زلیخا ۱۲۱۲ھ	نگار
۷۱۶	طوطا کہانی ۱۲۲۰ھ	؟
۷۱۷	واسوخت آباد ۱۲۶۸ھ	مرزا مہدی حسین خاں
۷۱۸	بیاض مراثی ۱۲۸۵ھ	محمود رضا خاں رضا مدراسی
۷۱۹	" " "	دبیر، انیس، تصور
۷۲۰	مجموعہ کلام ۱۲۳۵ھ	شاہ قبول اللہ بیدار
۷۲۱	کلیات شہید ۱۲۹۲ھ	میر احمد علی خاں شہید دیلوری
۷۲۲	بیاض مراثی	انیس، مونس، دبیر
۷۲۳	معراج نامہ ۱۰۹۴ھ	محمد مختار
۷۲۴	تفسیر مرتضوی ۱۰۹۴ھ	غلام مرتضیٰ فیض آبادی
۷۲۵	بیاض نوحہ	بہادر، بہرہ ور، صابر وغیرہ
۷۲۶	کلیات ناوک ۱۳۱۹ھ	احمد حسین ناوک گلشن آبادی
۷۲۷	مختصر حسینی ۱۰۹۲ھ	عبدالغفور حسینی
۷۲۸	لیلےٰ مجنوں ۱۲۱۳ھ	نامی ارکاٹی
۷۲۹	پنچھی باچھا ۱۱۴۲ھ	ہدایت اللہ وجدی
۷۳۰	" "	" "
۷۳۱	سب رس ۱۰۴۵ھ	وجہی
۷۳۲	کلام فاروق ۱۲۳۷ھ	خاں عالم خاں فاروقی ارکاٹی
۷۳۳	قصہ زیتون قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۷۳۴	ہفت سیر حاتم ۱۲۱۵ھ	مہمان دکنی
۷۳۵	" "	" "
۷۳۶	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی دیلوری
۷۳۷	رسائل نجوم ۱۱۹۷ھ	سعد اللہ حسینی، خاکی، فقیر وغیرہ
۷۳۸	لیلےٰ مجنوں ۱۹۴۵ء	غلام احمدی ابن ہاشمی
۷۳۹	دیوان فصحیٰ ۱۸۸۸ء	شاہ غوث جامی ارکاٹی
۷۴۰	اسناد دعاے عکاسہ ؟	؟
۷۴۱	کشف الخلاصہ ۱۲۳۲ھ	حافظ میر شجاع الدین حسین
۷۴۲	سراج العقاید ۱۲۴۴ھ	محمد حیات
۷۴۴	شرف النساء ۱۲۰۰ھ	لعل
۷۴۵	چارکرسی مسائل ۱۱۹۶ھ	احمد خاں شیرانی کولاری
۷۴۶	چارکرسی ۱۲۳۳ھ	عبدالحق
۷۴۷	قبرنامہ ۱۲۷۳ھ	فقیر
۷۴۸	ترجمہ طب شہابی ۱۲۵۰ھ	؟
۷۴۸	طب اردو ۱۲۶۹ھ	؟
۷۵۰	چارکرسی طریقت ۱۲۵۰ھ	فقیر اللہ شاہ حیدر
۷۵۱	نظم سی حرفی قبل ۱۱۰۰ھ	معظم
۷۵۲	ملفوظات قبل ۱۱۰۰ھ	خواجہ امین الدین علی
۷۵۳	اذکار و اشغال	" "
۷۵۴	بیاض منقبت و تبرّیٰ	شوق، میرن، میر محمد شفیع
۷۵۵	کلیات ۱۲۰۰ھ	مرزا رفیع سودا
۷۵۶	خلاصۃ الانبیاء قبل ۱۲۶۳ھ	غلام علی ابن عنایت اللہ
۷۵۷	روضۃ الانوار ۱۲۱۵ھ	شاہ تجلی علی
۷۶۷	بیاض خلیل قبل ۱۲۵۹ھ	خلیل، اکبر وغیرہ
۷۶۸	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی دیلوری
۷۷۰	لیلےٰ مجنوں ۱۰۴۶ھ	عاجز
۷۷۱	تذکرہ سلاطین دکن ۱۳۱۷ھ	دلاور علی دانش
۷۷۲	بیاض کلام قبل ۱۱۳۶ھ	جوہر، شاداں وغیرہ
۷۷۳	گیان سروپ ۱۱۲۱ھ	شاہ تراب
۷۷۴	من سمجھاون ۱۱۰۰ھ	شاہ تراب
۷۷۵	مخمس بجرنگ قبل ۱۱۲۱ھ	شیر علی
۷۷۶	بیاض کلام " "	غلام علی، افضل، فقیر وغیرہ
۷۷۷	" "	غلامی، سالم، قطب شاہ
۷۷۸	ریختہ ہندی کی صرف و نحو ۱۲۲۵ھ	گلکرسٹ
۷۷۹	محبوب القلوب ۱۱۰۷ھ	محمد باقر آگاہ ویلوری

نمبر	نام کتاب	مصنف
۷۸۰	روضۃ الشہداء ۱۱۳۷ھ	ولی دیلوری
۷۸۱	روضۃ الاطہار ۱۱۷۳ھ	نوازش علی خاں شیدا
۷۸۲	" " "	" " "
۷۸۳	اعجازی احمدی	" "
۷۸۴	محبوب القلوب ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۷۸۵	اخوان الصفاء ۱۲۲۵ھ	اکرام علی
۷۸۶	چہار درویش ۱۲۱۱ھ	محمد علی شوق
۷۸۷	فرس نامہ ۱۲۱۰ھ	سعادت یار خاں رنگیں
۷۸۸	سراج العقاید قریب ۱۲۲۴ھ	سید حیات
۷۸۹	سراج الفقہ " "	"
۷۹۰	مرآۃ الاحکام " "	"
۷۹۱	تاج الفرائض " "	"
۷۹۲	تاج النصائح " "	"
۷۹۳	آداب السعادۃ " "	"
۷۹۴	احوال النبی " "	"
۷۹۵	نور الہدایہ قریب ۱۲۵۰ھ	"
۷۹۶	شفاعت نامہ "	"
۷۹۷	دیدار نامہ "	"
۷۹۸	شرف الایمان "	"
۷۹۸ ب	نور الایمان "	"
۷۹۹	آب حیات "	"
۸۰۰	دیوان شرف ۱۳۰۰ھ	شرف القضاۃ
۸۰۱	گلزار السالکین قبل ۱۰۹۲ھ	عابد شاہ
۸۰۲	معالجات خواجہ بندہ نواز قریب ۱۰۹۱ھ	"
۸۰۳	کسب روح	شاہ صدر الدین
۸۰۴	مجموعہ مناجات ۱۲۷۵ھ	فقیر، ناقص وغیرہ
۸۰۵	مجموعہ مولود	ندا، مسعود، دستگیر، مسکین وغیرہ
۸۰۶	ترجمہ معادن ۱۲۳۱ھ	؟
۸۰۷	کشف الظلمہ ۱۲۳۲ھ	حافظ میر شجاع الدین حسین
۸۱۰	قصۂ شہیدان قریب ۱۲۴۰ھ	ناطق
۸۱۱	شمائل الاتقیاء ۱۰۷۸ھ	میراں یعقوب
۸۱۳	تائید المبین ۱۲۴۳ھ	یوسف علی لکھنوی
۸۱۴	دیوان شاہ سلطان قبل ۱۱۰۰ھ	سلطان خلیفہ شاہ معروف
۸۱۵	ہدایات ہندی ۱۱۰۱ھ	ضعیفی
۸۱۶	دیوان ولی قبل ۱۱۵۰ھ	ولی اورنگ آبادی
۸۱۷	گنج الاسرار " ۱۲۵۰ھ	شاہ سلطان ثانی
۸۱۸	شمع الہدایت ؟	شاہ سلطان
۸۱۹	چار کرسی قبل ۱۲۵۰ھ	فقیر
۸۱۹ ب	عاشق اللہ کے گیت قبل ۱۲۵۰ھ	شیخ سلطان حسین
۸۲۰	کلیات ولی قبل ۱۱۲۸ھ	ولی اورنگ آبادی
۸۲۱	" "	" "
۸۲۳	کلیات سراج ۱۱۵۲ھ	شاہ سراج اورنگ آبادی
۸۲۴	منتخب کلام ۱۲۵۵ھ	کمتر، حیات، درد، متین
۸۲۶	تمیز الکلام قبل ۱۲۷۵ھ	ابو الحسن محمد صالح
۸۲۹	بیاض مراثی قبل ۱۱۰۰ھ	عبد اللہ قطب شاہ و وجہی
۸۳۰	منظومات افضال قبل ۱۲۹۳ھ	افضال
۸۳۱	مرثیہ حضرت قاسم قبل ۱۳۰۰ھ	؟
۸۳۲	دیوان قیس قبل ۱۳۳۰ھ	محمد صدیق قیس
۸۳۳	دیوان ناسخ قبل ۱۲۵۰ھ	شیخ امام بخش ناسخ
۸۳۴	اردو کا قاعدہ قبل ۱۳۱۲ھ	؟
۸۳۵	دیوان عقیل قبل ۱۳۲۰ھ	سید محمد حسینی عقیل
۸۳۷	گنج مخفی قریب ۱۲۰۰ھ	مرید مخدوم شاہ حسینی
۸۳۸	زنجیرہ " "	خواجہ شاہ ثانی سلطان
۸۳۹	رسائل تصوف ؟	؟
۸۴۰	محی الدین نامہ	محمد افضل قادری
۸۴۱	شمائل نامہ قریب ۱۱۰۰ھ	عبد الصمد ترین
۸۴۲	نور نامہ ۱۱۱۱ھ و ۱۱۳۲ھ	شاہ عنایت احمد
۸۴۳	وفات نامہ ۱۱۱۱ھ	دریا

۸۴۴	تذکرۂ مشاہیر بہار قریب	۱۹۳۰ء	سید علی محمد شاد عظیم آبادی
۸۴۵	روضۃ الاطہار	۱۱۷۳ھ	نوازش علی خاں شیدا
۸۴۶	گلشن عشق	۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۸۴۷	بیاض کلام قبل	۱۲۶۵ھ	صدر الدین شعلہ
۸۴۹	تحفۂ گردان	۱۲۶۷ھ	سید محمد عبد الرحمٰن
۸۵۰	رسالہ نظام شمسی دائرۃ الابریری	۱۲۶۱ھ	؟
۸۵۱	جمع البرکات قبل	۱۳۲۷ھ	عبد الہادی
۸۵۲	تفسیر تنزیل	۱۲۴۰ھ	محمد درویش بابا قادری
۸۵۳	ہدایت نامہ	۱۲۴۲ھ	محمد ہادی
۸۵۴	رسالہ علم حساب	۱۲۵۸ھ	شاہ علی
۸۵۵	نظم عثمانی	۱۳۲۶ھ	سید عبد الرب
۸۵۷	رسالہ طب قریب	۱۸۷۰ء	غلام حسین لکشمی رام پنڈیا
۸۵۹	علم انسان وحیوان قریب	۱۲۵۰ھ	؟
۸۶۲	رسالہ علم الحیات قریب	۱ھ	شیخ محمود
۸۶۶	تزک محبوبیہ	۱۳۲۰ھ	غلام صمدانی خاں گوہر
۸۶۸	تفسیر قرآن مجید	۱۲۵۰ھ	؟
۸۶۹	شفاء العلیل	۱۲۳۸ھ	مولوی خرم علی
۸۷۰	رسالہ جراحی	۱۲۸۰ھ	ڈاکٹر جانسٹن
۸۷۱	بیاض منقبت و مراثی	۱۴۰۰ھ	کاج، بہبود، بلہار
۸۷۲	مجموعہ کلام	۱۲۴۰ھ	عقلان
۸۷۳	بیاض کلام	۱۲۵۰ھ	عاصی، جعفری، سحر
۸۷۵	رسالہ دعا	۱۳۰۲ھ	؟
۸۷۷	مرثیہ	۱۲۰۰ھ	خواجہ بخت علی خاں ہمت
۸۷۸	کلیات	۱۱۰۰ھ	میر جعفر علی زٹلی
۸۷۹	مثنوی گل گلشن	۱۲۵۰ھ	عرب
۸۸۰	شہر آشوب	۱۳۰۴ھ	مرزا احمد تقی
۸۸۲	سوال وجواب	۱۱۰۰ھ	شاہ لگن
۸۸۳	گفتار شاہ امین	۱۰۸۷ھ	امین الدین بیجاپوری
۸۸۴	معراج المحققین	۱۲۰۵ھ	سید محمد قادری

۸۸۵	وصل نامہ	۱۰۸۷ھ	امین الدین بیجاپوری
۸۸۶	قدیم بیاض دکنی	؟	؟
۸۸۸	بیاض کلام	۱۲۸۰ھ	موسیٰ کار رضا
۸۸۹	کلیات سودا	۱۲۰۰ھ	مرزا رفیع سودا
۸۹۰	بیاض کلام	۱۱۸۰ھ	صوفی اورنگ آبادی
۸۹۱	مجموعہ مناقب	۱۳۰۰ھ	برہان، منور، امکان وغیرہ
۸۹۲	تذکرہ عطائے تکمیلی	۱۲۹۲ھ	؟
۸۹۳	دیوان عزیز	۱۳۲۹ھ	نواب عزیز یار جنگ عزیز
۸۹۴	اندر سبھا	۱۲۶۸ھ	سید آغا حسن امانت
۸۹۵	ریاض الجنان	۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۸۹۶	بیاض کلام	۱۲۲۵ھ	ولی، سودا، درد، جعفر زٹلی
۸۹۷	" "	۱۱۱۵ھ	رستم پیراں
۹۰۰	سب رس	۱۰۴۵ھ	ملا وجہی
۹۰۱	گلشن عشق	۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی بیجاپوری
۹۰۲	مولود نامہ نبی قریب	۱۱۰۰ھ	شاکر
۹۰۳	کام روپ کام لتا	۱۱۷۰ھ	تحسین الدین
۹۰۶	چندر بدن و مہیار قبل	۱۰۴۸ھ	ملا مقیمی
۹۰۷	مہر و ماہ (ظفر نامہ عشق)	۱۱۱۲ھ	سید ظفر
۹۰۸	سحر البیان	۱۱۹۹ھ	میر حسن
۹۰۹	" "		میر حسن
۹۱۰	قصص الانبیاء (ریاض سود)	۱۱۹۱ھ	شاہ غوث جاجی دغوثی
۹۱۱	" " دفتر دوم	۱۱۹۱ھ	شاہ غوثی ارکاٹی
۹۱۲	" " دفتر سوم	۱۱۹۱ھ	شاہ غوث جاجی غوثی
۹۱۳	پدماوت (شمع و پروانہ)	۱۲۱۱ھ	عبرت و عشرت
۹۱۴	ہفت سیر حاتم	۱۲۱۵ھ	جہان
۹۱۵	اعجاز احمدی	۱۱۵۸ھ	نوازش علی خاں شیدا
۹۱۶	" "	۱۲۵۸ھ	" "
۹۱۷	شاہ نامہ محمد حنیف	۱۱۸۵ھ	شیری
۹۱۸	فرابید رفائد		؟

۹۱۹	پنچھی باچا ۱۱۴۶ھ	وجدی
۹۲۰	ہفت سیر حاتم ۱۲۱۵ھ	جہان
۹۲۱	" " "	جہان
۹۲۲	معراج نامہ ۱۰۸۰ھ	سید بلاقی
۹۲۳	نان و نمک	فصیح لکھنوی
۹۲۶	شہادت نامہ قریب ۱۲۴۰ھ	ناطق
۹۲۷	دفاتر مہدویہ	؟
۹۲۸	مجالس مہدویہ	عالم
۹۲۹	معجزات نبی قبل ۱۱۰۰ھ	"
۹۳۰	چہار کرسی مسائل ۱۱۹۶ھ	احمد خاں شبرانی
۹۳۱	دیوان سلطان قریب ۱۱۰۰ھ	سلطان
۹۳۲	" یقین قبل ۱۱۶۱ھ	انعام اللہ خاں یقین دہلوی
۹۳۳	" سودا قریب ۱۱۹۵ھ	مرزا رفیع سودا
۹۳۵	" درد قبل ۱۱۹۵ھ	خواجہ میر درد
۹۳۶	" انشا ۱۲۳۴ھ	میر انشاء اللہ خاں
۹۴۸	بیاض میر جعفر علی ۱۲۳۵ھ	؟
۹۴۹	امداد نامہ قریب ۱۲۰۰ھ	؟
۹۵۰	بیاض مومن ۱۲۵۶ھ	مراثی احسان، دلگیر، فصیح خلیق، قاسم وغیرہ
۹۵۱	بیاض میر عباس علی ۱۱۹۵ھ	کلام میرن، غلامی، تراب الدین وغیرہ
۹۵۲	ارمغان عزیزیہ ۱۳۴۸ھ	نواب عزیز یار جنگ عزیز
۹۵۳	خم عشق ۱۱۰۴ھ	محمد رضا
۹۵۴	رسالہ وجودیہ قبل ۱۰۷۵ھ	سید میراں حسینی خدانما
۹۵۵	مغز مرغوب	شاہ کمال
۹۵۶	تن نامہ قریب ۱۰۰۰ھ	برہان الدین جانم بیجاپوری
۹۵۷	منظومات قبل ۱۰۰۰ھ	برہان الدین جانم بیجاپوری
۹۵۹	گلشن نامہ قریب ۱۰۰۰ھ	؟
۹۶۰	ریحان عرفان ۱۲۴۷ھ	سید ضمیر لکھنوی
۹۶۱	موضح قرآن ۱۲۰۵ھ	شاہ عبدالقادر دہلوی

۹۶۲	یادگار رنگیلی داس ۱۳۰۷ھ	رائے رنگیلی داس منصبدار
۹۶۳	" " " ۱۳۰۸ھ	" " "
۹۶۴	تاریخ رشید الدین خانی ۱۲۷۰ھ	غلام امام خاں ترین
۹۶۵	شش صوبہ جات دکن ۱۲۸۰ھ	" " "
۹۶۶	قرآن السعدین جلد دوم جولائی تا یکم نومبر ۱۸۴۷ء	پنڈت دھرم نارائن
۹۶۷	قرآن السعدین جنوری تا جون ۱۸۵۲ء	سید اصغر علی
۹۶۸	قرآن السعدین، جلد ہشتم جنوری تا جولائی ۱۸۵۳ء	کریم بخش
۹۶۹	جامع الاخبار (مدراس) جلد ۱۲ (۱۸/اکتوبر ۵۲ تا ۱۸/اکتوبر ۱۸۵۳ء	؟
۹۷۰	فوائد الناظرین ۲۳/مارچ ۱۸۴۵ء تا ۲۹/دسمبر ۱۸۴۵ء	؟
۹۷۱	فوائد الناظرین۔ ۱۲/جنوری ۱۸۴۶ء تا ۷/دسمبر ۱۸۴۶ء	؟
۹۷۲	فوائد الناظرین ۶/جنوری ۱۸۵۴ء	؟
۹۷۳	دہلی اردو اخبار ۵/جنوری ۱۸۵۱ء تا ۲۸/دسمبر ۱۸۵۱ء	محمد حسین آزاد
۹۷۴	دہلی اردو اخبار ۴/جنوری ۱۸۵۲ء تا ۲۶/دسمبر ۱۸۵۲ء	؟
۹۷۵	دہلی اردو اخبار۔ جلد ۱۲ (۱۸۵۴ء)	محمد حسین آزاد
۹۷۶	زاد المومنین قریب ۱۱۰۰ھ	؟
۹۷۷	مصباح الصلوٰۃ ۱۲۱۴ھ	شاہ سعید الدین
۹۸۸	خیابان مہدی قریب ۱۲۵۰ھ	مہدی
۹۸۹	تیسیر الصلوٰۃ۔ قبل ۱۲۵۰ھ	ولایت علی عظیم آبادی
۹۹۰	نور الہدایہ " "	سید حیات

۹۹۱	نیوت المسلمین ۱۲۳۹ھ	خرم علی
۹۹۵	کنز الرموز قریب ۱۲۰۰ھ	؟
۹۹۶	ترجمہ رسالہ عشرہ ۱۲۸۵ھ	محمد مہدی واصف
۹۹۷	توصیف النبی ۱۲۸۰ھ	″
۹۹۸	سعادت سرمدیہ	محمد باقر آگاہ
۹۹۹	تاریخ ارسطوجاہ قبل ۱۲۸۵ھ	میر احمد علی خاں موسوی
۱۰۰۰	رسالہ قطاع (یعنی اعمال) پیکار متناسب ۱۲۷۸ء	محمد فیاض الدین خاں مشرف جنگ
۱۰۰۳	سبیل نجات	عنایت علی
۱۰۱۵	تذکرہ طوطیان ہند ۱۹۳۶ھ	مولانا تمکین کاظمی
۱۰۱۶	تفسیر قرآن قبل ۱۲۰۰ھ	؟
۱۰۱۷	مجلس سوم ″ ۱۲۱۵ھ	شاہ تجلی علی تجلی
۱۰۱۹	کلیات رمز قبل ۱۳۱۷ھ	سدانند جوگی بہاری لال رمز
۱۰۲۰	کلام جان صاحب	؟
۱۰۲۳	تفاوت الوجود قریب ۱۱۲۵ھ	شاہ علی ابن باباشاہ
۱۰۲۴	کلام نعتیہ قبل ۱۳۴۸ھ	امیر، شائق، آصف، شاد وغیرہ
۱۰۲۵	چارکرسی قریب ۱۲۰۰ھ	عبدالحق
۱۰۲۶	رسالہ عرفان قبل ۱۰۰۰ھ	؟
۱۰۲۷	شکار نامہ ″ ۹۰۰ھ	سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز
۱۰۲۸	دستگیر نامہ ″ ۱۱۰۰ھ	لطفی
۱۰۳۰	باغ و بہار	میر امن دہلوی
۱۰۳۱	رسالہ علم ہیئت قریب ۱۲۵۰ھ	دارالترجمہ شمس الامرا
۱۰۳۳	بیاض کلام قریب ۱۲۵۰ھ	اطہر، درگاہی، دبیر، شہباز وغیرہ
۱۰۳۴	بیاض کلام قبل ۱۲۵۰ھ	مختلف شعرائے کرناٹک و ارکاٹ
۱۰۳۶	قصہ چہرہ آفتاب و مہر شاہ ۱۲۱۵ھ	مذنب
۱۰۴۰	قصہ اصحاب کہف قریب ۱۲۰۰ھ	؟
۱۰۴۲	[illegible] ارم ۱۳۴۲ھ	حکیم محمد یحییٰ ندرت
۱۰۴۳	دیوان مصحفی قبل ۱۲۴۰ھ	شیخ غلام ہمدانی مصحفی
۱۰۴۴	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن

۱۰۴۵	تفسیر مرادی ۱۱۸۵ھ	مراد اللہ انصاری سنبھلی
۱۰۴۶	دیوان شرف قبل ۱۳۰۰ھ	آغا حجو شرف لکھنوی
۱۰۴۷	چہار درویش	میر امن دہلوی
۱۰۴۸	حالات کربلا قبل ۱۱۰۰ھ	؟
۱۰۴۹	تاریخ جیون خاں ۱۳۰۵ھ	؟
۱۰۵۰	چشمۂ نعمت ۱۳۳۰ھ	عبدالحی موہانی
۱۰۵۲	قصص الانبیاء قبل ۱۲۵۰ھ	عبدالصمد ابن نصرت جنگ
۱۰۵۳	ام الائمہ ۱۳۳۹ھ	قاضی محمد حسین رضا سیتاپوری
۱۰۵۴	رسالہ انشائے زبان فارسی قبل ۱۲۵۰ھ	
۱۰۵۵	دیوان شرف قبل ۱۳۰۰ھ	آغا حجو شرف
۱۰۵۶	لازم المبتدی قریب ۹۰۹ھ	شیخ اشرف بیابانی
۱۰۵۷	ترجمہ شمس الہندسہ ۱۲۵۵ھ	شمس الدین فیض
۱۰۵۸	سفرنامۂ ہند ۱۳۲۸ھ	حکیم محمود صمدانی
۱۰۵۹	درود نامہ ۱۲۵۰ھ	غلام نبی
۱۰۶۰	دعا نامہ ″	″
۱۰۶۱	سخاوت نامہ ″	″
۱۰۶۳	رسالہ ترتیب النکاح ۱۲۵۰ھ	قاضی شمس الدین اودگیری
۱۰۶۴	رسالہ عیدین ۱۲۴۰ھ	″ ″ ″
۱۰۶۵	رسالہ تولد نامہ ۱۲۶۰ھ	″ ″ ″
۱۰۶۶	رسالہ جمعہ ″	″ ″ ″
۱۰۶۷	رسالہ احوال میت ۱۲۴۰ھ	″ ″ ″
۱۰۶۸	رسالہ لباس ۱۲۶۴ھ	″ ″ ″
۱۰۷۰	ریختہ ہندی کی صرف و نحو قریب ۱۷۹۸ء	جان گلکرسٹ
۱۰۷۱	ریختہ ہندی کا رسم الخط قریب ۱۷۹۸ء	″
۱۰۷۲	مرثیہ الوداع قریب ۱۰۹۰ھ	مرزا بیجاپوری
۱۰۷۳	دیوان برق قریب ۱۲۵۰ھ	فتح الدولہ مرزا رضا خاں

۱۰۷۴	جوہنتر قبل ۱۲۲۳ھ	ذوالفقار علی خاں صفا لکھنوی
۱۰۷۵	مقصود الطالبین قبل ۱۰۵۵ھ	؟
۱۰۷۶	تفسیر تفریح قبل ۱۲۵۰ھ	حافظ میر شجاع الدین
۱۰۷۷	تفسیر قرآن قریب ۱۱۰۰ھ	؟
۱۰۷۹	ناری نامہ قبل ۱۲۵۰ھ	غفار قادری
۱۰۸۰	نصاب العارفین ۱۲۵۸ھ	حسین علی مرتضی نگری
۱۰۸۱	ترجمہ آدم فی الصمدیت قریب ۱۲۱۰ھ	شیخ آدم
۱۰۸۲	تحفۃ النصائح ۱۰۴۵ھ	قطب الدین رازی
۱۰۸۳	اعجاز الاسلام ۱۲۱۵ھ	شیخ آدم
۱۰۸۴	تاریخ افغانستان و سندھ ۱۲۶۱ھ	سید فدا حسین
۱۰۸۵	تاریخ افغانستان ۱۸۴۱ء	شیخ ذوالفقار الدین بجنوری
۱۰۸۶	ضمیمہ تاریخ افغانستان و سندھ ۱۸۴۵ء	میر اشرف علی گلشن آبادی
۱۰۸۸	دیوان قیس قبل ۱۲۳۰ھ	محمد صدیق قیس
۱۰۹۰	رسالہ سہاہدری ۱۲۷۰ھ	؟
۱۰۹۱	رسالہ گرہن ۱۲۰۰ھ	؟
۱۰۹۲	رسالہ خرقہ خلافت ۱۲۵۰ھ	؟
۱۰۹۳	رسالہ بے نماز	؟
۱۰۹۶	سفر بمبئی و ورنگل ۱۲۳۰ھ	نجیب الدین خاں
۱۰۹۹	بیاض اشعار ۱۳۰۰ھ	مختلف شعرا
۱۱۰۰	اخلاق ہندی ۱۲۱۷ھ	بہادر علی حسینی
۱۱۰۳	رسالہ معرفت قبل ۱۲۰۰ھ	؟
۱۱۰۹	ارشاد الطالبین قبل ۱۰۰۰ھ	شاہ برہان الدین
۱۱۱۰	پنج گنج قبل ۹۹۰ھ	"
۱۱۱۱	محیط مطلق قبل ۱۰۵۰ھ	شاہ امین الدین
۱۱۱۲	گنج مخفی قبل ۱۱۰۰ھ	شاہ حسین
۱۱۱۳	چار تن قبل ۹۵۰ھ	شاہ داول
۱۱۱۴	رموز السالکین قبل ۱۰۵۰ھ	شاہ امین

۱۱۱۵	موز مرغوب قبل ۱۱۰۰ھ	شاہ کمال
۱۱۱۶	وصیت الہادی قبل ۹۹۰ھ	شاہ برہان
۱۱۱۸	وجود العارفین قبل ۱۱۲۵ھ	شاہ علی پیر
۱۱۱۹	ذکر نامہ قبل ۱۱۹۴ھ	مرید شاہ برہان
۱۱۲۳	رسالہ قریبہ ۱۱۰۰ھ	شاہ امین
۱۱۲۴	گفتار برہان قریب ۹۹۰ھ	شاہ برہان
۱۲۳۰	منظوم اردو خطوط قبل ۱۲۰۰ھ	یار علی و ابراہیم خاں
۱۱۳۱	بیاض کلام " ۱۲۰۰ھ	قاسم، سراج، داؤد
۱۱۳۲	دیوان محشری ۱۳۲۶ھ	محشری
۱۱۳۳	دیوان دوم محشری "	"
۱۱۳۴	بیاض تمکین قریب ۱۳۵۰ھ	شہیدی، شرما، اطہر
۱۱۳۷	تقریر الشہادتین ۱۲۶۰ھ	میر وارث علی سیفی
۱۱۳۸	ترجمہ سر الشہادتین قریب ۱۲۴۰ھ	حضرت شاہ
۱۱۳۹	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی دیلوری
۱۱۴۰	نجات قاسم قبل ۱۲۵۰ھ	محمد قاسم ابوالعلائی
۱۱۴۳	رسالہ ردِ وہابیہ ۱۳۰۳ھ	محمد نعیم مسکین شاہ
۱۱۴۸	دستور العمل صوفیہ ۱۳۱۰ھ	؟
۱۱۴۹	دیوان عصر ۱۳۱۳ھ	میر احمد علی عصر
۱۱۵۰	دیوان عشق ۱۱۹۵ھ	مرزا جمال اللہ عشق

فارسی مخطوطات

۱		نفحات الانس من حضرات القدس ۸۸۲ھ	عبدالرحمٰن بن احمد الجامی
۲		سلک السلوک ۷۳۳ھ	ضیاء الدین نخشبی
۳		رقعات	امان اللہ حسینی
۴		گلستان	سعدی شیرازی
۵	الف	دیوان مظہر	مرزا مظہر جان جاناں
	ب	قصیدہ شاہ نعمت اللہ ۶۸۰	سید شاہ نعمت اللہ ولی

۶	بیان روح	سید عبدالرحمن حسینی القادری
۹	جمع الافشا	مرزا فضل اللہ خاں
۱۰ الف	کارستان ۵۰۷ھ	ملا میر
ب	شرح کارستان	؟
۱۱	مقدم الصلوٰۃ	ظہیر گرامی
۱۲	تاریخ عادل شاہ	نوراللہ بن قاضی سید علی
۱۳	علوم الثانی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۴	سلک السلوک	ضیاء الدین نخشبی
۱۵	انیس الخواص	خواجہ عثمان ہارونی
۱۶	رسالہ وجود	؟
۱۷	مقام محمود	سید عبدالرحمن القادری
۱۸	نفس رحمانی	سید عبدالرحمن الحسینی القادری
۱۹	رسالہ علام - قریب ۹۰۷ھ	؟
۲۰	انشائے یوسفی	؟
۲۱	بیاض رقعات	؟
۲۲	رقعات	امان اللہ حسینی
۲۳	جامع القوانین (انشائے خلیفہ)	خلیفہ شاہ محمد
۲۵	رسالہ جات وجود	میر شاہ ظہور الدین
"	رسالہ وجود	شیخ فرید الدین
۲۶	مرہم انبیاء	مرزا عبدالقادر بیدل
۲۷	رقعات	لالہ تلسی رام
۲۸	اساس الاسلام	عابد
۲۹	منہاج العابدین	"
۳۰	عالمگیر نامہ	
۳۱	سفینۃ الاولیاء ۱۰۴۹ھ	محمد دارالشکوہ شاہزادہ
۳۲	بہار دانش ۱۰۶۱ھ	محمد صالح
۳۳	شمائل نبی و ادعیہ	ہمام شیرازی
۳۴	جغرافیائے طبی	مرزا مہدی خاں کوکب
۳۵ الف	حق نما	شہزادہ دارالشکوہ

۳۵ ب	رسالہ تشریح احداث	؟
" ج	ذکر خفی و جلی	؟
۳۶	طور معرفت	مرزا عبدالقادر بیدل
۳۷	تزک قطب شاہیہ	میر روشن علی (؟)
۳۸	رسالہ جات ادعیہ و اوراد	مولانا عصمت اللہ بخاری
۳۹	وصایا یار قلی ۱۱۰۷ھ	؟
۴۰	رقعات	مرزا بیدل
۴۱ الف	دیوان	محبوب سبحانی
" ب	قصیدہ در مدح محبوب سبحانی	خواجہ قطب الدین بختیار
۴۲	قوت لایموت	سید فضل علی سنفانی خاں
۴۳	دیوان	میر تقی میر
۴۵	رقعات	محمد مراد
۴۶	تواریخ فرخندہ	محمد قادر خاں غنی بیدری
۴۷	مقدمات طبیبیات	مرزا مہدی خاں کوکب
۴۹	مخزن اسرار	نظامی گنجوی
" الف	فراست نامہ	؟
" ب	رسالہ سلوک	؟
" ج	رسالہ بی بی فاطمہ	؟
۵۰	اساس المصلی	رکن الدین سندھی
۵۱	گلدستۂ محسنی	محمد محسن مصطفی آبادی
۵۲	نل دمن	فیضی فیاضی
۵۳ الف	شرح میر شمس الدین ۱۲۵۳ھ	میر شمس الدین محمد فیض
" ب	اعمال معما	مصنف نامعلوم غالباً فیض
۶۹	مثنوی	شاہ شرف بو علی قلندر
۷۶	شجرۂ چشتیہ	مسکین شاہ
۷۷ الف	شجرۂ سہروردیہ	"
" ب	شجرۂ کبرویہ	"
۸۹	روزنامچہ ریذیڈنسی ۱۸۵۳ء	"
۹۲	خطوط و رقعات	نعمت خاں عالی

۱۰۱	دعائے داؤد سریانی	سید ابراہیم سید وغیرہ
〃	شرح محبت نامہ	؟
۱۰۸	عروض سیفی	سیفی
۱۱۳	دستور الامتیاز ۱۱۲۰ھ	؟
۱۱۵	زاد المسافرین ۷۲۹ھ	حسین بن معین
۱۲۹	واحد باری	اشرف
۱۵۲	ہفت بند	ملا حسین واعظ کاشفی
〃	مکرز نان قبل ۱۲۵۶ھ	ابراہیم
۱۶۰	سبحات قبل ۱۲۲۸ھ	سید عبدالقادر فخری
۱۸۵	علوم انسانی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۸۶	حقیقت المحققین ۱۱۷۹ھ	سید سلطان محی الدین بادشاہ
۱۸۷	شرح جامع عباسی قبل ۱۰۵۰ھ	علامہ محمد ابن خاتون
۱۸۹	مجموعہ کلام شعرائے عالی مقام	شوکت
۱۹۲	مزب ثالث	عبدالنبی ابن قاضی عبدالرسول
۱۹۳	خلاصۃ المسائل	تاج محمود قادری
۱۹۴	حسنات العارفین ۱۰۶۲ھ	شہزادہ دارا شکوہ
۱۹۶	سوالات وجوابات	دارا شکوہ وبابا لال
۱۹۷	تبصر القراء	حسن القاری
۲۰۱	مجموعہ ادعیہ	؟
۲۰۴	معرفت السلوک	شیخ محمود چشتی
۲۰۵	تن طالعشق ۸۳۴ھ	عبداللہ بن حسن بن علی
۲۰۹	مجموعہ مستزاد	عطاروی شاہ محمد غوث
۲۱۱	شرح ملائی ۱۲۴۸ھ	محمد اعلم لکھنوی
۲۱۳	قانونچہ بہرہ بخش	امر سنگھ خاکی
۲۱۶	بوستان	سعدی شیرازی
۲۱۹	آمدن نامہ	؟
۲۲۰	انشائے دلکشا	سید نثار علی بخاری
۲۲۱	مقالۂ پارسی ۱۱۰۲ھ	محمد سعید المتخلص مستمند
۲۲۳	رسالۂ درویشی	؟

۲۲۹	زبدۃ الحساب	حافظ احمد بن شیخ محمد مغربی
۲۳۰	گلزار شفیق ۱۱۰۶ھ	حکومت رائے
۲۳۱	نگارین نامہ	؟
۲۳۲	پربودھ چندر	بنوالی چند
۲۳۳	گیتا مترجم مراۃ الحقائق	عبدالرحمٰن بن عبدالرسول عباسی
۲۳۴	شری مہادیو کا ارشاد	(عبدالرحمٰن بن عبدالرسول عباسی)
۲۳۵	مکتوب در اوصاف روح	؟
۲۳۶	شری مہادیو کا ارشاد	عبدالرحمٰن بن عبدالرسول
۲۳۷	اتمان شتیا (مترجمہ)	〃
۲۳۸	رسالۂ اطوار	〃
۲۳۹	ذکر وفکر صوفیا	؟
۲۴۰ الف	شرح اسامی دیوان حافظ	میر سید علی ہمدانی
〃 ب	کلام صوفیا	؟
۲۴۱	روح الارواح	؟
۲۴۲	مقدمہ وجود	؟
۲۴۳	مخزن طب قطب شاہی	؟
۲۴۵	مرثیہ محتشم	محتشم کاشی
۲۴۶	رسائل طغریٰ	ملا طغریٰ
۲۴۸	مجموعہ قواعد خوشنویسی	میر دلاور علی دانش
۲۴۹	حروفات مروتہ مہر	یادخش ابن اود میتقاد
۲۵۰ الف	تحفۃ النصائح ۷۹۵ھ	شیخ یوسف چشتی
〃 ب	ضمیمہ تحفۃ النصائح	؟
۲۵۲	باغ ابراہیم ۱۲۴۲ھ	غلام حسین بن زین العابدین
۲۵۳	کلام انور	انوار اللہ خاں فضیلت جنگ
۲۵۸	مرات المسائل ۱۱۲۷ھ	عزت خاں برہانپوری
۲۵۹	عوامل النحو	؟
۲۶۰	ترجمہ مفتاح الفلاح	جمال الدین محمد بن حسین
۲۶۱	تزک آصفیہ	شاہ تجلی علی
۲۶۲	معرفت القضاء	؟

۲۶۳	رسالہ منطق	ابو البقا بن عبد الباقی
۲۶۴	قصۂ دلربا ۱۱۵۰ھ	سدانند ولد چھبیل داس
۲۶۵	مکاتبات علامی ۱۰۱۵ھ	عبد الصمد بن افضل احمد
۲۶۶	قصۂ بہرام گور	غلام احمد
۲۶۷	انشائے مفتی	نعمت اللہ بن اسرائیل
۲۶۸	دیوان بیدل	مرزا عبد القادر بیدل
۲۶۹	مقدمہ نورس نامہ منثر	ملا ظہوری
۲۷۰	جامع القوانین ۱۰۸۵ھ	خلیفہ شاہ محمد
۲۷۱	زاد المومنین	حسین ابن حسن
۲۷۲	تاریخ ٹیپو سلطان	؟
۲۸۰	لوائح	جامی
۲۸۱	صدق مقال	ملا ظہوری
۲۸۲	جامع القوانین ۱۰۸۵ھ	خلیفہ شاہ محمد
۲۸۳	روضۃ الشہدا	ملا حسین واعظ کاشفی
۲۸۴	شمائل الانقیاد	رکن عماد دبیر
۲۸۵	بہار دانش ۱۰۶۱ھ	محمد صالح
۲۸۷	روضۃ الصفا	محمد خاوند شاہ
۲۸۹	سالوترا بیان ۱۰۸۰ھ	عبد اللہ بن حسینی
۲۹۲	تحفۃ النصائح	سید یوسف حسینی
۲۹۸	خطبۃ المحاقیہ من علماء کلکتہ	قاضی محمد ارتضا علی خاں
۲۹۹	شرح گلستان	محمد نور اللہ احراری
۳۰۰	دل افروز ۱۲۴۸ھ	فدائی
۳۰۲	پندنامۂ لقمان ۱۱۳۰ھ	شیخ شریف بلخی
۳۰۳	تحفۃ الاحرار	جامی
۳۰۴	مکتوبات سید عبد القادر جیلانی	علی بن حسام الدین متقی
۳۰۵	وصایائے نوشیروان عادل	؟
۳۰۶	وصایائے عبد اللہ انصاری	خواجہ عبد اللہ انصاری
۳۰۷	رسالۂ نصیحت	امام غزالی
۳۰۸	رسالۂ نصائح	؟

۳۰۹	رسالۂ سوال و جواب	؟
۳۱۱	تواریخ المیہ	یکرنگ
۳۱۳	احکام الصلوٰۃ	؟
۳۱۶	روضۃ الاحباب	عطاء اللہ بن فضل اللہ
۳۱۷	سیر محمدی ۸۳۱ھ	محمد علی سامانی
۳۱۹	مناقب غوثیہ	محمد صادق شہابی سعدی
۳۲۰	یوسف زلیخا ۹۹۹ھ	جامی
۳۳۶	نان و حلوا	محمد بہاء الدین آملی
۳۳۷	رسالۂ طب	؟
۳۵۱	مثنوی معنوی	مولانا جلال الدین رومی
۳۵۲	دیوان اسیر	جلال الدین اسیر
۳۵۳	دیوان حافظ	حافظ
۳۵۴	مخزن اسرار	نظامی
۳۵۵	رسالۂ نجوم	؟
۳۵۶	رویت الحق ۱۰۰۰ھ	شیخ محمود
۳۵۷	لیلاوتی ۹۹۵ھ	بھاسکراچارج ترجمہ فیضی
۳۵۸	دیوان	شمس تبریز
۳۵۹	مخزن اسرار	نظامی گنجوی
۳۶۱	فردوس عرفان ۱۱۱۶ھ	قاضی محمود بحری
۳۶۴	رسالہ	بایزید بسطامی
۳۶۶	عقاید دینیہ	ضیاء الدین بن سعید جرجانی
۳۶۷	نصائح خواجہ عبد اللہ انصاری	خواجہ عبد اللہ انصاری
۳۶۸	ترجمۂ اعتقادات	محمد کریم ابن شیخ احمد
۳۶۹	الف خاصیت چہل اسماء	شیخ شہاب الدین مقتول
"	ب دعائے صبوحی	حسن استرآبادی
۳۷۲	دعائے سریانی مع ترجمہ	حضرت عبد اللہ ابن عباس
۳۷۴	انشائے تسکین	غفور علی تسکین
۳۷۵	گلستان	سعدی
۳۷۶	یوسف زلیخا ۹۹۹ھ	جامی

۳۸۱	عنصر دوم	مرزا عبدالقادر بیدل
۳۸۲	چہار عنصر	″
۳۸۳	دیوان بیدل	″
۳۸۴	عنصر سوم	″
۳۸۵	سرمۂ اغنیا	″
۳۸۶	تاریخ فرشتہ	ابوالقاسم فرشتہ
۳۸۷	لمعات	شیخ عراقی
۳۸۸	جامع عباسی قبل ۱۰۳۱ھ	بہاءالدین محمد آملی
۳۸۹	تکملۂ جامع عباسی ″	نظام بن حسین ساوی
۳۹۰	رسالہ شاہ مدار	؟
۳۹۱	خلاصہ شاہنامہ ۱۰۶۳ھ	توکل بیگ
۳۹۲	محامد حمادیہ	محمد برہان الدین خاں
۳۹۳	شرح امالی	سید علی ترمذی
۳۹۴	جام زر یا چہار چمن	حکیم ناصری
۳۹۶	مجرب نسخہ جات	شیخ داؤد حرارت
۳۹۸	نسخہ کھوڑا جولی	حضرت خواجہ بندہ نواز
۳۹۹	سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ
۴۰۸	نصاب العارفین ۱۳۲۸ھ	حسینی علی شاہ
۴۱۰	دہ مجلس	محتشم کاشی
۴۱۱	عقائد اسلام	عبدالجلیل
۴۱۲	تنبیہ الغافلین	بہاءالدین محمد ابراہیم ترمذی
۴۱۳	تثلیث رومی	سید حسینی بادشاہ قادری
۴۱۴	بوستاں	سعدی شیرازی
۴۱۶	دستور المبتدی	شیخ مصطفیٰ بن نصیر
۴۱۸	اصطلاحات حدیث	عبدالاول ابن علاء الحسینی
۴۱۹	احکام الصلوٰۃ	؟
۴۲۱	فتوح الغیب	شیخ عبدالقادر جیلانی
۴۲۳	سوانح دکن	منعم ہمدانی اورنگ آبادی
۴۲۴	منشعب	؟
۴۲۵	نورالقلوب	؟
۴۲۶	لوائح	جامی
۴۲۷	دیوان برہمن	چندربھان برہمن
۴۲۸	قواعد فارسی	روشن علی جونپوری
۴۲۹	محمود اللغات فرہنگ	شیخ محمود
۴۳۳	رسالہ تجوید	؟
۴۳۴	اثبات الاحوطیہ	محمد افضل
۴۳۹	یادگار غلام حسین	؟
۴۴۳	سراپائے ماہ لقا	سید ابوالقاسم میر عالم
۴۴۶	سعادت الکونین ۱۲۲۴ھ	مفتی محمد اکرام الدین
۴۴۷	تمہیدات عین القضات	عین القضات
۴۴۹	شرح تہذیب	؟
۴۵۱	ہدایہ	علامہ مرغینانی
۴۵۲	خفظ مراتب ۱۰۰۹ھ	خوب محمد چشتی
۴۵۳	کتاب منیر در مدح پیر	قاضی منیرالدین حسین
۴۵۴	کلام منیر	″
۴۵۹	رسالہ مقداریہ	میر محمد مومن پیشوا
۴۶۰	مجموعۂ فضائل ۱۱۴۵ھ	خلیفہ شاہ محمد
۴۶۱	انشائے نعمتی	نعمت اللہ
۴۶۲	زینت قادری ۱۱۰۶ھ	محی الدین
۴۶۳	سفر السعادہ	شیخ مجدالدین محمد
۴۶۴	گلستاں	سعدی شیرازی
۴۶۷	ترکیب بند کرامت	بلہار
۴۷۱	جواہر الحکم ۱۳۲۴ھ	محمد حیدری خراسانی
۴۷۳	عشرت کدۂ آفاق	چندولال شاداں
۴۷۴	″ ″ ″	″
۴۷۵	مکاتیب خواجہ بندہ نواز	سید محمد حسینی بندہ نواز
۴۷۶	انشائے مروارید	ملا منیر
۴۷۷	کارستان	″

۷۶۵	کلیات بیکدلی قبل ۱۲۰۰ھ	میر علی مردان خاں
۷۶۶	دیوان مظہر " ۱۱۷۰ھ	مرزا مظہر جان جاں
۷۶۹	دہ مجلس ؟	؟
۷۷۲	بیاض کلام۔ قبل ۱۲۲۶ھ	انور، بیدل، شاداں وغیرہ
۷۷۷	" ؟	غلامی، سالم، قطب شاہ
۸۰۶	طوطی نامہ ؟	سید محمد قادری
۸۰۷	انشائے صبیاں ؟	جہدی
۸۰۸	آمدن نامہ قبل ۱۲۳۱ھ	؟
۸۰۸ب	بزرجمہر نامہ "	؟
۸۱۲	شمائل الاتقیاء ۸۳۸ھ	رکن الدین عماد
۸۲۲	جامع الفوائد ۱۱۸۵ھ	نوازش علیخاں شیدا
۸۲۶	رسالہ شکاریہ ؟	شاہ مرزا مہدی خاں صفوی
۸۲۷	" ؟	محمد شمس حصاری
۸۲۸	اساس الاسلام ۱۰۶۴ھ	عابد
۸۳۵	دیوان عقیل قبل ۱۲۳۲ھ	سید محمد حسینی عقیل
۸۴۷	بیاض کلام " ۱۲۶۲ھ	صدرالدین شعلہ، تلسی رام
۸۵۶	نشات لچھمن ۱۲۳۰ھ	راجہ لچھمن لال
۸۵۸	نان وحلوا	بہاءالدین آملی
۸۶۰	ضوابط آصفجاہ ۱۱۰۵ھ	لالہ منسا رام
۸۶۱	مقصود العاشقین قبل ۱۱۰۰ھ	شیخ داؤد بیجاپوری
۸۶۳	نسل نامہ وحالات	شاہ میراں جی شمس العشاق
۸۶۴	دیوان ذکا مدراسی ۱۲۷۵ھ	محمد حبیب اللہ ذکا
۸۶۵	قصائد ذکا ۱۲۸۰ھ	"
۸۶۷	نکات سکین ۱۱۹۶ھ	رائے بھوانی شنکر
۸۷۳	بیاض کلام ۱۲۵۰ھ	جعفری، ہمدم دکنی وغیرہ
۸۷۴	عشرت کدہ آفاق ۱۲۳۰ھ	چندولال شاداں
۸۷۶	ادعیہ و اوراد ۱۳۰۲ھ	؟
۸۷۸	کلیات ۱۱۰۰ھ	میر جعفر زٹلی
۸۸۱	شمع دلبستان	حسین علی دبیر

۸۸۷	فرہنگ فارسی و ترکی	؟
۸۹۲	بیاض کلام ۱۲۲۵ھ	ضیاء، جعفر زٹلی
۸۹۷	دیوان شہید ۱۱۰۵ھ	محمد باقر شہید
۸۹۸	دیوان حافظ	حافظ شیرازی
۹۰۴	کام روپ و کام لتا (دستور ہمت) ۱۰۹۲ھ	میر عیسیٰ ہمت خاں میر آں
۹۰۵	قصہ کام روپ و کام لتا (منظوم) ۱۰۹۲ھ	محمد مراد
۹۲۴	نان وحلوا ۱۰۳۰ھ	بہاءالدین آملی بہائی
۹۲۵	ہفت بند ۷۲۰ھ	ملا حسن کاشی
۹۳۴	خلاصۃ التواریخ ۱۱۰۷ھ	منشی سجان رائے
۹۳۷	قصہ شاہزادہ کاشغر ۱۱۷۰ھ	مرزا عطا ضیاء برہانپوری
۹۳۸	داستان چار چمن "	"
۹۳۹	تذکرہ صحائف الہدایہ قبل ۱۱۷۰ھ	سید غلام قادر سامی
۹۴۰	کشکول نظم ضیاء ۱۱۷۱ھ	مرزا عطا ضیاء
۹۴۱	مجموعہ مکتوبات ۱۱۷۱ھ	"
۹۴۲	دستور العمل شاہنشاہی	اورنگزیب عالمگیر غازی
۹۴۳	توصیف جاترائے گدڑہ مکتسر قبل ۱۱۷۱ھ	مرزا غلام علی جوہر
۹۴۴	انتخاب تذکرہ کلمات الشعراء قبل ۱۱۷۰ھ	افضل سرخوش
۹۴۵	دیوان مرزا مظہر قبل ۱۱۷۰ھ	مرزا مظہر جان جاناں
۹۴۶	منظومات ضیاء ۱۱۷۱ھ	مرزا عطا ضیاء برہانپوری
۹۴۷	حکایات ضیاء "	مرزا عطا ضیاء
۹۴۸	بیاض میر جعفر علی ۱۲۳۵ھ	؟
۹۵۱	بیاض میر عباس علی ۱۱۹۵ھ	
۹۵۳	خم عشق ۱۱۰۴ھ	محمد رضا
۹۵۷	منظومات قبل ۱۰۰۰ھ	شمس تبریز، خواجہ بندہ نواز
۹۵۸	چہار نامہ و رسالہ چہار پیر و چہاردہ خانوادہ، قبل ۱۰۰۰ھ	؟

۹۷۸	زبدۃ التصریف	ظہیر بن محمود العلوی
۹۷۹	کتخدائی حسن دعشق	نعمت خان عالی
۹۰۰	حاشیہ شجرۃ الامالی	؟
۹۸۱	فسانۂ عجائب	مرزا رجب علی بیگ سرور
۹۸۲	قانونچہ بہرہ بخش ۱۱۶۰ھ	امر سنگھ خاکی
۹۸۳	کفایت الاعتقاد	فقیر حسین کشمیری
۹۸۴	نسائم القادریہ / حیات غوث اعظم	؟
۹۸۵	نصاب الصبیان ۶۱۷ھ	ابونصر فراہی
۹۸۶	رقعات امان اللہ حسینی ۱۰۴۴ھ	ظہیر بن محمود
۹۸۷	زبدۃ	
۹۹۲	تاریخی خطوط عہد آصف جاہ اول قبل ۱۱۷۵ھ	؟
۹۹۳	بہار دانش ۱۰۶۱ھ	عنایت اللہ لاہوری
۹۹۴	انشائے بہتر ۱۲۲۸ھ	سید علاء الدین حسینی کرنل
۱۰۰۱	قصائد و قطعات	امیر خسرو
۱۰۰۲	تکمیل الایمان	عبدالحق محدث دہلوی
۱۰۰۴	شمائل النبی تقریب ۱۳۴۰ھ	امداد علی علوی
۱۰۰۵	مستزاد	رومی و عطار
۱۰۰۶	رقعہ ۱۲۲۸ھ	مولانا رفیع الدین دہلوی
۱۰۰۷	قصیدہ نعتیہ ۱۲۰۰ھ	غلام علی آزاد بلگرامی
۱۰۰۸	رسالہ علم حساب قبل ۶۷۲ھ	نصیر الدین طوسی
۱۰۰۹	شرح قطعہ عالی ۱۲۰۰ھ	غلام علی آزاد بلگرامی
۱۰۱۰	سحر حلال مثنوی کل دجم ۹۴۲ھ	اہلی شیرازی
۱۰۱۱	بدایع الاسحار فی صنایع الاشعار	جمال الدین محمد بن ابوبکر التواحی
۱۰۱۲	رسالہ عروض قبل ۹۳۹ھ	ہلالی استرآبادی
۱۰۱۳	دیوان حافظ	خواجہ حافظ شیرازی
۱۰۱۴	"	
۱۰۱۸	کلیات علامی ۱۰۱۵ھ	ابوالفضل "

۱۰۲۰	کلیات فارسی قبل ۱۳۱۷ھ	بہاری لال رمز
۱۰۲۹	روضۃ الشہداء تقریب ۹۰۰ھ	حسین بن علی الواعظ کاشفی
۱۰۳۰	خضر خان و دول رانی ۷۱۵ھ	امیر خسرو
۱۰۳۵	مفید الصبیان ۱۲۵۵ھ	محمد فقیر الدین
۱۰۳۹	تکمیل الایمان قبل ۱۰۵۰ھ	عبدالحق محدث دہلوی
۱۰۴۰	لغات ضیائی	عبدالرحمٰن
۱۰۴۱	دیوان جامی قبل ۸۸۰ھ	عبدالرحمٰن جامی
۱۰۵۱	تاریخ ظفرہ ۱۱۸۵ھ	گردھاری لال
۱۰۶۲	نالۂ درد ۱۱۹۰ھ	خواجہ میر درد
۱۰۶۹	مجموعہ خطوط فارسی ۱۲۱۵ھ	؟
۱۰۷۸	انشائے فضائل خانی ۱۲۱۹ھ	حافظ وجیہ الدین فضائل خان
۱۰۸۷	حالات نادر شاہ قبل ۱۲۰۰ھ	؟
۱۰۸۹	دیوان مظہر قبل ۱۱۹۰ھ	مرزا مظہر جان جاناں
۱۰۹۳ الف	رسالہ چہاردہ خانوادہ	؟
۱۰۹۴	منظوم نعت ۱۱۰۰ھ	؟
۱۰۹۵	رشحات عین الحیات ۸۹۳ھ	علی بن حسین
۱۰۹۷	ہفت بند نعتیہ ۱۳۱۲ھ	دلاور علی دانش
۱۱۰۱	خطوط اورنگ زیب ۱۱۱۶ھ	عالمگیر
۱۱۰۲	خطوط موسوی خان ۱۱۰۶ھ	مرزا معز الدین موسوی خان
۱۱۰۳	رسائل معرفت قبل ۱۲۰۰ھ	؟
۱۱۰۴	رسائل تصوف	خواجہ نظام الدین اولیاء
۱۱۰۵	رسالہ وصول الی اللہ قبل ۱۰۰۰ھ	شاہ نور قطب عالم گجراتی
۱۱۰۶	مرغوب الروح "	؟
۱۱۰۷	مخزن السالکین "	شاہ برہان الدین
۱۱۰۸	قصیدہ " "	"
۱۱۰۹	ارشاد الطالبین "	"
۱۱۱۹	رسالہ محمود "	شیخ محمود
۱۱۲۰	رسالہ ابراہیم ادھم	ابراہیم ادھم بلخی

۱۱۲۱	مکتوب بنام حسام الدین	خواجہ نظام الدین اولیاء
۱۱۲۲	رسالہ وصول الحق	شیخ صدر الدین یعقوب
۱۱۲۵	وجود العاشقین ۸۲۵ھ	خواجہ بندہ نواز
۱۱۲۶	مرغوب القلوب ۷۵۷ھ	شمس تبریزی
۱۱۲۷	دیوان نرگسی قبل ۹۳۸ھ	نرگسی ہراتی
۱۱۲۸	دیوان آیتی ۱۰۵۰ھ	آیتی
۱۱۲۹	تحفۂ الی حسن و عشق قریب ۱۱ھ	نعمت خاں عالی
۱۱۳۵	گلدستہ انجمن تقریباً ۱۳۵۰ھ	بالا پرشاد
۱۱۳۶	سوال و جواب قبل ۱۱۷۵ھ	جیون لال
۱۱۴۱	شجرہائے دادا میاں قبل ۱۲۵۰ھ	امام الدین دادا میاں
۱۱۴۲	رسالہ مراتب فنا ۱۰۶۱ھ	امیر ابوالعلا
۱۱۴۳	رسالہ رد وہابیہ ۱۳۰۳ھ	محمد نعیم مسکین شاہ
۱۱۴۴	گفتار شیخ فرید	شیخ فرید شکر گنج
۱۱۴۵	رسالہ سوال و جواب قبل ۱۰۹۲ھ	ابوالحسن
۱۱۴۶	رسالہ چشتیہ	خواجہ بندہ نواز
۱۱۴۷	جواہر الانوار	قمر الدین حسین عظیم آبادی

عربی مخطوطات

۳۲	شمائل نبی و ادعیہ	ہمدم شیرازی
۳۸	رسالہ جات ادعیہ و اوراد	عصمت اللہ بخاری
۵۴	ادعیہ	؟
۵۵	حاشیہ قطبی	میر سید شریف
۵۶	کتاب الحکم العطایہ	ابوالعباس احمد بن محمد
۹۰	قصائد نعت و منقبت	مولوی جنید و عبدالرحیم
۱۰۱	دعائے داؤد	سید ابراہیم سید
۱۰۷	رسالہ ابولہب	؟
۱۹۰	مجموعہ قطبی و میر	قطب الدین شیرازی
۱۹۸	قطبی	" "
۱۹۹	حاشیہ میر	میر سید شریف
۲۱۴	شمائل نبی	؟
۲۲۴	فرض الصلوٰۃ	؟
۲۵۶	سورہ مائدہ	؟
۲۷۳	ضابطہ قواعد الحساب	عصمت اللہ بن عبدالرسول
۲۷۴	شرح مفتاح العلوم	سید شریف جرجانی
۲۷۵	حاشیہ خیالی	ملا خیالی
۲۷۶	شرح عقائد اسلامیہ	علامہ سعد الدین
۲۷۷	قطر الندا	شیخ جمال الدین محمد
۲۷۸	ہدایہ اولین	علامہ مرغینانی
۲۷۹	رسالہ شہاب	نجم الدین شہاب
۲۸۶	شرح مواقف	سید شریف علی الجرجانی
۲۸۸	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین ابو عبداللہ
۲۹۰	کنز الدقائق	ابوالبرکات عبداللہ
۲۹۱	رسالہ سلم العلوم	؟
۲۹۲	رحمۃ الامۃ	شمس الدین محمد
۲۹۴	رسائل فقہ	؟
۲۹۸	خطبۃ الحاتیہ من علماء کلکتہ	قاضی محمد ارتضا علی خاں
۳۲۲	نان و حلوا	محمد بہاء الدین العاملی
۳۲۳	نفحات	شاہ عبدالقادر
۳۲۴	حاشیہ بر رسالہ میر	محمد عبدالکریم شہید
۳۶۶	دعائے صبوحی	حسن استرآبادی
۳۷۲	دعائے سریانی معہ ترجمہ	حضرت عبداللہ ابن عباس
۳۷۷	سر الاسرار	شیخ عبدالقادر جیلانی
۳۷۸	کتاب الطریقہ	" "
۳۷۹	سر السلوک	" "
۳۸۰	حزب البحر	" "
۳۹۳	شرح امالی	سید علی ترمذی
۴۲۲	قرآن شریف	؟

۴۳۳	تذکرۃ الانام	ابن حجر
۴۳۸	شرح مایتہ عامل	عبد القادر بن عبد الرحمٰن
۴۴۸	ترجمہ چہل حدیث	شاہ ولی اللہ محدث
۴۵۰	شرح مایتہ عامل	عبد القاہر بن عبد الرحمٰن
۴۵۵	حاشیہ شرح ملا جامی	؟
۴۹۴	درود تاج	؟
۴۹۵	ادعیہ دلائل الخیرات	؟
۴۹۶	ادعیہ حرب اعظم	؟
۴۹۷	شرح قصیدہ خزرجیہ	غلام نقشبند شفیعی
۵۸	کلمات طیبات	حضرت علی
۸۷۶	ادعیہ و اوراد ۱۳۰۲ھ	؟
۸۸۱	شمس دلبستان	حسین علی صبر
۱۰۳۸	تہذیب المنطق	سعد الدین تفتازانی

ہندی مخطوطات

۶۷	کہانی چیتر مکت	زین العابدین
۹۴	بھاگوت گیتا	"
۱۱۱	مورکہ سمجھادے	فقیر اللہ فقیر
۲۴۷	پیم کہانی	؟
۲۵۴	بکٹ کہانی	محمد افضل شاہ فاروقی
۷۷۳	گیان سروپ ۱۱۲۱ھ	شاہ تراب
۷۷۴	من سمجھادن ۱۱۰۰ھ	"
۷۷۵	مندرالاک پالکر قبل ۱۱۲۱ھ	شیر علی
۸۳۵	دیوان عقیل قبل ۱۳۲۰ھ	سید محمد حسینی عقیل
۸۴۷	بیاض کلام " ۱۲۷۶ھ	تلسی رام وصدرالدین شعلہ
۸۴۸	پوتھی قانون معرفت " ۱۲۷۵ھ	انور ہنگی
۸۹۶	بیاض کلام ۱۲۲۵ھ	؟
۱۰۲۰	مجموعہ کلام ہندی قبل ۱۳۱۷ھ	رائے بہاری رمز

فہرست تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو

جلد ششم

نمبر سلسلہ	کتاب	مصنف	صفحہ	نمبر سلسلہ	کتاب	مصنف	صفحہ
۱۱۵۱	جواہر اسرار اللہ	شاہ علی جیو گام دھنی	۴۱	۱۱۷۷	بیان عقائد	؟	۶۱
۱۱۵۲	خزانہ حسنات	امام الدین	۴۲	۱۱۷۸	کتاب الشہادت	؟	۶۱
۱۱۵۳	ہدایت احمدی	ہدایت احمد گنگوہی	۴۳	۱۱۷۹	ترجمہ قول الجمیل	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۶۲
۱۱۵۴	تحفۃ الانام	سید احمد مشتاق	۴۳	۱۱۸۰	جنگ نامہ	سید عالم علی خاں	۶۳
۱۱۵۵	پنچھی باچھا	وجدی	۴۴	۱۱۸۱	جنگ نامہ محمد حنیف	سیوک	۶۴
۱۱۵۶	پنچھی باچھا	وجدی	۴۵	۱۱۸۲	رسالہ فرائض		۶۷
۱۱۵۷	حدائق اثنا عشری	سید سیف الدین	۴۵	۱۱۸۳	بیاض مناقب	رضاؔ،	۶۹
۱۱۵۸	آداب سعادت	میر محمد حیات	۴۶			امیرؔ، ضاربؔ،	
۱۱۵۹	رسالہ نور الایمان	میر محمد حیات	۴۸			عقلانؔ، امکانؔ،	
۱۱۶۰	رسالہ شرف الایمان	میر محمد حیات	۴۸			عاملؔ، فدوی	
۱۱۶۱	رسالہ آبحیات	میر محمد حیات	۴۸	۱۱۸۴	مجلس دہم	نوازش علی خاں شیدا	۷۰
۱۱۶۲	مزاج العقائد	میر محمد حیات	۴۹	۱۱۸۵	بیاض (پنجابی)	-	۷۱
۱۱۶۳	روح الایمانی الاسلام	محمد جعفر	۵۰	۱۱۸۶	احوال قیامت	-	۷۲
۱۱۶۴	نجات نامہ	میر محمد حیات	۵۱	۱۱۸۷	ترجمہ الکبائر	-	۷۳
۱۱۶۵	رسالہ نور الاسلام	میر محمد حیات	۵۱	۱۱۸۸	ہفت عروس	شاہ سعید الدین	۷۴
۱۱۶۶	تضمین بر نظم سعدی	میر محمد شجاع الدین حیرؔ	۵۲	۱۱۸۹	رسالہ فرائض		۷۵
۱۱۶۷	قصائد بندہ	نواب فیض الدین خاں	۵۲	۱۱۹۰	مجموعہ رسائل		۷۶
۱۱۶۸	نجات قاسم	محمد قاسم ابو العلائی	۵۳		۱۔ ترجمہ چہل حدیث		۷۶
۱۱۶۹	اعجاز احمدی	نوازش علی خاں شیداؔ	۵۴		۲۔ سوانح آنحضرت		۷۷
۱۱۷۰	اعجاز احمدی	نوازش علی خاں شیداؔ	۵۶		۳۔ مسائل فقہ		۷۷
۱۱۷۱	روضۃ الاطہار	نوازش علی خاں شیداؔ	۵۶		۴۔ حکایت		۷۷
۱۱۷۲	تذکرہ اولیائے گجرات	منیر	۵۷		۵۔ حکایت فارسی		۷۸
۱۱۷۳	رد وہابیہ	عالم علی شوقی	۵۸	۱۱۹۱	آثار محشر	محمد علی محمدؔ	۷۹
۱۱۷۴	رسالہ بدعت	امداد حسین	۵۹	۱۱۹۲	معجزہ نبی (فاختہ نامہ)	طالبؔ	۸۰
۱۱۷۵	عبد القادر صدیقی	مناظر احسن گیلانی	۵۹	۱۱۹۳	چار کرسی	عبد الحق	۸۱
۱۱۷۶	مکتوبات مشاہیر	مختلف اشخاص	۶۰	۱۱۹۴	مجالس دوازدہ	محکمؔ	۸۱

۱۱۹۵	مولود نامہ	شاکر	۸۲	۱۲۲۲	تہافتۃ الفلاسفہ	میر ولی الدین (مترجم)	۱۱۰
۱۱۹۶	ترتیب الصلاۃ	محمد احمد بن احمد	۸۳	۱۲۲۳	تقاریر سید علی اصغر بلگرامی	سید علی اصغر بلگرامی	۱۱۱
۱۱۹۷	ہدایت للمبتدطین?	سید امیر سیوانی	۸۵	۱۲۲۴	رسالہ خواجگان چشت	سید علی اصغر بلگرامی	۱۱۲
۱۱۹۸	جواز عید میلاد	-	۸۶	۱۲۲۵	رسالہ در الاسرار	مرید سلطان	۱۱۳
۱۱۹۹	ملفوظات غلام محمد شاہ دکنی	-	۸۶	۱۲۲۶	رسالہ تصوف	-	۱۱۵
۱۲۰۰	معجزات نبی	عالم بیجاپوری	۸۷	۱۲۲۷	رسالہ مہد بطون ذاتی?	-	۱۱۵
۱۲۰۱	رتن پدم	عبرت وعشرت	۹۰	۱۲۲۸	رسالہ رایت ابی الصورۃ?	-	۱۱۵
۱۲۰۲	ترجمہ جواہر خمسہ	-	۹۴	۱۲۲۹	اسرار التوحید	-	۱۱۶
۱۲۰۳	سوانح عمری غلام حسین	-	۹۴	۱۲۳۰	راز حقیقت عرف جذبہ الفت	-	۱۱۷
۱۲۰۴	رسالہ ہفت گردہ	-	۹۵	۱۲۳۱	مجموعہ احادث	-	۱۱۸
۱۲۰۵	رسالہ وحدت وحقیقت	حسام الدین صوفی شاہ آباد	۹۵	۱۲۳۲	اصول اثریات	محمد عبدالرحمن	۱۹۱
۱۲۰۶	مفید الصبیان	رضا	۹۶	۱۲۳۳	ہندوستان کی تاریخ		
۱۲۰۷	رسالہ سوال وجواب	-	۹۸		ثقافت		۱۲۰
۱۲۰۸	ختم شریف	عبداللہ بن ابوبکر	۹۸	۱۲۳۴	تذکرہ خطاطاں	سید عباس حسین	۱۲۱
۱۲۰۹	شرح	-	۹۹	۱۲۳۵	رسالہ طریقت		۱۲۳
۱۲۱۰	پنچھی باچھا	وجدی	۹۹	۱۲۳۶	روضۃ الشہدا	محمد فیاض ولی دہلوی	۱۲۳
۱۲۱۱	منتخب النحو	امیر حیدر حسین بلگرامی	۹۹	۱۲۳۷	حمد باری منظوم	سردار	۱۲۴
۱۲۱۲	قصہ منظوم پنجابی	ہاشم	۱۰۰	۱۲۳۸	بیاض مثنوی	-	۱۲۵
۱۲۱۳	مراثی حیدر	حیدر	۱۰۱	۱۲۳۹	بیاض مراثی		
۱۲۱۴	بیاض مراثی و نوحہ جات	سید علی	۱۰۱			غضنفر، سودا، مسکین	۱۲۵
۱۲۱۵	مختصر حالات رلجنہ نند?	-	۱۰۳			مالک، حیات اور اس کے	
۱۲۱۶	تصویر کاری	امجد علی	۱۰۴			معاصرین	
۱۲۱۷	فرہنگ بہار دانش	-	۱۰۵	۱۲۴۰	مرغوب القلوب		۱۴۳
۱۲۱۸	دیوان قیس	محمد صدیق قیس	۱۰۶	۱۲۴۱	لغات الوان?		۱۴۴
۱۲۱۹	دیوان شرف	شرف	۱۰۶	۱۲۴۲	رسائل خواجہ بندہ نواز		۱۴۵
۱۲۲۰	دیوان عظیم	عظیم	۱۰۷	۱۲۴۳	اعجاز احمدی	نوازش علی خاں شیدا	۱۴۶
۱۲۲۱	آداب المریدین	محمد عبدالباسط (مترجم)	۱۰۸	۱۲۴۴	روضۃ الاطہار	نوازش علی خاں شیدا	۱۴۶

۱۲۴۵	پنچھی باچھا	وجدی	۱۵۱	۱۲۷۱	انسپکشن رپورٹ	سید علی اصغر بلگرامی	۱۷۵
۱۲۴۶	پنچھی باچھا	وجدی	۱۵۲	۱۲۷۲	مجموعہ مضامین	سید علی اصغر بلگرامی	۱۷۶
۱۲۴۷	پنچھی باچھا	وجدی	۱۵۲	۱۲۷۳	منظومات وجد	سکندر علی وجد	۱۷۶
۱۲۴۸	پنچھی باچھا	وجدی	۱۵۳	۱۲۷۴	سہنس رس	نانک بخشو	۱۷۷
۱۲۴۹	مراثی انیس و دبیر	انیس و دبیر	۱۵۴	۱۲۷۵	معراج نامہ	سید بلاقی	۱۷۸
۱۲۵۰	مرثیہ انیس	انیس	۱۵۷	۱۲۷۶	شمائل نامہ	عبد المجید قمرین	۱۸۲
۱۲۵۱	رازق باری	سید محمود والہ موسوی	۱۵۸	۱۲۷۷	معجزہ فاطمہ	فاروق	۱۸۱
۱۲۵۲	قصہ فیروز شاہ	سید محمود	۱۵۹	۱۲۷۸	نور نامہ	شاہ عنایت	۱۸۳
۱۲۵۳	مقرری قانون		۱۶۰	۱۲۷۹	دیوان ولی	ولی اورنگ آبادی	۱۸۴
۱۲۵۴	مثنوی لال گوہر	عارف الدین عاجز	۱۶۰	۱۲۸۰	دیوان شادان	راجہ چندو لال	۱۸۶
۱۲۵۵	مثنوی لال گوہر	عارف الدین عاجز	۱۶۱	۱۲۸۱	علی نامہ	شاہ عبد العلی	۱۸۷
۱۲۵۶	مثنوی لال گوہر	عارف الدین عاجز	۱۶۲	۱۲۸۲	فاتحہ نامہ	عبد الرزاق	۱۸۹
۱۲۵۷	گلزار نسیم	دیا شنکر نسیم	۱۶۲	۱۲۸۳	فقر نامہ	عنایت	۱۹۰
۱۲۵۸	اصول تعلیم		۱۶۳	۱۳۸۴	قصہ میراں محی الدین	محمد افضل قادری	۱۹۱
۱۲۵۹	بیاض	احادیث و اقوال	۱۶۴	۱۲۸۵	وفات نامہ	دریا	۱۹۳
۱۲۶۰	بیاض		۱۶۴	۱۲۸۶	قصہ ابو شحمہ	اولیاء	۱۹۵
۱۲۶۱	دیوان چندا	ماہ لقا بائی	۱۶۵	۱۲۸۷	حضرت مخدوم اولیا	فیض علی شاہ چشتی	۱۹۷
۱۲۶۲	تاریخ عزیز دکن	محمد عبد العزیز	۱۶۶	۱۲۸۸	دیوان دانش	دلاور علی دانش	۱۹۹
۱۲۶۳	تاریخ فیاض محبوبی	محمد فیاض علی خاں	۱۶۷	۱۲۸۹	فتح نامہ		۲۰۳
۱۲۶۴	سحر البیان	میر حسن	۱۶۷	۱۲۹۰	ترجمہ بدایع الانفاس	محمد اشرف	۲۱۰
۱۲۶۵	سحر البیان	میر حسن	۱۶۸	۱۲۹۱	فقہ حمات		۲۱۳
۱۲۶۶	مذہب عشق	نہال چند لاہوری	۱۶۹	۱۲۹۲	قصہ جمجمہ	کمترین	۲۱۵
۱۲۶۷	قصیدہ بردہ شریف	شرف الدین بوصیری	۱۷۰	۱۲۹۳	قصہ ابو شحمہ	بشکل قصیدہ	۲۱۶
	معہ ترجمہ			۱۲۹۴	نجات نامہ	دریا یا عاصی	۲۱۷
۱۲۶۸	مآثر دکن	سید علی اصغر بلگرامی	۱۷۲		سرور کائنات	-	
۱۲۶۹	سیاحت نامہ مصر	سید علی اصغر بلگرامی	۱۷۳	۱۲۹۵	معجزہ درود شریف	-	۲۱۹
۱۲۷۰	مآثر دکن دوسرا نسخہ	سید علی اصغر بلگرامی	۱۷۴	۱۲۹۶	فضیلت درود شریف	-	۲۲۰

۱۲۹۷	گلسری	محمد اسمعیل عاصی	۲۲۰	۱۳۱۹	خزانۃ الفوائد	سید علی ولد سید میر	۲۵۱
۱۲۹۸	محی الدین نامہ	حسینی قادری	۲۲۱	۱۳۲۰	رحیما	قائم شاہ	۲۵۳
۱۲۹۹	لغت	-	۲۲۳	۱۳۲۱	گنج شکر	قائم شاہ	۲۵۵
۱۳۰۰	وصیت نامہ	-	۳۲۳	۱۳۲۲	من لگن	قاضی محمود بحری	۲۵۶
۱۳۰۱	کشف الخلاصہ	حافظ شجاع الدین	۲۲۴	۱۳۲۳	خطوط منظومہ	افراد	۲۵۷
۱۳۰۲	تاج النصائح	میر حیات	۲۲۵	۱۳۲۴	انشائے صبیان	جہدی	۲۵۹
۱۳۰۳	وفات نامہ	-	۲۲۶	۱۳۲۵	جامع القوانین	قنوجی	۲۵۹
	خاتون جنت			۱۳۲۶	گلدستہ گفتار	شیر محمد خاں ایمان	۲۶۰
۱۳۰۴	ترجیع بند شاہ صادق	شاہ صادق	۲۲۹	۱۳۲۷	سحر البیان	میر غلام حسن حسن	۲۶۲
۱۳۰۵	مجلس ہتم	محمد فیاض ولی بریلوی	۲۳۰	۱۳۲۸	اعجاز احمدی	نوازش علی خان شیدا	۲۶۳
۱۳۰۶	آثار حیات	سید علی منظور	۲۳۰	۱۳۲۹	دیوان رمز	بہاری لال رمز	۲۶۴
۱۳۰۷	مثنوی اسرار قرآن	محب حسین	۲۳۲	۱۳۳۰	دکنی سنگھاسن بتیسی	مترجم نامعلوم	۲۶۵
۱۳۰۸	مخمسات محب حسین	محب حسین	۲۳۴	۱۳۳۱	سحر البیان	میر غلام حسن حسن	۲۶۷
۱۳۰۹	قصائد و ترکیب بند	محب حسین	۲۳۵	۱۳۳۲	سحر البیان	میر حسن	۲۶۸
۱۳۱۰	کشف الخلاصہ	حافظ شجاع الدین	۲۳۶	۱۳۳۳	اسرار حقیقت	محب حسین	۲۶۹
۱۳۱۱	تفسیر پارہ عم	حافظ شجاع الدین	۲۳۹	۱۳۳۴	اسرار حقیقت (حصہ دوم)	محب حسین	۲۷۰
۱۳۱۲	ملک الشعرا غواصی اور اس کی شاعری	محمد بن عمر	۲۴۰	۱۳۳۵	اسرار قرآن	محب حسین	۲۷۰
				۱۳۳۶	احوال میت	شمس الدین اودگیری	۲۷۱
۱۳۱۳	ملک الشعرا غواصی اور اس کی شاعری	محمد بن عمر	۲۴۲	۱۳۳۷	قصیدہ فخر الدین	فخر الدین ارکاٹی	۲۷۳
				۱۳۳۸	نغمہ منظوم	-	۲۷۴
	حصہ دوم			۱۳۳۹	رسالہ اردو	-	۲۷۵
۱۳۱۴	کلام غواصی حصہ ۱	ابو محمد غواصی	۲۴۴	۱۳۴۰	رسالہ تجوید	نامعلوم	۲۷۶
۱۳۱۵	کلام غواصی حصہ ۲	ابو محمد غواصی	۲۴۵	۱۳۴۱	حالات نبی کریم	نامعلوم	۲۷۷
۱۳۱۶	کلام غواصی حصہ ۳	ابو محمد غواصی	۲۴۶	۱۳۴۲	انشائے صبیان	جہدی	۲۷۷
۱۳۱۷	غواصی شخصیت اور فن	ڈاکٹر محمد علی اثر	۲۴۷	۱۳۴۳	احادیث فضائل قرآن	-	۲۷۸
				۱۳۴۴	بیاض	غزلیات سودا حاتم وغیرہ	۲۷۹
۱۳۱۸	ریاض غوثیہ	غوثی سید محمد غوث قادری	۲۴۸	۱۳۴۵	اوراق الادب	حبیب عبد اللہ	۲۷۹

۱۳۴۶	زائچہ مبارک غلت پیر	سید مراد علی طالع	۲۸۰	۱۳۶۸	معراج نامہ	سید جعفر اللہ حسینی صادق	۲۹۶
۱۳۴۷	بیاض	فیض الدین خاں بندہ	۲۸۱	۱۳۶۹	تجلیات دل	لقمان الدولہ دل	۲۹۷
۱۳۴۸	خنگ نواز نامہ	-	۲۸۱	۱۳۷۰	جذبہ کے سو شعر	راگھویندر راؤ جذب	۲۹۷
۱۳۴۹	مکتوبات بنام	- متفرق	۲۸۲	۱۳۷۱	کلام اردو و فارسی	عبدالرزاق	۲۹۷
	مولوی عبدالحق			۱۳۷۲	دیوان قربی	سید شاہ ابوالحسن قربی	۲۹۸
۱۳۵۰	آمدن و قواعد	سید وحید اللہ	۲۸۳	۱۳۷۳	مکتوبات علی منظور	سید علی منظور	۲۹۹
	فارسی و لغت			۱۳۷۴	خطوط عبدالحق	مولوی عبدالحق	۲۹۹
۱۳۵۱	بوستان	سعدی شیرازی	۲۸۳	۱۳۷۵	رسالہ لقا نونجہ	غلام حسین ابن غلام سرور	۳۰۰
۱۳۵۲	صرف و نحو	سعدی شیرازی	۲۸۴		لکشنری		
۱۳۵۳	میزان	-	۲۸۴	۱۳۷۶	مناقب غوثیہ	محمد صادق شہبانی	۳۰۰
۱۳۵۴	منشعب	-	۲۸۴	۱۳۷۷	کتاب التکمیل فی	محمد بن حسین بن علی	۳۰۱
۱۳۵۵	رسالہ قوافی	عبدالرحمن جامی	۲۸۵		بیان التنزیل		
۱۳۵۶	رقعات	امان اللہ حسینی	۲۸۵	۱۳۷۸	توتا کہانی	سید حیدر بخش حیدری	۳۰۲
۱۳۵۷	دیوان سلطان محمود	محمود	۲۸۵	۱۳۷۹	کریما	سعدی	۳۰۳
۱۳۵۸	حکایات راجہ سکھ لال		۲۸۵	۱۳۸۰	شمائل محمدی	عثمان	۲۰۳
۱۳۵۹	منشآت العابدین	عبداللہ بن بدیع الزماں	۲۸۶	۱۳۸۱	سراج الایمان	حافظ احمد بن محمد مغربی	۳۰۴
۱۳۶۰	بیاض علمیات	-	۲۸۶	۱۳۸۲	روضۃ الشہداء	محمد فیاض ولی ویلوری	۳۰۴
۱۳۶۱	بیاض مناقب	-	۲۸۷	۱۳۸۳	دستور القرات	ملک علام	۳۰۴
۱۳۶۲	اعجاز احمدی	نوازش علی خاں شیدا	۲۸۷	۱۳۸۴	دہ مجلس	نور الاسلام گوپاموی	۳۰۵
۱۳۶۳	تحفۃ الاحباب	محمد باقر آگاہ	۲۸۸	۱۳۸۵	مثنوی میر	میر تقی میر	۳۰۶
۱۳۶۴	بہار دانش	مرزا احسان طپشی	۲۹۰		(دریائے عشق)		
۱۳۶۵	سیر اولاد قوام مرعشی	محمد والہ	۲۹۲	۱۳۸۶	مثنوی	شرف بو علی قلندر	۳۰۶
۱۳۶۶	تواریخ آمد	-	۲۹۳				
	سادات عظام دما			۱۳۸۷	منصور نامہ	فیاض	۳۰۶
	ہندستان از ولایت			۱۳۸۸	دستور القرات	فیاض	۳۰۷
۱۳۶۷	اربعین فی احوال	-	۲۹۴	۱۳۸۹	نجابت الاسلام	مرید سید محمد قادری	۳۰۸
	مہر مبین			۱۳۹۰	مسدسات امیر	امیر مینائی	۳۰۸

۱۳۹۱	نورنامہ	شاہ عنایت	۳۱۲	۱۳۹۶	ہدیۃ الرافعین	علی	۳۱۶
۱۳۹۲	مآثر الامراء آصفی	محمد اشرف	۳۱۳	۱۳۹۷	وفات نامہ رسول	نامعلوم	۳۱۶
۱۳۹۳	تاریخ کروڈی	محمد اسمٰعیل قاسمی جیلانی	۳۱۴	۱۳۹۸	پنجابی سسی پنو	ہاشم	۳۱۷
۱۳۹۴	مسودہ انسائیکلوپیڈیا	ڈاکٹر نور	۳۱۴	۱۳۹۸	رباعیات عطا کلیانوی	سید عطا اللہ عطا	۳۱۸
۱۳۹۵	فضائل المناقب	صادق حسین غبار	۳۱۵	۱۴۰۰	مثنوی نحو کبیر اعظم	عبدالحق	۳۱۹

۱۱۵۱-

جواہر اسرار اللہ مصنف شاہ علی جیو۔ گام دھنی

اوراق چسپیدہ۔ تقطیع ۲۳ × ۱۲ سمر۔ کاغذ دیسی۔ خط نستعلیق خوش خط۔
مسطر ۱۵ سطری۔

حضرت شاہ علی جیو ولد شاہ ابراہیم ولد عزالحسینی اپنے دور کے بہت بڑے صوفی گزرے ہیں۔ آپ کا نسبی سلسلہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی تک اور والدہ کی طرف سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رض تک پہنچتا ہے۔ آپ نے ایک شعر میں اس کا اظہار کیا ہے۔

سلطان احمدی میرے   سب پیر نوازے تیرے

آپ کا وصال ۱۲ جمادی الاول ۹۷۲ھ کو ہوا۔ مزار احمد آباد میں مرجع خلائق ہے۔

پروفیسر نجیب اشرف ندوی مرحوم کے کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ ہے جس پر کاتب نے حسب ذیل ترقیمہ لکھا ہے۔

"خاتمۃ الکتاب جواہر اسرار اللہ من تصنیف شاہ علی محمود معشوق اللہ تعالیٰ الحسینی احمدی ابا
بالحسنی القادری اما"

جواہر اسرار اللہ کے پہلے مرتب آپ کے ایک مرید ابوالحسن فتح محمد ابن عبدالرحمن القریشی الاحمدی ہیں۔ اس کی ابتدا میں ایک فارسی دیباچہ اور ۱۲ اشعار کی ایک حمد ہے۔

دوسرا مرتبہ نسخہ آپ کے پوتے شاہ ابراہیم کا ہے جس میں ایک طویل دیباچہ ہے اور مذکورہ حمد کے اشعار بھی اس میں شامل ہیں۔

ادارہ کا نسخہ حضرت شاہ ابراہیم کے مرتبہ نسخہ کی نقل ہے۔ پانچویں صفحہ جہاں پر دیباچہ ختم ہوتا ہے۔ آخری جملہ ہے:

ایں قصیدہ کہ در مناقب آنحضرت سلطان العارفین مرشد، حضرت سلطان العارفین
شیخ المشائخ ابوالحسن محمد ابن عبدالرحمن القریشی الاحمدی فرمودہ آل راحت کردم
و قصیدہ ایں است۔

پانچ اشعار کے بعد ترک کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔
دیوان کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

"باب الالف مکاشفات دربیان توحید باری تعالیٰ ۔ مکاشفہ"
اس طرح کے عنوانات سرخی سے تحریر ہیں۔ ہر مکاشفہ چند نکتوں پر مشتمل ہے۔ جن میں تصوف و عرفان کے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

مکاشفہ

آپیں آپس ہے گل لاؤں — آپیں کھیلوں آپ کھلاؤں
میرا جیو منجھے پر جاوے — میرا نانوں مجھے ات بھاوے

آخری اوراق چسپیدہ ہیں۔ ترقیمہ بھی نہیں ہے۔
حضرت شاہ ابوالحسن کا مرتبہ نسخہ عجائب خانہ باغ عام حیدرآباد میں موجود ہے۔ کتب خانہ سالارجنگ، کتب خانہ آصفیہ اور کتب خانہ آغا حیدر حسن میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔

۱۱۵۲۔ خزانۂ حسنات۔ مصنف سید امام الدین علی عرف فقیر الہند تخلص کامل

تقطیع ... ۲۰×۱۵ سمر۔ اوراق ۷۷۔ کاغذ۔ بھین انگریزی
شیخ فتح محمد محدث برہان پوری نے کتاب خزانۃ الروایت، فتاویٰ عالمگیری، شرح فتوح الحرمین تکمیل الایمان، شرح کریما و عقاید حضرت جامی وغیرہ کی تالیفات کے مطالعہ کے بعد اپنے بھانجے شیخ احمد ولد سلیمان کی خاطر فقہ کی ایک مبسوط کتاب مفتاح الصلوٰۃ تالیف کی تھی جس کا یہ اردو ترجمہ سید امام الدین علی عرف فقیر الہند کامل نے کیا ہے۔ اس کی کتابت حافظ شیخ محمد حکیم ولد حاجی شیخ محمد نعیم الدین ابن شیخ محمد تقی صدیقی نے ۸ ربیع الاول ۱۲۶۲ھ میں مکمل کی۔
ابتدا: ابتدائی دو اوراق پھٹے ہوئے ہیں۔ تیسرا ورق ذیل کی عبارت سے شروع ہوتا ہے۔
"نکلے ہیں فرض ہے جیسا کہ لکھا ہے سراج الوہاج میں اور فتوٰی اسی کے ہے جس طرح ذکر کیا ہے فتاوٰی ظہیریہ میں اور سوائے جراویہ کے اس سے پھر گئے ہیں۔
انتہا: آخر میں ایک مناجات ہے جس کا مطلع اور مقطع حسب ذیل ہے۔

مطلع: علم سے پاس حق کے جانا ہے — علم سوں سب مرادپانا ہے
مقطع: یاد کر ماری تری کو اے کامل — نسخہ چند در زمانہ سے

ترقیمہ: ایں کتاب ہندی مفتاح الصلوٰۃ بتاریخ ہشتم شہر ربیع الاول ۱۲۶۲ھ ہجری از دست

حافظ شیخ محمد حکیم صاحب نوشتہ شد ولد جناب حاجی شیخ محمد ابن شیخ محمد نعیم الدین صاحب ابن شیخ محمد تقی صدیقی۔

یہ مخطوطہ محترمہ بیگم ڈاکٹر مزدور کا عطیہ ہے۔

۱۱۵۳۔ ہدایت احمدی۔ از ہدایت احمد گنگوہی

تقطیع ۶"×۸"، مسطر ۱۲ سطری، اوراق ۹۲۔ کتابت ۱۲۴۹ھ

یہ ہدایت احمد گنگوہی کی تالیف ہے۔ شرح وقایہ وہدایہ کا ترجمہ و خلاصہ ہے۔ یہ ۱۲۴۹ھ میں ترجمہ کی گئی ہے۔

ابتدا: نام اس کا ہدایت احمدی خلاصہ ترجمہ شرح وقایہ وہدایہ کا ہے۔ ترجمہ کرنے والے کا نام ہدایت احمد گنگوہی ضلع سہارن پور صوبہ دلی کا یہ حسب ذیل ابواب پر مشتمل ہے۔

باب عقاید: کلمہ شہادت کے معنی۔ کتاب پاکی کے بیان میں مستحبات وضو کے، توڑنے والے وضو کے۔ فصل غسل کے بیان میں۔ فصل پانی کے بیان میں۔ فصل باوڑی کے بیان میں۔ فصل تیمم۔ فصل مسح موزہ۔ فصل حیض، فصل استحاضہ۔ فصل نجاست۔ فصل استنجا کے بیان میں۔ فصل سات شرطاں باہر نماز کے بیان۔

انتہا: مسئلہ: عورت کی قبر میں محرم اس کا اترے و گرنہ بوڑھے نیک بخت، یہ بھی نہ ہو تو جوان پرہیزگار مکثر العبادہ۔

مسئلہ: جو شخص جہاز پر مرے تو غسل و کفن و نماز کے پیچھے ناچاری کو پانی میں ڈالیں۔

۱۱۵۴۔ تحفۃ الانام فی احکام الصیام۔ از سید احمد مشتاق

تقطیع ۶"×۸"۔ مسطر ۱۳ سطری، اوراق ۵۴، کتابت ۱۲۵۳ھ

تاریخ ترجمہ ۱۲۵۳ھ۔ ناقص الآخر

ابتدا:۔ سید احمد مشتاق عرف بڑے صاحب قادری نقوی حنفی نے کتاب درالمختار کا اردو ترجمہ مکمل کرنے کے بعد یہ کتاب ۱۲۵۳ھ میں تالیف کی تھی۔ نام اس رسالہ کا تحفۃ الانام در احکام صیام خلاصہ ترجمہ کتاب روزہ ہائے طحطاوی حاشیہ درمختار فتاوی عالمگیری کا ہے۔ مقدمہ میں مولف کا بیان ہے کہ

"الحمد للہ یہ رسالہ روزے کے احکام میں ہندی زبان میں ایسا بن آیا کوئی ضروری مسئلہ روزے کے مسئلوں سے باقی نہ رہا جو اس میں مذکور نہ ہوا ہو اور کوئی علم والا اس ملک میں ہندی زبان میں ایسی تحقیق اور تفصیل سے کوئی رسالہ روزہ کے احکام میں آج تک جایا نہیں۔ یہ حصہ اسی عاصی کا تھا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

انتہا: جائز ہے فرض روزہ نہ رکھنا کر بھی اور بچے کو دودھ پلانے والے کو اگر روزہ رکھنے میں ڈرے اپنی ذات پر یا بچے پر گمان غالب ہے یا تجربہ سے۔

یہ مخطوطہ بیگم ڈاکٹر زور کا عطیہ ہے۔

۱۱۵۵۔ پنچھی باچھا۔ وجیہہ الدین وجدی۔

اوراق ۱۴۱ مسطر ۱۳ سطری۔ تقطیع ۲۰×۱۴ سمر۔ سنہ ۱۱۳۶ھ۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار کی فارسی مثنوی منطق الطیر کا منظوم ترجمہ ہے۔

وجیہہ الدین وجدی پر محمد بن عمر مرحوم نے ایک مقالہ لکھا ہے جو شائع ہو چکا ہے۔ اس کے اور بھی نسخے کتب خانہ میں موجود ہیں اور شاعر کے حالات بھی تذکرہ مخطوطات جلد اول میں تحریر کئے گئے ہیں ملاحظہ ہو۔

۱۵۸ ۳۳/ر پنچھی باچھا۔ تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول۔ ص ۶۰
۵۸ ۳۴/ر " " " " ص ۶۱
۵۱۱ ۳۵/ر " " " " ص ۱۱۲
۵۲۶ " " جلد سوم۔ ص ۴۹
۶۲۴۔ " " " سابقہ نسخوں کی تفصیل دی گئی ہے
۷۲۹۔ " " جلد چہارم ص ۳۷/ر
۷۳۰۔ " " " ص ۷۱
۹۱۹۔ " " پنجم ص ۶۲

پیش نظر نسخہ صاف اور قدرے خط نسخ میں لکھا گیا ہے اور مکمل ہے۔ عنوانات

سرخی سے دیئے گئے ہیں۔ یہ مثنوی دکن میں بہت مقبول رہی ہے۔ اسی لئے اس کے قلمی نسخے کثرت سے ملتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ (سنٹرل لائبریری) میں اس کے سات نسخے ہیں۔ کتب خانہ سالار جنگ میں نو نسخے کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ خانگی کتب خانوں میں بھی اس کے نسخے ملتے ہیں۔ اس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۱۵۶۔ پنچھی باچھا (دوسرا نسخہ)

ابتدائی اشعار:۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر — حمد یوں حق کی بلند آواز کر
شوق سوں ایسا ادچایک پنچھا — جے رہے ترلوک کا عالم بچھا
گلشن وحدت ہے تیرا آشیاں — احدیت کا راز سب تج پر عیاں

آخری اشعار:۔

ادس مہینے یارب مرا ہوتا ہے کام — شکر ہے جو ہوئی پنچھی باچا تمام
جب کیا تاریخ کا دل میں حساب — تب ہوا میزان میں کیا خاصا کتاب

ترقیمہ: تمت الکتاب بعون ملک عبد الوہاب کتاب پنچھی باچا بتاریخ بیست و دوم شہر صفر المظفر بروز شنبہ دستخط عبد الباقی میاں۔
۱۲۴۷ھ تمام شد

یہ نسخہ پروفیسر سید محمد صاحب کا عطیہ ہے۔

۱۱۵۷۔ حدایق اثنا عشری

اوراق ۷۲۔ تقطیع ۲۱×۱۲ سمر۔ خط نستعلیق صاف۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ
مرتب۔ سید سیف الدین حیدر ابن نواب مبارز الدولہ مختار الملک مرزا حسام الدین حیدر خاں بہادر حسام جنگ متخلص حامی۔
ہر نئے مسئلہ پر سرخ لکیر کھینچی گئی ہے۔

اصل رسالہ فارسی میں سید مہدی علی ابن سید مقصود علی نے سیف الدین حیدر کے لئے لکھا اور اس کا نام سفینہ رکھا۔ اس کی تالیف کی تاریخ کا مصرعہ سیف الدین حیدر کے والد مبارز الدولہ مختار الملک ، مرزا حسام الدین حیدر خاں بہادر حسام جنگ نے کہا کہ گفت نانی " حساب شرع شریف "۔ اس رسالے کو مجتہد الزماں سید دلدار علی صاحب اور مولانا سید محمد نے دیکھ کو اظہار مسرت کیا اور اپنے دستخط ثبت کئے۔ اور اس کو اپنی مہروں سے مزین کیا۔ فارسی سے نا آشنا اس رسالے سے استفادہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے سیف الدین حیدر نے اس کو اردو میں منتقل کیا اور اس کا تاریخی نام حدائق اثنا عشری رکھا۔ جس سے ۱۲۵۵ مستخرج ہوتے ہیں۔

حدائق کی مناسبت سے ایک شجر اس کی پانچ اصل چھ فرعے اور پانچ گل اور پانچ ثمر ہیں۔ شجر میں بیان احکام ایمان کا ہے۔ پانچ اصل اصول دین ہیں چھ فرعے فروع دین ہیں پہلی فرع نماز اس میں چھ برگ ہیں۔ اسی طرح ہر متصل کو تقسیم کیا ہے۔ رسالے میں تمام آیات دعائیں وغیرہ خوش خط عربی رسم خط میں لکھی گئی ہیں۔

ابتدائے۔ الحمد للہ رب العالمین کہ اس نے آب و آتش باد و خاک سے آدم بنایا۔ اور بہت پسند آیا تو اسے اشرف المخلوقات فرمایا۔

اختتام :۔ تو امر مکروہ میں آخری دو قبر پر پاؤں رکھنا اور تکیہ لگانا خواہ قبر نئی ہو خواہ پرانی، خاک سوائے قبر سے خاک نے قبر میں ڈالنا۔

ترقیمہ :۔ نسخہ حدائق اثنا عشری درماہ مبارک رمضان ۱۲۶۶ھ باتمام پیوست۔

یہ مخطوطہ نواب عنایت جنگ کا عطیہ ہے۔ ابتدائی صفحہ پر مستطیل مہر (عنایت جنگ ۱۳۴۲) ہے اور آخری صفحہ پر آخر میں بیضوی مہر مصدر الطاف و عنایات حسین ۱۲۴۶ھ ثبت ہے۔

۱۱۵۸۔ آداب سعادت۔ مصنف میر محمد حیات

صفحات ۱۳۔ سائز ۲۴ × ۱۰ سمر

میر محمد حیات دولت خداداد میسور کی تباہی ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو کی شہادت عمل میں آئی۔ اس کے بعد میر محمد حیات کے ادبی کارنامے منظر عام پر آئے۔ حیات بہت متقی

اور زاہد علم و فضل سے بہرہ ور اور پرگو شاعر اور نثر نگار تھے۔ ان کے تمام رسائل نثر و نظم مذہبی نوعیت کے ہیں چنانچہ نظم میں:

۱۔ سراج العقاید، سراج الفقہ، مراۃ الاحکام، تاج الفرائض، تاج آداب سعادت۔ احوال النبی، نور الہدایہ، شفاعت نامہ۔ دیدار نامہ تاج العقیدہ۔ مفتاح الایمان۔ آبحیات اور نثر میں شرف الایمان، نجات نامہ، نور الاسلام۔ ہدایت نامہ۔ کلید معرفت۔ باب المغفرت دستور الایمان اور نور الایمان ہیں۔ اور ان نثر و نظم کے رسالوں کا مجموعہ مصباح الحیات کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ اردو مخطوطات کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو جلد چہارم صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۹۔

ابتدا: در بیان نعت آداب اصحاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ کے یار اور اصحاب کا ۔۔۔ یہ بیاں ہے مختصر آداب کا
نام لے تعظیم سے تو لا یسر ۔۔۔ جان ان کو دوستوں سے دوست تر
ان کے حق میں بدگماں ہرگز نہ ہو ۔۔۔ ان کے حق میں خیر سے کر گفتگو

انتہا: در بیان خاتمہ کتاب گوید۔

نا مجھے ہے لفظ و معنی کی خبر ۔۔۔ نا ردیف و قافیہ پر ہے نظر
بھائی جان ہے نام میرا سن حیات ۔۔۔ یہ دعا کر حق میں اس کے دل کے ساتھ
اے خدا ایمان پہ ہو اس کا خاتمہ ۔۔۔ کر بحق مصطفیٰ اور فاطمہ
بھائی جان آداب سعادت ہوئی تمام ۔۔۔ مصطفیٰ پہ ۔ ۔ ۔ ۔ سلام

یہ ایک مختصر سا منظوم رسالہ ہے۔ میر محمد حیات میسوری اس کے مصنف ہیں۔ اس میں استاد صوری و معنوی، ماں باپ اور دوسرے بزرگ، زوج و زوجہ، بادشاہ اور امرائے سلطنت ہمسایہ، لباس، گفتار، رفتار، نشست و برخاست، سلام، مہمان، طعام وغیرہ کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ ہذا میں ۹۳، پر موجود ہے۔

۱۱۵۹۔ رسالہ نور الایمان۔

تقطیع ۴½ × ۸″، مسطر ۱۳ سطری۔ ورق ۳

ابتدا: بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ کے ظاہر ہووے ہر ایک پر فرض ہے۔ اصول ایمان پر عمل کرنا اور کفر اور ایمان شرک سے دور ہونا جو کوئی کہ اصول دین پر عمل نہیں کیا اور کفر اور شرک سے دور نہیں ہوا۔ اگرچہ کلمہ ہزار بار پڑھے مومن نہیں۔

انتہا:۔ یہ رسالہ یہاں تمام ہوا نور ایمان اس کا نام ہوا۔
بضرورت لکھا ہے اس کو تبیؔ ہو نبی پر درود اور صلوات

۱۱۶۰۔ رسالہ شرف الایمان۔ میر حیات

اوراق۔ ۹، مسطر ۱۳ سطری۔ تقطیع ۴½ × ۸″

ابتدا: دوسرا کلمہ کے بعد حسب ذیل عبارت ہے۔
تصدیق دل سے ہوتا ہوں میں جو نہیں ہے کوئی معبود اور موجود مگر اللہ ہے۔ جو دور ایک بے شریک ہے۔

انتہا: نظم۔ یہ حدیثاں صحیح ہیں اور مشہور ہے لکھا اس کے تئیں حیات ضرور
شرف الایمان ہے جو اس کا نام ہو نبی پر درود اور سلام
تمت تمام شد

۱۱۶۱۔ رسالہ آب حیات۔ میر حیات

تقطیع ۴½ × ۸″، اوراق۔ ۴۶۔ تعداد اشعار تقریباً ۱۴۰۰، مسطر ۱۳ سطری

یہ مثنوی کا ہے۔ میر حیات نے اس میں تصوف کی اصطلاحوں کو سمجھایا ہے۔ مثنوی کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ہر باب میں اپنے مفہوم کی تشریح کے لیے حکایتیں دی ہیں۔ لیکن باب

کے عنوانات نہیں۔ ذیلی عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ پہلے باب کے چند عنوانات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ دربیان بے وفائی دنیا و جفائے آن
۲۔ دربیان خصوصیت قلل موجب رحمہ اوست
۳۔ دربیان خوبی انصاف
۴۔ دربیان علم و فن ظاہری موجب حسرت آخرہ است۔
۵۔ دربیان فضیلت من عرف
۶۔ دربیان ترغیب عشق

اسی طرح ہر باب میں ذیلی عنوانات ہیں۔ اہل طریقت کے لئے یہ مثنوی رہنما کا کام دیتا ہے۔

ابتدا :۔ حمد حق کے بعد ہے نعت نبی — دے ہدایت موناں کو یا ربی
باب اول ہے نصیحت کا عجیب — باخبر ہو موت آئی عنقریب

انتہا :۔ کچھ خطا میرے سے ہو وے یا خلاف — تم خدا کے واسطے کرنا معاف
بھائی جاں تکرار اور ترتیب پر — فائدہ ہے اس میں .... رکھنا نظر
نامہ اس کا دل کیا آب حیات — مصطفےٰ پر ہو درود اں اور صلوٰت

اس کے دو نسخے ادارہ کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ صفحہ ۳۰۹ تذکرہ مخطوطات جلد اول اور تذکرہ مخطوطات صفحہ ۳۸ جلد چہارم۔

۱۱۶۲ ۔ سراج العقاید ۔ میر حیات

اوراق ۵ ۔ تقطیع $\frac{1}{2}$۴ × $\frac{1}{2}$۸ ۔ مسطر ۱۳ سطری

یہ سو اشعار کی مثنوی ہے جس میں حنفی مذہب کے عقاید کی تشریح کی گئی ہے۔

ابتدا :۔ کروں ابتدا میں بحمد خدا — عدم سے تھے ہیں ہم کو پیدا کیا
ہے برحق محمد خدا کا رسول — کرے حکم اس کا دل و جاں قبول
کیا ہم کو دے کر خداوند گی — پچھانو بھلے اور کرو بندگی

انتہا وہ کافر ہوا ہے سن اے نامور — عقاید سے ہرگز نکو پھیر سر

حیات یہ عقاید لکھا مختصر کہو اپنے دل سے دعا خیر کر
سراج العقاید ہوئی ہے تمام بحق محمد علیہ السلام

اس کا ایک مخطوطہ ادارہ کے کتب خانہ میں موجود ہے دیکھئے جلد چہارم ۱۰۵۔

۱۱۶۴۔ روح الایمان والاسلام ۔ محمد جعفر

اوراق ۳۲، مسطر ۱۲ سطری

محمد جعفر نواب شمس الامرا امیر کبیر پایگاہ کے ملازم تھے۔ نواب صاحب کے علمی ذوق اور ریاضیات و فلکیات پر عبور سائنسی کتابوں اور طباعت کے سلسلے میں ۱۸۳۶ء میں حیدرآباد میں پریس کے قیام سے دکن کی تاریخیں شاہد ہیں۔ نیز دیکھئے تذکرہ مخطوطات جلد اول۔

نواب صاحب نے محمد جعفر سے فرمائش کی کہ وہ حنفی فقہ پر ایک رسالہ لکھیں۔ اسی حکم کی تعمیل میں یہ رسالہ لکھا گیا۔ ابتداً وہ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ابتدا: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شروع کرتا ہوں نام سے اللہ کے جو نہایت رحم والا اور بڑا مہربان ہے۔ اور اسی کو سب تعریف سزاوار ہے رحمت اور برکت ہو جو اللہ کی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ہمارے پیغمبر ہیں۔ ایسے پیغمبر کہ انھوں نے ہمیں راہ گمراہی سے نکال کر روشنائی ایمان کی بتلائی اور اوپر ان کے اور صحابہ ان کے سب پر۔

اما بعد کمترین خاکپائے عالم خیرخواہ و لایق امت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد جعفر ملازم سرکار نواب مستطاب معلی القاب نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر یوں عرض کرتا ہے کہ میرے سردار نامدار دام اللہ اقبالہ کا امیر کبیر روشن فرمائے برحزماد میر محبت اہل اللہ حق برمت خلایق پناہ سنی مذہب حنفی مشرب مدظلہ العالی نے اس خادم کو حکم کیئے کہ تو واسطے تعلیم لڑکوں کے زبان ہندوی میں مسائل فقہ کے لکھ۔

محمد جعفر نے فقہ کے مسائل کی ترتیب سے نہیں لکھے بلکہ سوال و جواب کی شکل میں مختلف مسائل فقہ یکے بعد دیگرے بیان کیئے ہیں۔

انتہا:۔ (آخری ورق پھٹا ہوا ہے) غسل کے کتنے ہیں جواب دو طرح کے ہیں اول ....
مردے کو غسل دینا اور دوسرا .....

۱۱۶۴۔ نجات نامہ۔ میر محمد حیات۔

سائز وغیرہ مندرجہ بالا۔ صفحات۔ ۱۳۔
اس مختصر سے رسالے میں نماز کی ادائی کے طریقے تبلائے ہیں۔ یہ اول و آخر ناقص ہے۔

ابتدا:۔ اللہ اکبر بول کر سجدہ کرنا۔ تین بار سبحان ربی الاعلی بولنا۔ پھر سر اٹھا کر اللہ اکبر بول کر سجدہ کرنا۔

اختتام: نوشاہ بولنا قبول کیا۔ گواہاں بولنا ہم شاہد ہیں بعد اس کے بنیت خیر کے فاتحہ پڑھنا ایک بار الحمد، تین بار (اس کے بعد ایک ورق نہیں ہے) اس کے دوسرے صفحے پہ رسالہ نور الاسلام شروع ہوا ہے۔

۱۱۶۵۔ رسالہ نور الاسلام۔ میر محمد حیات

ابتدا:۔ راست فرمائے تم بعد ازاں پیغمبر علیہ السلام عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمائے۔ اے عمرؓ وہ شخص جبریل تھا۔ جو حکم سے خدا کے آکر دین تمہارا تمہارے تیئں سکھایا۔

اختتام۔ رباعی ہو گئی اب یہاں حدیث شریف ہے لکھا اس کے تیئں حیات نحیف
نور الاسلام ہے جو اسکا نام ہو نبی پر درود اور سلام
اس کے بعد میر محمد حیات کے رسالے ہدایت نامہ کی جو صرف چار سطریں ہیں اور یہ بیاض ختم ہو جاتی ہے۔

۱۱۶۶۔ تضمین بر نظم سعدی ۔ میر محمد شجاع الدین قہر

سائز ۷½ × ۱۱ سمر ۔ اوراق ۶

میر محمد شجاع الدین حیدرآباد کے رہنے والے تھے۔ قہر تخلص کرتے تھے۔ انھوں نے سعدی کی ایک نظم اردو میں تضمین کی ہے۔ ہر بند میں چار شعر ہیں اور پانچواں شعر سعدی کا ہے پہلا بند یہ ہے۔

بچپن گیا گئی وہ خوشی — تھی عجب طرح کی شہنشاہی
پھر جو بیتی تھی آکے لڑکائی — چند کھیلوں میں وہ تمام ہوئی
بات پوچھو نہیں جوانی کی — ایک دم بھر کی تھی وہ مدہوشی
اب اے آغاز حالت پیری — بس فقط چند سانس ہیں باقی

ہر دم از عمر می رود نفسے
چوں نگہ می کنم نماند بسے

آخری بند ہے:-

تابکے غفلت اور نادانی — ہو کے گمراہ دشت پیمائی
جس طرف کو بڑھے تو راہی — نہیں یہ راہ تیری منزل کی
ہو خبردار راہ ہے سیدھی — بس اسی میں ہے تیری بہبودی
قہر نادان حضرت سعدی — کہہ رہے ہیں تو راہ ہمدردی

پند سعدی بگوش دل بشنو
رہ چنین است مرد باش و برو

۱۱۶۷۔ قصاید بندہ

تقطیع ۱۹½ × ۱۳½ سمر ۔ اوراق ۳۵ ۔ کاغذ انگریزی پانچ رنگ کا اور چین استعمال ہوا ہے۔

یہ نواب فیاض الدین خاں المتخلص بندہ کے نعتیہ قصاید کا مجموعہ ہے ۔ یہ حیدرآباد کے معزز

گھرانے کے فرد اور نوابوں کے خاندان سے تھے بعد میں صوفیوں کے گروہ میں شرکت کی۔

ابتدا:- گلشن امید کے گلزار کو سونپ دیا احمد مختار کو

بعض اوراق سادے ہیں۔ بیاض کا لکھنے والا بھی ایک نہیں۔ کم علم حضرات نے بھی اس میں قصاید لکھے ہیں۔

یہ بیاض سید مراد علی صاحب طالع نے ادارہ کے کتب خانہ میں داخل کی ہے۔

۱۱۶۸۔ نجات قاسم۔ محمد قاسم ابوالعلائی دانا پوری

تقطیع۔ ۳۰×۲۲ سمر۔ صفحات۔ ۹۷

یہ کتاب حضرت امیر ابو العلا قدس سرہ العزیز کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ اس کو پانچ قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی قسمت ولادت حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہ العزیز دوسری قسمت میں ترک دنیا اور فصول فیضان باطنی کا حال لکھا ہے۔ بیعت اور خلافت کا بھی ذکر ہے تیسری قسمت کرامات اور خوارق عادات پر مشتمل ہے۔ چوتھی قسمت میں حضرت قدس سرہ العزیز کے وصال کا ذکر ہے۔ اور وصال کے بعد جو کرامتیں ظہور میں آئیں انھیں بیان کیا گیا ہے۔ پانچویں قسمت میں آپ کے صاحبزادوں عزیزوں اور بعض خلفا کا ذکر ہے۔ اس طرح یہ کتاب حضرت امیر ابو العلا قدس سرہ کی سوانح حیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جس میں نسب نامہ اور شجرہ بیعت بھی موجود ہے۔

حضرت ابو العلا کے والد سید ابو الوفا آگرہ ہی میں مقیم تھے اور آپ کی ولادت ۹۰۹ھ میں آگرہ اکبر آبادہی میں ہوئی۔ اور وصال صفر ۱۰۶۱ھ کو ہوا۔

محمد قاسم نے یہ کتاب ۱۲۶۱ھ کے بعد تحریر کی اور آپ کے حالات نہایت تفصیل سے دیئے ہیں۔

کتاب کا سرورق اور اس کا اندرونی صفحہ نقش و نگار سے مزین ہے اور سرورق کے ناصیہ پر بلغ العلیٰ بکمالہ کے چار مصرعے تحریر ہیں۔ دائرہ میں ۱۳۰۴ھ نجات قاسم ۱۲۹۶ف میر سکندر علی ابوالعلائی تحریر ہے۔ آخری سطر میں تحریر ہے۔ ملفوظات ابوالعلاء آئینہ اعظم منتی

نجات قاسم۔

ترقیمہ :۔ ایں کتاب متبرکہ مسمی بہ نجات قاسم نقل باصل کتاب حسب ارشاد حضرت پیر دمرشد سید فرزند علی شاہ صاحب ابو العلائی دام اللہ برکاتہ، و فیضانہ، ایں کمترین جان نثار خاک پائے خدام ان مرشدی فداہ قلبی بروے سند و اضافہ خاص دعام خیرباد۔ میر سکندر علی ابو العلائی نبیرہ نواب صمصام الملک مرحوم و مغفور . . . امیدوار دعا عام و باعانت حضرت حاجی مولوی عبد الخالق صاحب بخاری نقش بندی مدظلہ العالی۔

بیت :۔ یہ کہ خداوند دعا طمع دارم   زانکہ بندہ گنہ گارم
شکر للہ کہ بہ دیدار مشرف گشتم   کام خود یافتہ بایار مشرف گشتم

بتاریخ ہفتم ماہ مبارک رمضان شریف روز چہار شنبہ بوقت صبح ۱۳۰۶ھ تمت تمام شد۔

اس کے بعد ایک ورق پر جناب سید عمر علی شاہ کا اس سلسلہ کا شجرہ بیعت قلمبند کیا گیا ہے۔

یہ کتب خانہ ہذا کا دوسرا نسخہ ہے۔ پہلے نسخہ کا ذکر تذکرہ اردو مخطوطات جلد پنجم میں ۱۱۴۰ نمبر پر کیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۳۰۶۔

۱۱۶۹۔ اعجاز احمدی مثنوی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از نوازش علی خاں شیدا۔

سائز۔ ۲۳ × ۱۵½۔ خط نستعلیق۔ سطر ۱۲ سطری۔ پہلا ورق ندارد۔ دوسرا ورق پھٹا ہوا۔ اوراق ۴۷۔ تعداد اشعار دو ہزار

سید نوازش علی خاں شیدا (۱۷۵۰ - ۱۸۳۲) نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے میر سامان اور بادشاہی عاشور خانے کے داروغہ تھے۔ بہت پر گو شاعر تھے ان کی ضخیم مثنویاں روضۃ الاطہار اور اعجاز احمدی کے متعدد نسخے حیدرآباد کے کتب خانوں میں موجود

ہیں۔ مرقع سخن جلد اول میں میر سعادت رمزی نے ایک تفصیلی مضمون بھی لکھا ہے جس میں ان کی تصانیف میں مذکورہ رد کے علاوہ گلشن ایمان (مجموعہ قصاید لغتیہ) مراثی اور جامع الفوائد کا ذکر کیا گیا ہے۔ شیدا کے متعلق توزک آصفیہ، گلزار آصفیہ، دکن میں اردو، وضاحتی فہرست مخطوطات، کتب خانہ سالار جنگ، فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ، تذکرہ مخطوطات ادارہ میں معلومات دی گئی ہیں۔ لیکن ان کی تاریخ ولادت اور وفات کا کوئی علم نہ ہو سکا۔ ہاشمی مرحوم نے ۱۲۰۲ھ تک ان کے بقید حیات رہنے کی اطلاع دی ہے۔

اس مثنوی میں حضور اکرم صلعم کے قبل ولادت سے حضرت جعفر کے نجاشی کے دربار میں جانے کے واقعات تک کے حالات درج ہیں۔ حضور اکرم کے بعثت سے پہلے کے بھی حالات ہیں۔ اور بعثت کے بعد ہر سال کے علٰحدہ علٰحدہ عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔ چند عنوانات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دربیان طلوع خورشید ساعت از مشرق کمال سعادت و معجزات آں روز بہجت اندوز۔
۲۔ دربیان غضب شدن عبدالمطلب۔
۳۔ احوال رضاعت حضرت خیر البشر شافع یوم الحشر و معجزات آں انجام فرخندہ اتمام۔
۴۔ دربیان شرح صدر آں والا مقدار سپردن حلیمہ۔
۵۔ دربیان احوال سال ششم و ہفتم تا دوازدہم از ولادت باسعادت آں والا نسب و رحلت آمنہ و عبدالمطلب بر الفت۔

ان دو ہزار اشعار میں شیدا نے صرف ایک شعر میں اپنا تخلص استعمال کیا ہے۔ کہتا ہے ؎

اے شیدا تو کر اس بیاں کو تمام | نبی کے اوپر بھیج درود و سلام

آغاز: ہوا سرنگوں تخت ابلیس کا | دو کان بند ہوا اوس کی تلبیس کا

اختتام: پھر اب یاں سے کعبہ کوں اے نامدار | خیال سفر توں حبش کا نہ کر
لے آیا ہے صدیق کے تیئں پھرا | بولا سب قریشیوں سے یوں کہا
تم ایسے بزرگ اور مکرم کے تیئں | نکالے وطن سے کئے خوب نیچ

تمت تمام شد

یہ مخطوطہ نواب لیٰسین علی خاں صاحب لیٰسین نے ادارہ کے کتب خانہ کو عطیہ دیا ہے۔
ادارہ کے کتب خانے میں اس کے اور بھی نسخے موجود ہیں۔

۱۱۷۰۔ اعجاز احمدی ۔ نوازش علی خاں شیدا

تقطیع ۲۴ × ۱۷ سمر ۔ سطر ۱۳ سطری ۔ کاغذ۔ انگریزی ۔ ناقص الاول و آخر
اوراق ۔ ۳۷

اس میں ایک شعر ہے۔ لیکن لفظ شیدا کے لئے جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ غالباً کاتب سرخی سے لکھنا چاہتا تھا۔

اے شیدا تو کر معجزے سب بیان
کہ تا بہرہ ور ہوئیں سن سامعاں

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اور اس نسخہ کا کاتب ایک ہی ہے۔ کاغذ کی نوعیت یکساں ہے۔

ابتدا: تب وہ کاسہ شیر ے مصطفیٰ
مرتے مجکو بولے چلاتا تو جا
میں اس کاسہ شیر کو لیکے ہات
پلایا سبھوں کو شکم سیر سات

آخری اشعار:۔ ہر ایک برج تھا برج مثل فلک
نگہ رہ میں دیتی تھی تا بہو جنک
دیکھے کیفیت اسکی کیونکر کوئی یاد
بلندی بھتے طول عمل سے زیاد

یہ نسخہ نواب میر سعادت علی رضوی نے ادارہ کے کتب خانہ کو بطور عطیہ مرحمت فرمایا ہے۔

۱۱۷۱۔ روضۃ الاطہار ۔ نوازش علیخاں شیدا

تقطیع ۲۲ × ۱۳ سمر ۔ سطر ۱۴ تا ۱۶ سطری ۔ اوراق ۔ ۲۷

تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول صفحہ ۶۵، ۶۶
" " جلد سوم صفحہ ۱۳۷۔ ۱۳۸
" " جلد چہارم صفحہ ۱۹۹

دہم مجلس کا اب کھولوں ہوں دفتر ۔۔۔ کہ جس کی سطر ہے یک صور محشر
ہوا جیسا صور سے محشور عالم ۔۔۔ ہر یک ہے سطر اس کی محشر غم
نہ سمجھو ایک دن تھا ہوگی مصیبت ۔۔۔ ہر یک ہے سال دم روز قیامت

اختتام : الغا کر وہ سر محبوب داور ۔۔۔ چڑھائے خونچکاں نیزے کے اوپر
سر سرور پہ تھے بول عیاں پر ۔۔۔ کہ جیوں خورشید نوک کہکشاں پر
جو کوئی دیکھا تو کہتا تھا بر وقت ۔۔۔ مگر نکلا ہے خورشید قیامت
ہیں معنی زخاطر دل پسند است ۔۔۔ سخن را ہر دو عالم سربلند است

اس کے متعدد نسخے حیدرآباد کے مختلف خانگی کتب خانوں میں موجود ہیں اور کتب خانہ سالار جنگ، کتب خانہ آصفیہ اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں بھی ہیں۔

۱۱۷۲۔ تذکرہ اولیائے گجرات۔ مصنفہ۔ منیر

سائز ۲۰ × ۲۰ سم، اوراق ۔ ۵۱ مسطر ۱۳ سطری۔ کاغذ قدرے بادامی دبیز
خط نستعلیق۔ ناقص الاول و وسط و آخر

یہ اولیا کا تذکرہ ہے۔ ابتدا میں خواجگان چشت کے سوانح حیات دیے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ فضیل کا ذکر پہلے صفحہ پر ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی۔ حضرت خواجہ سدید الدین ابی حذیفۃ المرعشی، حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ رابعہ بصری حضرت ممشاد دینوری۔ ابو اسحق چشتی۔ خواجہ ابو احمد ابدال چشتی۔ اس کے بعد اوراق نہیں ہیں۔ اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ آپ کے ۲۵ خلفا کے نام بتلائے ہیں۔ پھر حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر۔ حضرت نظام الدین اولیا کے حالات ناقص ہیں۔ جمال الدین چشتی کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔
حضرت کے خلفاء کا مختصر حال بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ حسن محمد چشتی گجراتی، الشیخ محمد چشتی محبوب اللہ گجراتی۔ شیخ محمود چشتی محبوب اللہ گجراتی۔ شیخ محمود چشتی گجراتی احمد آبادی، رکن الدین احمد گجراتی احمد آبادی، جمال الدین جمن ثانی۔ صادالدین محمد فرخ صوفی۔ رکن الدین

احمد ثانی - شیخ محمود میاں چشتی - آپ کا شجرہ نسب بھی دیا ہے۔ جس کا سلسلہ حضرت عمر فاروق ؓ سے جا ملتا ہے۔ اکثر بزرگوں کی تصانیف کا بھی ذکر ہے اور تذکرہ کی ترتیب کے لئے متعدد تذکروں سے استفادہ کیا ہے۔ جن میں چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ منشور شریف ۲۔ سیر الاقطاب ۳۔ سفینۃ الاولیا ۴۔ خیر الواصلین ۵۔ تذکرۃ العاشقین ۶۔ خزینۃ الاصفیا ۷۔ طردۃ الوثیق ۸۔ فوائد المواد ۹۔ سیر الاولیا ۱۰۔ افضل الفوائد ۱۱۔ مخیر الاولیا ۱۲۔ سراج العارفین ۱۳۔ مفتاح الکرامات ۱۴۔ مرات ضیائی ۱۵۔ فرادیس فرخ شاہی ۱۶۔ شجرہ طیبہ ۱۷۔ اظہار خوارق صوفیہ ۱۸۔ سید محمودی وغیرہ۔

۱۱۷۳۔ ردوہابیہ - مصنف عالم علی شوخی

تقطیع ۲ × ۱۷ سمر - اوراق ۶۲ - کتابت ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ
کاتب محمد عبد الغفار پسر عبد الرزاق۔

یہ رسالہ سید اسمٰعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ آیات اور احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ استعانت، نذر، تعظیم بزرگان وغیرہ جیسے مسائل کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

ابتدا:- اعراس کے باب میں حضرت مولانا سید شاہ عبد الرحمٰن قدس سرہ العزیز کی جناب میں یوں عرض کیا گیا تھا کہ کتاب تذکرۃ الاعراس ملاحظہ انور میں گزری ہے ارشاد ہوا ہے یعنی ہاں اس کی مصنف نے زیج تواریخ وفات انبیاء و اولیاء کوشش بلیغ کی ہے۔

اختتام: پس جلاج تو گئی ما تند سب آوازوں کے اور لیکن سب ڈھول نزدیک احد طاہر یہ العطانیہ کی مدح ہیں۔ اور غزالی بیج احیا اور وسطا کے ساتھ اباحت سب ڈھولوں کی سوائے طبل کوبہ کے قائل ہے۔

ترقیمہ: بفضلہ تعالیٰ یہ کتاب ردوہابیہ خواستہ اور مولوی عالم علی شوخی بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ از دست ذی فقیر محمد عبد الغفار پسر عبد الرزاق مرحوم روز یکشنبہ بہ اختتام رسید۔

ردوہابیہ کی مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرہ مخطوطات جلد اول ص ۲۲۵

۱۱۷۴۔ رسالہ بدعت۔ (کتاب کا نام نہیں دیا ہے)

اوراق ۳۷۔ تقطیع ۳۰ × ۱۸ سمر۔ مسطر ۱۷ سطری۔ کاغذ۔ انگریزی
خط۔ روشن اور صاف۔ مصنف امداد حسین برادر محمد ارشاد حسین رامپوری
کاتب۔ محمد عبد الرزاق۔ تاریخ کتابت ۱۴ر جمادی الاول ۱۲۹۳ھ ہے۔
یہ رسالہ مختلف آیات اور احادیث کو پیش کرتے ہوئے اسلام میں بدعت کا اظہار کیا گیا ہے۔

ابتداء۔ الاسلام والسبب فیہ فہو ای الذی احدثہ ردای مردود علیہ قال قاضی المعنی من احدث فی الاسلام رایا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظا او مستنبط فہو مردود علیہ اور حدیث کل بدعۃ ضلالۃ کے ترجمہ کو سنبلو اسی حدیث کے بعد لکھتے ہیں الخ

اختتام: درایں ایام خجستہ فرجام رسالہ از تصانیف جناب مولوی صاحب وقبلہ منظہر علوم روحانی معدن فنون سبحانی کاشف غوامض اصول جامع نکات معقول ومنقول مقبول کونین اعنی مولانا امداد حسین برادر کلاں جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری مدظلال افضالہم علی رؤس المسترشدین در عہد نصفت مہد جناب نواب محمد کلب علی خاں صاحب بہادر دام اقبالہم وضاعت اجلالہم بدست خط احقر العباد اضعف الافراد ہیچ کارہ آفاق محمد عبد الرزاق در سن ۱۲۹۳ھ یکہزار ودوصد ونود سہ ہجری مقدس صلعم بروز پنجشنبہ چہاردہم جمادی الاول سہ بالا علہ اختتام پوشید۔

من نوشتم صرف کردم روزگار	من نمانم این بماند یادگار
الٰہی بیابی این بر سہ را	نویسندہ، خوانندہ و گویندہ را

۱۱۷۵۔ محمد عبد القادر صدیقی۔ از مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ

سائز۔ ۲۷ × ۱۸ سمر۔ اوراق۔ ۵۰۔ تاریخ کتابت یکم ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ

محمد عبد القادر صدیقی پر یہ ایک تاثراتی مضمون ہے جس کو مولانا مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ نے صدیقی صاحب کی وفات پر قلمبند کیا ہے۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کے موسّسین میں پہلا نام تو ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ہی کا ہے دوسرا پروفیسر عبد المجید صدیقی اور تیسرا محمد عبد القادر صدیقی، چوتھے عبد القادر سروری اور پانچویں نصیر الدین ہاشمی۔

عبد القادر صدیقی عالم شباب میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ وہ شعبہ دینیات کے طالب علم بھی رہے اور پھر اسی شعبہ میں لیکچرار پر تقرر ہوا۔ ان کا انتقال ۱۹۳۲ء کو ہوا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے ان کے تعلق سے یہ تاثراتی مضمون لکھا ہے۔

۱۱۷۶۔ مکتوبات مشاہیر بنام ارباب ادارہ

سائز۔ مختلف ۔ تواریخ ۲۷ء و ۳۶ء۔

یہ چند اصلی خطوط کا مجموعہ ہے۔ ملک کے مشاہیر، عالموں اور سیاستدانوں اور ادیبوں نے ادارہ ادبیات اردو کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چند خطوط اس موضوع سے ہٹ کر بھی ہیں۔ جن میں ڈاکٹر زور سے نجی کاموں کے سلسلے میں مراسلت کی گئی ہے۔ مکتوب نگاروں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

۱۔ مولانا حسرت موہانی ۔ ۲۔ آصف علی ۔ ۳۔ سید مسعود حسن رضوی ۔ ۴۔ مولوی عبد الحق ۵۔ پیارے لال شاکر میرٹھی ۔ ۶۔ مرزا یار جنگ ۔ ۷۔ قاضی عبد الغفار ۔ ۸۔ ثاقب کانپوری ۹۔ پنڈت جواہر لال نہرو ۔ ۱۰۔ سر اکبر حیدری ۔ ۱۲۔ شجیع الدین نیر ۔ ۱۳۔ آغا حیدر حسن ۔ ۱۴۔ انجم سلمانی ۱۵۔ محمود بریلوی ۔ ۱۶۔ کاظم علی خاں ۔ ۱۷۔ جعفر علی خاں اثر لکھنوی ۔ ۱۸۔ غلام مصطفیٰ خاں ۔ ۱۹۔ نجیب اشرف ندوی ۔ ۲۰۔ جمال حیدر فرنگی محلی ۔ ۲۱۔ بشیشور پرشاد منور ۔ ۲۲۔ سید علی اصغر بلگرامی ۲۳۔ غلام طیب ۲۴۔ محمد سردار علی (ایڈیٹر تجلی) ۲۵۔ صادق اظہری ۔ ۲۶۔ احمد ندیم قاسمی ۲۷۔ لطیف سعید ۔ ۲۸۔ الطاف مشہدی ۔ ۲۹۔ عندلیب شادانی ۔ ۳۰۔ ابو سعید مرزا ۳۱۔ الیاس برنی ۳۲۔ ابراہیم جلیس ۔ ۳۳۔ علی یاور جنگ ۳۴۔ عبد العزیز فطرت اور ۳۵۔ سلام مچھلی شہری۔

۱۱۷۷۔ بیان عقاید۔ مصنف نامعلوم

اوراق۔ ۲۹۔ سطر۔ ۹ سطری۔ سائز۔ ½۵" × ½۷"۔ زمانۂ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ء

آغاز: ایمان کس کو کہتے ہیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے پاس سے لائے ان کو سچا جاننا اور گردیدہ ہونا دل سے اور زبان سے اقرار کرنا اور عمل کرنا یعنے نماز پڑھنا۔ اور روزہ رکھنا اور اعمال صالحہ کرنا۔

اختتام: عورتوں کو چاہیئے کہ نامحرموں سے زینت اور مواضع زینت کو ڈھانپیں۔ نامحرم نہ دیکھیں۔ بے اجازت شوہر کے گھر سے نہ نکلیں۔ نہ شوہر کے مال و آبرو میں خیانت کریں۔"

اس مخطوطہ میں درمیان سے کچھ اوراق غائب اور آخر میں بھی کچھ غیر متعلقہ صفحات شامل ہو گئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ جس میں عقائد اور فقہی مسائل کی تشریح کی گئی ہے کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں جنھیں ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

بیان رحمت الہی۔ بیان حکمت در سوال جواب میت در قبر
تفسیر حسینی۔ بیان جوش خوردن رحمت الہی در چہار جا۔
مسلمانوں کا حق۔ ضروری باتیں جو مسلمانوں کو لازم ہے۔

۱۱۷۸۔ کتاب الشہادۃ مصنف: نامعلوم

اوراق۔ ۷۹۔ سطر۔ ۱۱ سطری۔ سائز ½۵" × ۸"۔ سنہ تصنیف ۱۳۱۲ھ

ورق نمبر ۹ پر ایک کونے میں اوپر سنہ تصنیف ۲۶ رجب ۱۳۱۲ھ لکھا ہوا ہے۔ جو کاتب ہی کے خط میں ہے۔

خط۔ نسخ۔ کاتب۔ نامعلوم

آغاز :

"باب اول شہادت کی تعریف اور اس کی رکن و سبب ادا و حکم و شرائط و اقسام کے بیان میں شہادت یعنی گواہی کی تعریف یہ ہے کہ مجلس قضا میں گواہی کے لفظ کے ساتھ حق ثابت کرنے کے واسطے سچی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں۔"

اختتام :

"ایک شخص کے ہاتھ میں ایک بکری تھی کہ اس طرف سے ایک شخص گزرا اور بکری والے نے اسے کہا کہ ذبح کر دے اس کو اس نے ذبح کر دی پھر ایک شخص گزرا اور بکری والے نے اسے کہا کہ اس کو ذبح کر دے۔"

اس مخطوطے میں گواہی دینے کے شرائط، اقسام اور دوسرے مسائل بیان کئے گئے ہیں کتاب چار ابواب میں تقسیم کی گئی ہے چونکہ پہلے ورق کے بعد کچھ اوراق غائب ہیں اس لئے دوسرے باب کا عنوان معلوم نہ ہو سکا۔ دوسرے ابواب کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱۔ باب اول : شہادت کی تعریف اور اس کے رکن و سبب ادا و حکم و شرائط و اقسام کے بیان میں۔

۲۔ باب دوم (اوراق غائب ہیں)

۳۔ تیسرا باب گواہی ادا کرنے اور اس کی سماعت کی صورت کے بیان میں۔

۴۔ چوتھا باب ان لوگوں کے بیان میں جن کی گواہی مقبول ہے اور جن کی گواہی نامقبول ہے اور ان میں چند فصلیں ہیں۔

فصل اول :۔ ان لوگوں کے بیان میں جن کی گواہی اس سبب سے نہیں مقبول ہے کہ وہ گواہی کے لائق نہیں ہے۔

دوسری فصل :۔ ان لوگوں کے بیان میں جن کی گواہی بہ سبب فسق کے مقبول نہیں ہے

تیسری فصل :۔ ان لوگوں کے بیان میں بسبب تہمت کے نامقبول ہے۔

۱۱۷۹۔ ترجمہ قول الجمیل۔ مصنف مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

اوراق۔ ۱۲۹۔ مسطر۔ ۹ سطری۔ سائز۔ ۵ ½ × ۸۔ زمانہ تصنیف ؟

آغاز:-

"شفا العلیل مصنفہ مولوی خرم علی ترجمہ قول الجمیل مصنفہ حضرت عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ فرماتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مذکر ان نفعت الذکری یعنی نصیحت کیا کر۔ اگر نصیحت فائدہ دیوے تو۔"

اختتام:

"ما اخرجہ الطبرانی وعدکم عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ ؐ یا بنی عبدالمطلب انی۔"

اس ضخیم قلمی کتاب میں وعظ اور پند و نصیحت کے طریقے بیان کئے ہیں اور وعظ گوئی کے آداب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

جگہ جگہ قرآن شریف کی آیتیں، احادیث کے علاوہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ حضرت عبداللہ انصاری، حضرت بایزید بسطامی حضرت ابراہیم ادہم کے اقوال اور حضرت شیخ سعدی کے اشعار بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ چند عنوانات درج ذیل ہیں۔

خدا کی معرفت کا بیان۔ خلق نیک کی علامت کا بیان

جمعہ کی فضیلت۔ شریعت اور طریقت کا بیان

رد وہابیہ وغیرہ۔

یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

۱۱۸۰- جنگ نامہ سید عالم علی خاں نظام الملک

سائز ۵½" × ۸" - اوراق ۲۰۰ - خط شکستہ - سطر ۱۳ تا ۱۵ سطری

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

ناقص الاول۔

اس مثنوی میں ابتداً حمد، نعت اور منقبت لکھی گئی ہے اور اس کے بعد قصہ کی ابتدا کی گئی ہے۔ عالم علی خاں کی وفات کے بعد شاعر نے یہ مثنوی لکھی ہے اور اس میں جنگ عالم علی خاں

اور نظام الملک کے چشم دید واقعات کو نظم کیا۔ عالم علی خاں فرزند اللہ وردی خاں صوبہ دار برہان پور اس جنگ میں کام کیا۔ یہ جنگ شکر کھیڑہ کے مقام پر ہوئی اور ۹، شوال کو عالم علی خاں زخموں سے جانبر نہ ہو سکا۔

آغاز:- موقر کیا سو ٹھہار نیں ۔ زیادہ کم و بیش کرنہار نیں
ہے مالک ملک اس کے فرمان میں ۔ ہے غالب دو عالم کے میدان میں
کرے لطف کی آپس جس پر نظر ۔ دیوے تاج سر پر پھر اوسے بھتر

مثنوی کا موضوع ۔

عزیزاں یو قصہ ہے طوفان کا ۔ اور عالم علی صاحب شان کا

اختتام :-

رکھو دل جمع اور خاطر قرار ۔ لڑوں گا جو چل آئیگے لک سوار
دلاسا دیا اور کیا اسلام ۔ دیا خوب راہتے کوں عالی مقام
جکوی یہ حکایت پڑیگا تمام ۔ پڑو فاتحہ اور درود و سلام

تمت بتمام شد

اس مثنوی کا ایک مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) میں بھی موجود ہے۔
(دیکھئے فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ جلد اول مرتبہ نصیر الدین ہاشمی ص۴۲۱)
مثنوی کے آخر کوئی ترقیمہ ہے۔ نہ سنہ تصنیف اور نہ ہی کاتب کا نام۔
املا کی غلطیاں بہت ہیں۔ جس سے مطالعہ میں دقت پیدا ہوتی ہے۔
آخر میں بیضوی اور چوکور دو مہریں نواب عنایت جنگ کی اس پر ثبت ہیں۔ یہ مثنوی ادارہ کے کتب خانہ کو موصوف کا عطیہ ہے۔

۱۱۸۱- جنگ نامہ حنیف شاہ

سائز- ۶½ × ۹"- اوراق ۱۱۷- مسطر- ۱۲ سطری- خط نستعلیق
کاغذ قدیم دیسی کرم خوردہ- مصنف سیوک سنہ تصنیف ؟
سنہ کتابت ۱۲۰۳ھ

مثنوی جنگ نامہ حنیف شاہ کے متعدد نسخے ہند و پاک کے کتب خانوں میں موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں اس کے تین نسخے ہیں، جن میں سے دو سیوک سنہ ۱۰۹۲ھ کی تصنیف ہیں اور ایک شیر خان ۱۱۸۵ھ سے منسوب ہے (دیکھئے تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو جلد سوم صفحہ ۱۷۱)

کتب خانہ سالار جنگ میں اس مثنوی کے دو نسخے محفوظ ہیں جن میں ایک سیوک سنہ ۱۰۹۲ھ کی تصنیف ہے اور دوسری کسی نامعلوم شاعر کی مثنوی ہے۔ (دیکھئے فہرست مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ ص ۶۰۵ اور ص ۶۲۸)۔

عجب رات تھی رات اس دن کی رات کو اکب قمر کوں لے اپنے سنگات

محمد حنیف شاہ عرب خوش شکل پسر مرتضیٰ کا پذیری تا قتل

حکایت ان کی پھر تو ایا دل میں اگت یک برسانت برسا دن میں

برس تین لگ بھی لڑے ایکھار ادٹھے ہور بیٹھے مل کھڑے ایکھار

دو ہزار آٹھ سو (۲۸۰۰) اشعار پر مشتمل یہ مثنوی حمد و نعت سے شروع ہوتی ہے اور پھر قصہ کا آغاز ہوتا ہے۔ جنگ نامہ حنیف شاہ کا مختصر خاکہ یوں ہے کہ حضرت امام حسین اپنی شہادت سے پہلے محمد حنیف کے نام ایک مکتوب روانہ کرتے ہیں جس میں اپنے بھائی حسن کو زہر دے کر مار ڈالنے کا ذکر تھا، حضرت حسین نے یہ بھی لکھا تھا کہ مجھے قتل کیا جارہا ہے۔ جب یہ خط محمد حنیف کو ملا تو وہ فوراً یزید سے جنگ کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں، جنگ ہوتی ہے اور آخر کار محمد حنیف غار میں چلے جاتے ہیں اور بجلی گرنے سے غار غائب ہو جاتا ہے۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ظفر نامہ محمد حنیف کے عنوان سے ایک مثنوی موجود ہے جس کو لطیف نے لکھا ہے۔ اس مثنوی کا ذکر پروفیسر سروری نے فہرست مخطوطات ص ۹۶ میں کیا ہے

کتب خانہ آصفیہ میں اس مثنوی کا ایک ناقص الاول نسخہ ہے جو سیوک (حسن بیگ) کی تصنیف ہے۔ اس مثنوی کا تذکرہ مولوی نصیر الدین ہاشمی نے فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ

جلد اول ص۱۲۰ میں کیا ہے۔

کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی میں جنگ نامہ محمد حنیف شاہ کے دو نسخے ہیں۔ یہ دونوں سیوک کی مثنویاں ہیں۔

آغاز :۔

بحکم خداوند جاں آفریں جو ہے پاک او پاک رب العلمین
محمد کا صدقہ ہو سب پر سرس دیا ہم عرفان کا خوش درس
کہوں ایک جنگ شاہ شیر زماں حسین شاہ ابن علی بعد ازاں
سوں اس ناؤں شاہ محمد حنیف کہ جس کو نبی سار ہے جد حنیف
سو اس شاہ کا او عرب بھائی تھا ابا ایک ہور بھائی دو مائی تھا

مثنوی میں بعض عنوانات اور اشعار سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں :

داستان دیگر امام حسین بوقت آخر خود قاصد را پیش محمد حنیف بکو فرستاد اند۔

داستان دیگر کہ محمد حنیف جہت مدد خود برادران خود بر چہار نامہ نوشتہ اند۔

از آنجی کہ برادر عمرے علی و طالب علی و عاقل علی

جو او رات میانے گذر گئی سکل سورج لیکے نکلیا بڑا جنگ جدل

رین تھی جو ساری گذر گئی سکل سورج لہو میں تھا تاجہ آیا نکل

یو کہتا ہوں یاں تے حکایت دگر دہو کر سکتا جو تھا یا مُغز

اختتام :۔

ہوا سخت بیدا سو تیاک سوں چلیا دل حنیف شاہ کے انکھات سوں
پنٹ تلملا آہ مارن لگے اتی یا اخی کر پکارن لگے
بے راحت ہو مطلق فراتی ہوئے گنواں عیش مطلق بے قابو ہوئے

رہے شکرگزاران کر جانداں خداوند رحمان بڑا مہربان

مرتب ہوا جنگ نامہ تمام بھی دکنی کرا لطف حسن کلام

ترجمہ :-

اس کتاب جنگ نامہ فضل سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہات سے محمد علی ولد شیخ محمد لکھا گیا ہے ۔ بتاریخ ماہ رمضان بتاریخ پندرویں روز پنج شنبہ ۱۲۰۳ھ ہجری۔

تمت تمام شد

یہ مخطوطہ نواب یٰسین علی خاں صاحب نے ادارہ کے کتب خانہ کو تحفۃً عنایت فرمایا ہے

۱۱۸۲ - رسالۂ فرائض ۔ مصنف نامعلوم ۔

ورق ۴۸ - سطر ۱۵ سطری ۔ خط نسخ صاف ۔ زمانہ تصنیف ۱۲۵۰ھ
سائز ۱/۲ ۶" × ۱۲" (ناقص الاول وآخر)

آغاز :

" (کرم خوردہ) . . . . . الزں قیاس کریگا اوس سیں اوس کی رحمت زیادہ ہے . . . . . ہمیشہ واسطے ہے ہر چیز کتیں کھری لیکن حق تعالیٰ . . . . . ہدایت کرتا ہے وہ ہدایت پاتا ہے "۔

اختتام :-

" قبر کے پاس جا کر فاتحہ دینا تو ماباپ کا حق اس کے ذمے سے ادا ہوے گا بیٹا بیٹی کا حق ماباپ اوپر یہ ہے ۔ بچے کا حق ماباپ اوپر تین چیزاں ہیں ۔ "

پیش نظر مخطوطہ اردو نثر کا ایک قدیم رسالہ ہے جس میں آیات ، احادیث ، روایتوں اور حکایات کے ذریعہ مختلف حقوق و فرائض کی دل نشین انداز میں وضاحت کی گئی ہے ۔ یہ رسالہ سات ابواب میں منقسم ہے ، لیکن ناقص الطرفین ہونے کی وجہ سے اس میں صرف چار ابواب ہی موجود ہیں تیسرا اور ساتواں باب نامکمل ہے ۔

ہر نئے باب کا عنوان سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے ۔ عنوانات کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

(تیسرا باب) ۱۔ ماباپ کی نافرمانی اور رنج دینے کے عذاب میں اور فرزنداں کا حق ماباپ پر ہے سو بیان میں۔

۲۔ بیان میں عذاب ازنا و حرام کے

(باب چہارم) ۳۔ مرداں مردے ساتھ اور عورتاں عورتاں کے ساتھ مشغول ہونے کے عذاب میں۔

پانچواں باب :۔ مرد کا حق جورو پر ہے سو بیان میں۔

چھٹا باب :۔ جورو کا حق مرد پر ہے سو بیان میں

(۱) صلہ رحمی کے بیان میں (۲) بیان میں مسلمانوں کو رنج دینے کے عذاب میں۔

ساتواں باب :۔ آپ کو آپ مار لینے کے اور ناحق دوسرے کوں قتل کرنے کے اور پیٹ گراکر بچوں کو مارنے کے عذاب میں۔

۱۱۸۳۔ بیاض مناقب ۔ مصنف : مختلف شعراء

ورق ۔ ۳۷ ۔ ۱۲ اشعار فی صفحہ ۔ خط ۔ شکستہ نستعلیق ۔ زمانہ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ ۔ سائز ۲/۱ ۵" × ۲/۱ ۸" ۔

آغاز

کاش کے ہوتا اگر تو بھی گل بستانی
قتل بلبل کے یہ کرتا میں قصیدہ خوانی
باغباں شاہد گل باش ہمیں رنگ وفا
از گل باغ کجا شانہ شد بوے دغا

اختتام :

ہنر جو صفر ہوا وہ خدا کا مل ؟
ایا وہ لعل کوئی سچا ہے لاثانی ؟
اس ذہنیت کلے ایسے بننے لئے سخت سوسوال ؟
اوس کا جواب دینے نیں کس کو لب ہے مجال ؟

اس بیاض میں حسب ذیل شاعروں کے اردو اور فارسی منظومات شامل ہیں ۔

۱۔ سید برہانؔ ۲۔ رضاؔ ۳۔ امیرؔ ۴۔ ضارؔب ۵۔ عقلانؔ ۶۔ امکانؔ ۷۔ عاقلؔ ۸۔ قدسیؔ

اور ان کے شاگردوں کی منظومات شامل ہیں۔ لیکن برہان اس بیاض میں سید برہان کا کلام زیادہ ہے۔ برہان دکن کے ایک منقبت نگار شاعر ہیں، ان کی کچھ اور نظمیں اور مرثیے ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہیں (دیکھئے تذکرہ مخطوطات جلد اول ص ۲۹۳ جلد چہارم ص ۲۵۱۔ برہان کے متعلق ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور لکھتے ہیں۔

"سید برہان اللہ قادری قندھار شریف کے رہنے والے تھے۔ بعد کو اودگیر گئے اور وہاں سے حیدرآباد آئے۔..... ۱۲۹۰ھ سے قبل وفات پائی۔ ان کے شاگردوں نے بھی اپنی نظموں میں ان کی غیر معمولی تعریف و توصیف بیان کی ہے۔"

اس بیاض میں کچھ طویل منظومات بھی شامل ہیں۔ اس طرح یہ مخطوطہ ایک کتاب نہیں بلکہ کئی کتابوں کا مجموعہ ہے۔ مگر اس میں ایک اہم نقص یہ ہے کہ ہر شاعر کا کلام الگ الگ اور مسلسل نہیں لکھا گیا۔

روایت ابوشحمہ :۔ یہ سید برہان کے شاگرد امکانؔ کی ایک منظوم داستان ہے جس کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے۔

اے دل اول تو حمد خالق کر	بعد نعت جناب پیغمبر
لکھ روایت کوئی نرواسی کتاب	جسکی تعریف سب کریں احباب

اختتام کے اشعار یہ ہیں۔

جو ہے اون کی تو ثنا کا بیان	ہوئے تحریر تجھسے کیا امکان
ہیں ترے شعر سنہر طان	از طفیل اسم سید برہان
حق تعالیٰ انھیں رکھے شاداں	ملے جنت میں ان کو خاص مکاں
ترے یہ شعر گوہر اشعار	مدح خوانوں میں ہے تشہر اظہار

یہ مثنوی تقریباً ۱۹۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ اسی موضوع پر گولکنڈہ کے آخری دور کے ایک شاعر اولیا نے بھی ایک مثنوی لکھی تھی جس کے متعدد نسخے ادارہ ادبیات اردو۔ کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔

روایت عباس :۔ از ضاربؔ۔ یہ مثنوی ستر اشعار پر مشتمل ہے۔

اختتام :۔

جب چلے دن کو حضرت عباس گھر میں ہوتا ہے رخصت عباس
رکھ دے تو تو قلم کو اے غالب اشک آنکھوں سے اب بہا غالب

۱۱۸۴۔ مجلس دہم۔ مصنف نامعلوم

ورق ۲۶۔ مسطر۔ ۱۶ سطری۔ خط۔ نستعلیق شکستہ سائز ۵½" × ۹¼"
زمانہ تصنیف۔ قبل سنہ ۱۲۵۰ھ۔

آغاز :

دہم مجلس کا اب کھول بجبر دفتر
کہ جس کی سطر ہے یک صور محشر
ہو جب صور سے محشور عالم
ہر یک ہے سطر اس کی محشر غم
نہ سمجھو ایک دن ہوگی مصیبت
ہر یک ہے سال ہمہ روز قیامت

اختتام :

سر سرور کہ برتی لیں سناں پر
کہ جیوں خورشید نوک کہکشاں پر
جو کوئی دیکھا سو کہتا تھا بر فتنا
نگر نکلا ہے خورشید قیامت
ہیں معروز شاہان دل پسند است
سخن را ہر دو عالم سربلند است

اس بیاض کی ابتداء میں سرخ روشنائی سے مجلس دہم لکھا گیا ہے اور بسم اللہ کے بعد دسویں مجلس کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا کتاب کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے شاعر کا نام سال تصنیف یا کاتب کا نام ہو سکے۔

۱۱۸۵۔ بیاض (پنجابی)

اوراق ۲۸۔ مسطر۔ ۱۷ سطری۔ خط۔ نستعلیق سائز۔ ۷ × ۱/۲ ۱۲
زمانۂ تصنیف ۱۳۰۰ھ

آغاز :۔
"پوچھا کہ بیٹے جی ہلتے کیوں ہو کہا کہ ڈگا ئی جائیں ہلے جاویں کہا اری بابا تو نے
پنجابی بھاکھا سنی ہے تو کہا دو بابا جن دی لکڑی
کل ستڑی مت چھیڑ :: تجے پرانی کی بڑی تو اپنی آپ نیبڑ"

اختتام :۔
اشلوک دیگر
آسکات سنک دوشی نا ستے چاپتے برما
اگرا تری پر سنگی نا کا اشٹ کنڈ ابر شمہا
اشلوک چھہ اوتار

اس بیاض میں ابتدا میں پنجابی میں ایک نثری رسالہ ہے جس کے درمیان کچھ دوہرے ، کبت جوتنا ، اشلوک بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد درمیان میں نقل فقیر آزاد کی ایک سرخی لگائی گئی ہے اور سوال جواب کی شکل میں اشعار لکھے گئے ہیں اس کے بعد نقل مانو گوجری کے عنوان کے تحت گجری زبان میں ایک رسالہ ہے اور آخر میں حسب ذیل عنوانوں کے تحت اظہار خیال کیا گیا ہے۔

۱۔ افیونی نامہ ۲۔ حقہ نامہ
۳۔ تعریف مٹھائی کی رنڈی کی۔
۴۔ تعریف دکاری کی رنڈی کی

بیاض کے آخر میں چند غزلوں کے علاوہ حسب ذیل منظومات بھی شامل ہیں۔
مرثیہ نامہ۔ کبت عربی۔ غزل برزبان پوربی۔ دوہرے بھجن۔ اشلوک وغیرہ۔

مجموعہ رسائل۔

۱۱۸۶۔ ۱۔ احوال قیامت۔ مصنف: نامعلوم

ورق۔ ۷ ۔ سطر۔ ۱۶ سطری سائز ۶"×۴½"۹ ۔ زمانہ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

آغاز:۔

"جناب پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب وقت اسرائیل علیہ السلام پہلی دفعہ صور پھونکیں گے سب لوگ اسی وقت مر جاویں گے۔ پھر جب دوسری دفعہ صور پھونکیں گے تو تمام خلایق گور کے بھیتر سے سر باہر نکالیں گے۔"

اختتام:

"الہیٰ ہم کو نیکی کرنے کی توفیق دے کہ سب کی محبت دل سے بھولا کہ تیری ہی محبت میں رہیں اور تیرے رسول محبوب کے پیچھے کی پیروی کیا کریں اور فرماتے پر جان و دل سے حاضر رہیں تاکہ قیامت کے میدان میں خجالت نہ اٹھاویں وہاں کی سختی اور عذاب سے چھوٹیں۔ یارب العالمین بحرمت سیدنا وشفیعنا محمد و آلہ و اصحابہ الامجاد تمام شد"

اس مختصر رسالے میں جیساکہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے قیامت کے احوال بیان کئے ہیں۔ اور نیک اعمال کی تلقین کی گئی ہے۔

اس رسالے کے فوراً بعد اچانک "سنتوں کے بیان میں" کی سرخی کے تحت ایک نیا رسالہ شروع ہو جاتا ہے۔ تین اوراق پر مشتمل اس رسالے میں قرآن شریف کو پڑھنے، سمجھنے اور رسول اللہ کی پیروی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ایمان اللہ اور رسول پر لاکر یہ ڈھونڈے کہ اس دین میں کون کون کام کرنا چاہیئے جس سے اللہ اور رسول کی رضامندی حاصل ہو۔"

اختتام: جس نے ایک گھر بنایا اور مقرر کیا اوس میں کھانا کھلاتا اور بھیجا بلانے والا لوگوں

کے کھانے کو پھر جس نے مانی بلانے والے کی بات وہ داخل ہوا گھر میں اور کھایا کھانا اور جس نے نہ مانی اس کی بات نہ داخل ہوا گھر میں۔"

۱۱۸۷۔ ۲۔ ترجمہ الکبایر بعون المعین المتعال۔ مصنف: نامعلوم

اوراق ۷۷۔ مسطر۔ ۱۸ سطری۔ سائز ۶" × ۴½ زمانہ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

آغاز:

"دوسرا باب ماباپ کی نافرمانی اور رنج دینے کے عذاب میں اور فرزند اں کا حق ماباپ پر ہے سو بیان پر"

اختتام:

"تمت ترجمہ الکبایر بعون المعین المتعال جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم وعلی جمیعہ ذالجود والکمال وعلی آلہ الماجدین ذالکرم والافضال وعلی صحبۃ الفایقین بالعلم والنوال"۔

اس رسالہ کا ایک اور نسخہ ادارہ میں موجود ہے دیکھئے مخطوطہ نمبر ۱۹۸۲ "رسالہ فرائض" یہ رسالہ حسب ذیل بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تمام ابواب سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

۱۔ باب اول: دربیان عذاب بہتان و ترک کنندگان نماز و فضیلت وضو وآں۔
۲۔ دوسرا باب:۔ ماباپ کی نافرمانی اور رنج دینے کے عذاب میں۔
۳۔ تیسرا باب:۔ زنا حرام کے بیان میں۔
۴۔ چوتھا باب:۔ مرداں مرداں کے سات، عورتاں عورتاں کے سات مشغول ہونے کے عذاب کے بیان میں۔
۵۔ پانچواں باب:۔ مرد کا حق جورو پر ہے سو بیان میں۔
۶۔ چھٹا باب:۔ جورو کا حق مرد پہ ہے سو بیان میں۔
۷۔ ساتواں باب:۔ آپ کو آپ مار لینے اور ناحق دوسروں کو قتل کرنے کے اور پیٹ گرا کر بچوں کو مارنے کے عذاب کے بیان میں۔

۸۔ آٹھواں باب: بیان لینے دینے کے عذاب میں
۹۔ نواں باب: شراب خوار کے عذاب کے بیان میں۔
۱۰۔ دسواں باب: زکات نہ دینے کے عذاب کے بیان میں۔
۱۱۔ گیارہواں باب: رونے پیلانے کے عذاب میں۔
۱۲۔ بارہواں باب: کبایر گناہ اور تنبیہ الغافلین کتاب کے خلاصہ کے بیان میں۔

۱۱۸۸۔ ہفت عروس　مصنف: شاہ سعید الدین

ورق: ۷　سطر۔ ۱۸ سطری　زمانہ تصنیف ۱۲۳۵ھ / ۱۸۲۰ء
سائز ۶" × ۹½"

آغاز:

" حمد وثنا اس شہنشاہ کو سزاوار ہے کہ جس نے مٹی خاک سے آدم کو بنایا انی جاعل فی الارض خلیفۃ کی خلعت عنایت کی اور فرش زمین کو عالم سے مجلس افلاک کو ستاروں سے زیب و زینت بخشی "

اختتام:

" ماتا کہی یہ کیا تو دیوانی بات کرتا ہے تیرا باپ آفتاب سا مشہور ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا دوسرے کی کیا مقدور جو اس ملک پر نظر کرے ایسی بے معنی بات مت کہ کر تب بادشاہ غضبناک ہو کر تروار کھینچی "

یہ داستان امیر خسرو کی تصنیف "ہشت بہشت" کے ترجمے پر مبنی ہے جس میں بہرام گور کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ناقص الآخر اس نثری رسالہ میں پہلے خدا اور رسول کی حمد و نعت بیان کی گئی ہے اور بعد میں سبب تالیف کے بارے میں مصنف نے لکھا ہے:

" اب کمترین شاہ سعید الدین کہتا ہے ایک روز خاطر میں آیا کہ بہرام کے قصے کو جو امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مانند جواہر روشن کے نظم کے رشتے میں پرو کر ہشت بہشت نام رکھا ہے اور دروازے معرفت و عرفان کے کھولا واقعی اسم بامسمی اس کے مطالعہ سے بہشت کی سیر حاصل ہوتی ہے ہندوستانی میں ترجمہ کروں تا ہندی کے شائقو

کو کام آوے اور اس حکایت رنگین اور مضمون دلنشین سے دل بہلاوے چنانچہ
اس ایام میں سرداران کی قدردانی کے باعث ہندی کتابوں کا چرچا ہوا اس واسطے سنہ
۱۲۲۵ھ بارہ سو پچیس ہجری اور اٹھارہ سو تیس عیسوی میں اس کو ترجمہ کیا اور اس
کتاب کا نام "ہفت عروس" رکھا"
امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت کا غلام احمد شاہ جہاں آبادی نے بھی اردو میں ترجمہ کیا ہے جس
کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں موجود ہے (دیکھئے فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ
جلد اول صفحہ ۱۵۲)۔

۱۱۸۹۔ رسالہ فرائض مصنف: نامعلوم

ورق ۳۵۔ سطر۔ ۱۲ سطری۔ زمانہ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ
سائز ۶" × ½۹"۔ ناقص الاول و آخر

آغاز:

"چنانچہ ابی ہریرہ رض نے کہا فرمایا علیہ السلام نے دین غالب رہے گا جب تک لوگ
شتابی کریں گے روزہ کھولنے میں کیوں کہ یہود اور نصارا تو قف کرتے ہیں
اوس میں"۔

اختتام:

"عورت کو مرد کی صورت اور مرد کو عورت کی بنانا عورت کو عورت سے کشتی لڑنے
بیوہ عورت کو نکاح ثانی سے باز رکھنا"

اس رسالہ میں روزہ نماز اور دوسرے مذہبی مسائل کو احادیث کی روشنی میں سمجھایا گیا ہے۔
یہ تمام رسالے ایک ہی مخطوطہ میں محفوظ ہیں جنھیں ایک ہی کاتب نے لکھا ہے۔ اس رسالے کے
اختتام کے بعد تین اوراق پر کچھ یادداشتیں اور ابیات لکھی گئی ہیں۔ موجودہ حالت میں یہ مجموعہ اس
طرح ختم ہوتا ہے۔

"ترجمہ حضرت نے فرمایا میں پیدا ہوں اللہ کے نور سے اور میرے نور سے ساری
مخلوق ہے"۔

۱۱۹۰۔ مجموعہ رسائل مصنف نامعلوم

ا۔ ترجمہ چہل حدیث

اوراق ۹۶۔ مسطر ۱۳ سطری۔ زمانہ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ سائز ½۶ × ½۱۰
خط۔ عربی عبارت خط نسخ میں اور اردو خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے۔ ناقص الآخر

آغاز:

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فرد حفظ اربعین حدیثا من امتی یبعثہ اللہ تعالی یوم القیمۃ فقیہا عالما ترجمہ فرمایا اللہ کے رسول نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو کوئی پڑھے یا یاد کرے۔ چالیس حدیثاں میرے امت سیں اٹھاوے گا اللہ تعالی قیامت کے فقیہ عالم۔"

اختتام:

"دل کو الفت دینے والی ہے اور رحمت کوں۔۔۔۔ نین والی ہے اور اسمان کے گئے ہے اور میزان کوں بھارے کرتے ہیں۔"

اس کتاب میں پہلے خط نسخ میں حدیثیں لکھی گئی ہیں اور اس کے بعد خط نستعلیق میں دکنی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

کتاب کا نام سرخ روشنائی سے چہل حدیث لکھا گیا ہے مگر اس میں ۲۹ حدیثیں ہی موجود ہیں۔ اس کے بعد کے اوراق غائب ہیں۔ چونکہ یہ رسالہ ناقص الآخر ہے اس لئے مترجم کا نام، سال کتابت، اور کاتب کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ چہل حدیث کا ایک مخطوطہ انجمن ترقی اردو پاکستان کے کتب خانے میں[1] ایک مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں[2] (مترجم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں[3] اور دو مخطوطے سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی نے چہل حدیث

---

[1] دیکھئے مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان (جلد دوم) صفحہ ۵۵
[2] تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو (جلد اول) صفحہ ۲۸۷
[3] اسٹیٹ لائبریری کے اردو مخطوطات (جلد دوم) ۲۴۳، ۲۲۸

۲۔ سوانح آنحضرتؐ

اوراق ۸ ۔ سطر ۱۴ سطری ۔ ناقص الاول و آخر ۔ سائز ۔ ½۴ × "۶ ½۴ ۔ ۱۰"
خط ۔ نستعلیق ۔

آغاز :
" اور حرم میں سب بڑے حرم ماریہ قبطی تھے اور ذات میں حبش تھے اور ابراہیم ماریہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور باقی بچے بی بی خدیجہ سے پیدا ہوئے ۔"

اختتام :
" اور بھی نوالے کی بھوک ہوتی تو سوا نوالے کھاتے تھے جیسا کہ حدیث من ..."
اس مختصر رسالے میں آنحضرت کی حیات طیبہ بیان کی گئی ہے ۔

۳۔ مسائل فقہ

اوراق ۲۴ ۔ سطر ۱۲ سطری

آغاز :
" گر گئے تو وہ مسح ٹوٹا نئے سر سے وضو کرتا کہ زخم سوکھ کر گرے تو مسئلہ کہ ہو زخم نہیں سوکھا اور پٹی جھڑے یعنی پٹی گرے تو مسح نہیں ٹوٹا سمجھنا " ۔

اختتام :
" ہر دو گانے کے بعد سلام کے بعد یہ پڑھے یا کریم المعروف یا قدیم الاحسان واحسن الیک باحسانک القدیم " ۔
اس رسالے میں فقہ کے مسائل بیان کئے ہیں ۔

۴۔ حکایت

اوراق ۵ ۔ سطر ۱۳ سطری

مسائل فقہ کے بعد اس کتاب میں چار سطریں لکھی اور رسالے کی آگئی ہیں اور اس کے بعد سرخی سے " حکایت آوردہ اند" لکھا گیا ہے اور ایک حکایت بیان کی گئی ہے۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

" کوئی سوداگر شادی کرکے اپنے وطن جاتا تھا اور ایک بیچ جنگل میں پانی کا چشمہ دیکھ کر مقام کیا ایک ضعیف مرد درویش آن کر سوال کیا تتے جوان برائے اللہ تیری عورت، اللہ نام پر نہیں دیتا"۔

اختتام کی چند سطریں یہ ہیں:-

" فرشتے نے آن کر سوال کیا اللہ نام پر کوئی جان دیتا ہے اور اے سوال سنکر مردنے جان دینے کا قبول اور عورت نے اپنے سوال سنکے خدا رسول کے دیا دے اور دو نو مرگئے بادشاہ نے دونو کو مدفون کیا"۔ تم تماشد

۵۔ حکایت فارسی

اوراق ۹۔ مسطر ۱۲ سطری

آغاز:

راویان اخبار وناقلان آثار چنین روایت میکند کہ از شہر مغرب پس خلیفہ حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام"

اختتام:

" طیور وحش ذی روح میکرند لایق بود با این چشم تا ماگرستین بر عزت بے حطا کر ستین حوران زہر فاطمہ آغاز کردہ اند بر عزنہ رہاے جنت با داگرستین کمت تمام سر"۔

اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ کسی نے آنحضرت کے پاس تین لفظ بھیجے اور کہا کہ ' حضرت حضرت داؤد کا یہ معجزہ تھا کہ ان کے ہاتھ میں لوہا موم بن جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ اپنا عصا زمین پر ڈال دیتے تو وہ اژدھا بن جاتا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ اگر یہ تینوں باتیں کسی میں ہیں تو انھیں یہ لفافہ دیئے جائیں۔

کتاب کے آخر میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

"اس کتاب کے مالک عبد الرحمٰن ابن محمد جعفر ساکن شہر کنبھادہر کہ دعویٰ کند باطل و نہ منظور است"۔

۱۱۹۸۔ آثار محشر۔ مصنف: محمد علی تخلص محمد

اوراق ۱۰۰۔ تقطیع ۵½" × ۸½" مسطر ۱۱ سطری

اصل کتاب نثر میں تھی محمد علی نے اس کو منظوم کر دیا ہے۔ متعدد منظوم سوالات کر کے اس کے جوابات دئے ہیں جس میں قیامت کے آثار کے واقعات لکھے ہیں۔ ان میں روایتیں بھی ہیں اور حکایتیں بھی درمیان میں دو غزلیں بھی ہیں۔ ایک غزل شراب طہور کی تعریف میں ہے۔ جس کا مطلع اور مقطع حسب ذیل ہے۔

مطلع :۔ کہتے ہیں یوں راویاں اہل شعور — خبر مصطفیٰ اسے یہ مذکور

مختصر کر محمد اب یہ غزل — طول دینا اسے نہیں ہے ضرور

عنوانات کے اشعار علٰحدہ بحر میں ہیں اور ایک قصیدہ کی شکل بن جاتی ہے۔ چند عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس میں مرقوم ہے احوال خروج دجال — حسب اخبار صحیح و سند بے ہتا لیا

۲۔ اس میں مذکور ہے جو لشکر مہدی سے مسیح — جائے دجال کو ماریں گے بہ یک ضرب ملال

۳۔ مر ابتہ الارض کا سن ذکر جو اس عالم میں — آئیگا کوہ صفا سے بہ دلیل و برہاں

تخلص کا ایک شعر ہے :۔

اے محمد ہیں یہ قول بر محل — کہتے ہیں جو پند میں ضرب المثل

رسالے کے نثر میں ہونے اور اس کو نظم کرنے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

ہو چکا نظم رسالہ وہ جو تھا نثر تمام — اب مناجات و دعا ہے بجناب یزداں

منظوم رسالہ کا تاریخی نام رکھا ہے۔

دل میں یوں گزرا کہ اس کا نام جو | ہو مع تاریخ تو کیا خوب ہو
تب سروش نکو نے سن یہ کلام | رکھ دیا "آثار محشر" اسکا نام
۱۲۵۰ھ

ابتدا:

خاک سر پرش ادا تاج ریاست کیلئے | گوشۂ مجبریہ از تخت کے و افسرم
دیکھ قاروں کی طرف دیدۂ عبرت سے ذرا | لے گیا یاں سے نہ کچھ سر پہ بجز ما رندم

ترقیمہ:

الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ آثار محشر از تصنیف مولوی محمد علی متخلص بہ محمد در مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنو بمحلہ محمود نگر حلۂ طبع پوشید۔ نقل نمودہ از کتاب حضرت شیخ عظیم الدین صاحب ولد حضرت محمد سالار ملک التجار ساکن بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد بدست غلام نبی ولد محمد رضا مرحوم ملازم حضرت محمد نظام عرف مجھو لے صاحب سوداگر ابن حاجی صاحب مرحوم قلمی یافت۔ بتاریخ بست و سیوم ماہ محرم الحرام ۱۲۷۲ھ روز جمعہ بوقت یک و نیم پاس روز برآمدہ در دکان مجھو لے صاحب سوداگر ملک التجار اختتام یافت

اس صفحہ کی پشت پر فارسی کی ایک ناقص الآخر عبارت ہے اور اس کے بعد کے صفحے پر مغربی کی ایک غزل نقل کی گئی ہے۔ جس کے آخر میں صفر ۱۲۷۹ھ کی تاریخ درج ہے۔
اس کے بعد جمادی الثانی ۱۲۷۷ھ کی تاریخ کے ساتھ ایک ایسی لڑکی کی شادی کا واقعہ درج ہے جو دق میں مبتلا تھی اور شادی کے بعد انتقال کر گئی۔
یہ مخطوطہ نواب لیسین علی خاں صاحب ادارہ کے کتب خانہ میں داخل کیا ہے۔

۱۱۹۲۔ معجزہ نبی (فاختہ نامہ) مصنف: طالب

صرف تین اوراق ۔ اشعار کی تعداد (۶۳) تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ
یہ ایک ناقص نسخہ ہے جس میں صرف ۶۳ اشعار ہیں ورنہ اصل میں یہ تقریباً تین سو اشعار کی نظم ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ آصفیہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

ابتدا:

کیا معجزہ یک نبی خاص کا | دو عالم کے صاحب کے اخلاص کا۔

آخری اشعار :　یو مولود بر لو نبی پر ختم　　یو کلمہ نبی کا کہو دم بدم
کہو درود ہر صبح و شام　　درود بر محمد علیہ السلام

۱۱۹۳ - چار کرسی - مصنفہ عبدالحق

اوراق ۴ مسطر ۱۲ سطری تقطیع ″۶ × ″۸

ابتدا :- یو چار کرسی فرض ہے کہتا ہوں لبح کوں یاد کر　سیکنا مسلماں فرض ہے آکر اپے استاد کر
آخری اشعار :- جو یہاں سیکے بر حق اوسے دیدار حق مطلق دے
دکھلائے عبدالحق اوسے کس سن ہے ......
غفار کا ایک قصیدہ اس کے آخر میں تحریر ہے جس کی ردیف "آسرا دینا" ہے۔

۱۱۹۴ - دوازدہ مجالس - مصنف : محکم

اوراق ۱۵۳ مسطر ۱۱ سطری تقطیع ″۶ × ″۸

تاریخ تصنیف : مابعد ۱۲۵۰ھ - کاتب : مولود بیگم - مقام کتابت حیدرآباد - کاغذ دیسی
یہ محرم کے بارہ دنوں کے لئے اپنے دوستوں کی فرمائش پر محکم نے یہ بارہ مجالس نظم کئے ہیں۔ ہر مجلس کا عنوان سرخی سے لکھا گیا ہے۔ مجالس کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے ایک محضر نامہ ہے عنوان ہے۔ محضر نامہ کے جناب رسالت حضرت محمد مصطفیٰ بہر شفاعت امت بجناب الٰہی نوشتہ۔

مجلس اول :- در وفات حضرت محمد مصطفیٰ ؐ
مجلس دوم :- در شہادت و وفات حضرت فاطمہ زہرہ علیہ الصلوٰۃ
مجلس سوم : در بیان شادی و جنگ حضرت علی ولی امیر المومنین علیہ السلام۔
مجلس چہارم : در بیان شہادت بر کلفت حضرت امام ہمام یعنی حسن علیہ السلام
مجلس پنجم : روانہ شدن جناب حضرت امام حسین علیہ السلام بہ کوفہ
مجلس ششم : در بیان روانہ شدن حضرت حسین علیہ السلام بہ کربلا
مجلس ہفتم : در بیان حضرت قاسم

یہ مجلس میر محب علی محب نے لکھی ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے۔

محب اس غم سے جو کرتے ہیں زاری بر آوے ان کی سب امیدواری

مجلس ہشتم: دربیان حضرت عباس۔ از محکم

مجلس نہم: دربیان شہادت حضرت علی اکبر و علی اصغر

مجلس دہم: دربیان شہادت امام حسین و عبداللہ بن حسین علیہ السلام

مجلس یازدہم: رفتن اہل بیت بہ ملک شام

مجلس دوازدہم: درآمدن سرہائے شہیدان کربلا مکہ و مدینہ و ماتم امام حسین علیہ السلام۔

محکم نے اپنا تخلص ہر مجلس کی ابتداء میں استعمال کیا ہے۔ چنانچہ ذیل کے اشعار سے واضح ہوگا۔

یہ غم شاہ نجف کا وہ ہے محکم کہ جس غم سے ہوئی پشت فلک خم (تیسری مجلس)

اٹھا کر ہاتھ اے محکم دعا کر بہ بارگاہ حسن فرزند حیدر (چوتھی مجلس)

اے محکم ختم کر یہ غم کے ابیات شہیدوں کے تو اوپر کہہ کے صلوات (پانچویں مجلس)

اے محکم غم کو یاں سے مختصر کر کہ کہہ صلوٰۃ عباس و علی پر (آٹھویں مجلس)

ہو مقبول اب میری عرض محکم غم شبیر بن ہوئے نہ کچھ غم (نویں مجلس)

غذا اول کو کب محشر کا ہو غم حسین ابن علی.... میں میں محکم (دسویں مجلس)

یہاں ہے عرض محکم کی الٰہی بروز حشر ہو میری رہائی (گیارہویں مجلس)

اس طرح اس نے اپنا تخلص متعدد بار استعمال کیا ہے۔ افسوس ہے کہ کسی تذکرہ میں اس کا ذکر نہیں۔ آخر میں وہ لکھا ہے کہ وہ مرثیے لکھتا اور پڑھتا رہا ہے۔ اس کے ایک دوست اکبر تخلص نے اس کو دوازدہ مجالس لکھنے پر راغب کیا۔ اس کا تاریخی نام "روضۃ راہ " ہے۔ آخری لفظ کرم خوردہ ہے اور پڑھا نہ جاسکا۔

۱۱۹۵۔ مولودنامہ۔ از شاکر

تعداد اشعار تقریباً ۱۲۵۰۔ اوراق ۸۶ سطر ۱۶ سطری۔

شاکر کے متعلق کوئی علم نہیں۔ اس نے اپنے احباب کی فرمائش پر یہ مولودنامہ لکھا ہے۔ سنہ ۱۲۵۰ھ کے بعد کی تصنیف ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ عربی اور فارسی میں مولودنامے بہت ہیں۔ اس لئے میں نے دکھنی میں مولودنامہ لکھا ذیل میں دیے گئے اشعار سے معلوم ہوگا۔

ابتدا: کروں ابتدا میں بنام خدا کہ اوہے فہم ہور (و) ہم سوں جدا

سرانا صفت حمد اس پاک کوں — جنے جیو دیا ہے مٹی خاک کوں

تخلص: تو شاکر ہو کر شکر کر مدام — سدا ذکر بن اس کا نہ کرنا کلام
خدیا میں کلکتا ہوں اج کن مدام — نبی کا سو مولود بولو تمام
مرے پر تو ں کرنا کرم کی نظر — جو دکھنی زباں سوں کہوں سربسر
شرع لطف تے بھجوں دیا یو خبر — تو دکھنی سوں مولود کر سربسر
ولیکن یو دکھنی سوں مولود نیں — تفحص بوئی بسیار کہتا ہوں میں
عربی سوں مولود نہ بسیار ہے — وبھی فارسی سوں کتابی بھے
عربی کا ہے فارسی بہوت بسیار — نہیں کیں یو دکھنی ہوا آشکار
سینیں گے ہر یو جسے خواص عام — سو شاکر ہو رہیں گے محباں تمام
توں مولود کا سن بنا اے عزیز — سینے پر ہوے خوش سب اہل تمیز

آخری اشعار: ہو شاکر تو یو نظم پورا کیا — شفاعت کی امید دل میں دھریا
یو شاکر کمینہ ہے امیدوار — نبی کی شفاعت دے تیرا دیدار
نہیں دل میں میرے ہور کچ کام — اصلواۃ شاکر توں ہو صبح شام
یو مولود سب کوئی سنیں گے اگر — تو شاکر ہو فاتحہ پڑو زود تر

۱۱۹۶۔ ترتیب الصلواۃ۔ محمد بن احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

ناقص الآخر:

مولف محمد بن احمد زاہد نے فارسی جاننے والوں کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا ہے تاکہ عوام نماز پڑھنے کی طرف راغب ہوں۔

اس رسالے کے تین حصے کئے ہیں۔

پہلا حصہ:۔ در آنستن کہ نماز فریضہ است از بیان قرآن و حدیث و اجماع امت در بیان فریضہا وسنت ہا و واجبات ومستحبات و آداب ومکروہات

دوسرا حصہ: در بیان طہارت نماز

تیسرا حصہ: در بیان ...... کہ وضو را تباہ کنند و در بیان ......کہ نجاست ہا است

ہر حصے کی علحدہ علحدہ فصلیں ہیں۔

اس رسالہ کا آغاز اسی بیاض میں ورق ۲۳۰ ب سے ہوا ہے اور تین صفحے کے بعد کے اوراق ندارد ہیں۔

آخری تین سطور حسب ذیل ہیں۔

این عذاب کے راست کہ یک نماز فوت کند و بعد از ان قضا کند لس دانی کہ ہر آنکس کہ نماز نگزارد و حال و چگونہ شد۔ پس بایے داشتن نماز فریضہ است در وقتا ہر کہ —

اس کے بعد ایک صفحہ ہے۔ حسینی پیر کے ذیل کے صرف چار اشعار تحریر ہیں۔

لذت بلا کی چاکھ الپس کو تب بارکر خاموش من کے من میں رہیں . . . .

ہیں دستگیر پیر قلندر فقیر پاک مولا کی ذات پاک تے رہتیا فقیر

سب مرشداں کے تاج حیات النبی رسول ان کا کرم کیا ہے مجھے رہنما فقیر

شہباز کا کرم ہے حسینی فقیر پر مولا کی رکھ رہتا یہ طلب قادر فقیر

حسینی تخلص کے بیجاپور میں دو شاعر ہیں۔ ایک حسینی امین الدین اعلیٰ کے مرید اور خلیفہ ہیں اور دوسرے حسینی شہباز کے مرید و خلیفہ ہیں۔ شہباز حسینی حضرت خواجہ بندہ نواز کی اولاد سے ہیں اور وہ خود بھی شاعر تھے۔ وہ حضرت ہدایت اللہ حسینی خلیفہ جنید ثانی کے پوتے اور مرید ہیں۔ ان کا سلسلہ بیعت سید حسینی فرید، سید شہباز شاہ حسینی مرید ہدایت اللہ حسینی اور وہ مرید جنید ثانی اور وہ سید راجے محمد گیسو دراز اور وہ حاجی سید اسحٰق حسینی اور وہ حضرت برہان الدین جانمؒ کے خلیفہ ہیں۔ الی کا عرس

اس کے بعد ۲۳۱ (ب) اور ۲۳۲ (ب) میں ایک فارسی رسالہ تحریر ہے۔ یہ توحید اور معرفت سے متعلق ہے۔ دو صفحے کے بعد یہ نامکمل رہ جاتا ہے۔

ابتدا: قال اللہ تعالیٰ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ ای لیعرفون معرفت طہارت ست بر سبیل اجمال معلوم شدہ باشد کہ موجود حقیقی و فاعل مطلق اوست۔

انتہا: وصیت می کنم شما را بہ نیکوی یا کسے طالعہ ما دوست دارد و بلا زحمت ایشان را نہ بجہت آزمائش سوال یا طلب کرامات بالاکرد با عتقاد و اخلاص . . . . . باید آمد کہ سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ۔

آخری صفحہ پر لکھا ہے نسب نامہ مرشد پاک حضرت شیخ احمد قدس اللہ سرہٗ

پیر دستگیر حضرت شیخ احمد صاحب بن محمد حسن مدنی بن مولانا محمد عیسیٰ بن مولانا محمد موسیٰ بن مولانا صدر جہاں

وفات ایشان نہم رمضان وفات دوم ربیع الاول وفات دہم ربیع الثانی

نام مبارک والدہ مرشد پاک بی بی راجی تمیرہ بنت میاں حسنی محمد بن میاں شاہ محمد بن حضرت شاہ وجیہ الدین۔

اس کے بعد کرسی نامہ ہے جو حسب ذیل ہے۔

سلطان العارفین حضرت شاہ وجیہ الدین علوی بن قاضی نصر اللہ بن قاضی عماد الدین بن سید عطا ملک بن قاضی معین الدین بن سید بہاؤ الدین بن سید کبیر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید بدر الدین بن سید علیم الدین بن سید بہاو الدین بن سید جمال الدین بن سید احمد بن سید منتجب بن سید مرتضیٰ بن سید امام محمد عریض بن امام محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین ابن حضرت امام حسین شہید دشت کربلا بن حضرت علی کرم اللہ وجہ۔

۱۱۹۷۔ ہدایت المبتدمین۔ مصنفہ سید امیر صاحب سہسوانی مدرس

اوراق ۱۱۔ مسطر ۱۷ سطری۔ تقطیع (۳۰×۱۸ سمر) کاغذ انگریزی خط روشن اور صاف

کاتب: محمد عبد الرزاق۔

مدرسہ عربی میرٹھ۔ مرتبہ: سید عبد الباری سہسوانی

اس رسالہ کی تصنیف کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ میرٹھ میں جی طامس جان کے دفتر میں ایک انگریز جان صاحب مامور تھے۔ وہ مسلمان ہوگئے۔ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوگئے۔ انھوں نے مروجہ رسوم مثلاً سوم، دہم، چہلم عرس وغیرہ کے تعلق سے تحقیق کروانا چاہا اور ایک سوال بنام امیر احمد صاحب سہسوانی کی خدمت میں بھیجا۔ انھوں نے اس کا جواب اس رسالہ کی شکل میں دیا اور یہ بتلایا کہ یہ رسوم بدعت ہیں۔

یہ رسالہ صفحہ ۱م ب سے شروع ہوتا ہے اور ورق ۵۲ ب پر ختم ہوتا ہے۔ خاتمہ حسب ذیل علماء کے کی نقلیں ہیں۔

امیر احمد نقوی، سید محمد نذیر حسین، محمد زین الدین۔ سید امیر حسن سہسوانی۔ عبدہ محمد قطب الدین محمد اسحٰق۔ محمد عبد الرحیم۔ محمد عبد اللہ۔ محمد علی۔ محمد تراب علی۔ سراج احمد ساکن خواجہ سید سبط احمد۔

ورق ۵۳ سے چند فتاویٰ ہیں جو سوالوں کے جواب میں دیئے گئے ہیں۔ یہ جواب فتوٰی کے آخر میں۔ محمد امداد حسین، محمد ارشاد حسین، اور محمد علاء الدین احمد احمدی کے نام درج ہیں۔ اور ایک فتوے پر ان کے

علاوہ حسین شاہ محی الدین محمد عبد القادر اور غلام قادر خاں کے نام تحریر ہیں۔

۱۱۹۸- جواز عید میلاد۔

اوراق ۵۷۔ تقطیع ۲۳ × ۲۲ (۲/۱ روبکار) کتابت بعد ۱۲۵۰ء۔ مصنف کا اصل مسودہ کتاب کا کوئی نام نہیں موضوع کے اعتبار سے یہ نام دیدیا گیا ہے۔ مصنف کا بھی کوئی پتہ نہیں چلتا۔ جا بجا فارسی کے نعتیہ اشعار مرقوم ہیں۔ اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے آیات، احادیث اور علمار کرام کے اقوال سے کام لیا ہے۔

ابتدا: سورہ التوبہ کی آخری آیات "لقد جاءکم ... الخ تحریر ہیں اور پھر اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے یعنی آیا تمھارے پاس رسول جالنوسے دشوار ہے ان پر کہ تم شمتی میں پڑو حریص ہیں تم پر میری شفقت و مہربانی کے مومنین پر۔

اختتام:

وجود عالم میں پہلے آدم علیہ السلام اور جبریل علیہ السلام نے غور خدا کو دیکھا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر ایمان لائے اور سب امت نبی آخر الزماں کا وہی کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور امر زبان ہے جب تک یہ کلمہ سکہ محمدی باقی ہے جب تک سرکاری حیات و حکومت باقی ہے۔

۱۱۹۹- ملفوظات غلام محمد شاہ المتخلص بہ رکن

۵ اوراق۔ تقطیع (۲۲ × ۱۶ سمر) خط شکستہ آمیز نستعلیق۔ تاریخ کتابت ۱۳۲۶ھ ہے

یہ ملفوظات غلام محمد شاہ رکن کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ ان ملفوظات کا تعلق تصوف سے ہے۔ پہلا ملفوظ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ کو بیان ہوا ہے جو ذکر اور فکر سے متعلق ہے۔ دوسرا ارشاد ۲۹ ذیقعدہ کو ہوا جس میں ذکر کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ ۲۰ ذی الحجہ کو تیسرا ارشاد ہوا ہے جس میں قلب اور مراقبہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد لطایف عشرہ کا بیان ہے۔ بعد کے ارشاد میں ولادت اولیٰ اور ولادت ثانی کی تعریف کی گئی ہے اور مثالوں سے سمجھایا گیا ہے۔ آخری ارشاد میں سالک کی تعریف کی گئی ہے۔

ابتدا:

ارشاد مرشدی حضرت غلام محمد شاہ صاحب رکن تخلص بتاریخ ۲۱ ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ

ایک ذکر ہے اور ایک فکر ہے۔

اختتام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ و غزوات سے کفار کے فتح کر کے مدینہ منورہ میں آتے تو آپ فرماتے۔ رجعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر

آخری صفحے پر اسی خط میں دعائیں اور دواؤں کے نسخے لکھے ہیں اور بتلایا ہے کہ یہ حافظ میراں صاحب نے لکھا ہے۔ یہ مسجد فیل خانہ حیدرآباد میں لکھی گئی ہے۔

۱۲۰۰۔ معجزات نبی مصنف۔ عالم بیجاپوری

اوراق۔ ۵۵ مسطر ۱۵ سطری کاغذ دیسی کتابت بارہویں صدی ہجری اول و آخر ناقص درمیانی اوراق میں کچھ کاغذ چپیاں۔

معجزات نبوی کو منظوم شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ عالم نے اس مثنوی میں اپنا تخلص متعدد بار استعمال کیا ہے مثلاً:

الہی طفیل علیہ السلام۔ توں عالم کوں دے زہد و تقویٰ تمام

الہی بحق صحابہ کرام۔ مراداں کوں عالم کے دے انصرام

الہی کرم سوں امامین کے۔ دے عالم کوں کس فن میں دارین کے

تو کیوں حق میں تس مغفرت کا خیال۔ ہمیں عالم پہ کونا کہو تم ابتال

الہی طفیل نبی نیک ذات تو عالم کوں دشمن نے دے یوں نجات

عالم نے اپنی اس مثنوی میں عنوانات نثر کی شکل میں دیے ہیں۔ اور ان تمام عنوان کے اشعار کا مجموعہ ایک قصیدہ کی شکل اختیار کرتا ہے۔ چند عنوانات حسب ذیل ہیں۔

یو اد بیان یک شخص نے غافل اتھا صلوٰۃ سوں

آزردہ پایا خواب میں دل سید ابرار کا

یو او کبوتر کے بچے ہور ماں کوں اس کے دام سوں
لایا پکڑ کر یک عرب حضرت انگے کو ہشیار کا

یو او بیاں توراۃ میں پایا سو نعت مصطفیٰؐ
نکلیا یہودی چھوڑ گھر ملنے اُ تن ایک بار کا

عالم کہتا ہے کہ اس کی نظر سے عربی زبان میں ایک کتاب گزری جس میں حضرت صلعم کے معجزات تحریر تھے دوستوں نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا اور میں نے یہ کام شروع کیا۔ اس میں ڈیڑھ سو معجزے تھے۔ اس میں سے اس نے چالیس کا انتخاب کر کے انھیں منظوم کر دیا۔

عربی یو تھی اصل میں سب کتاب	نکوئی اس کو پڑتے تھے بے حجاب
بزاں اس کوں لے میں کیا سیر جب	عجائب دسے معجزے اس میں سب
اتھے ڈیڑھ سو معجزے اس منجہار	کیتا اس تے چالیس میں اختیار
نبی کے تو ہیں انگنت معجزات	کیوں سکے تو کوئی نیں ہے ممکن یو بات

قدیم شعرا نے جس طرح اشعار کی خوبیاں بیان کی ہیں۔ عالم نے بھی خوبیاں بیان کر کے معترضین سے خطاب ہوا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ اصلاح دے سکتے ہوں تو دیں ورنہ خاموش رہیں فضول اعتراض کرنے سے فائدہ نہیں۔ نصرتی اور ہاشمی جیسے عظیم شعرا پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں تو میرے اشعار کی کیا قدر ہو سکتی ہے اگر کوئی احمق اعتراض کرے تو اس کی بات کو گوز شتر سمجھنا چاہیئے۔

عالم کی یہ مثنوی ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے اور یہ حصہ برجستگی اور روانی میں اس کی شاعری پر دال ہے اس کا ایک طویل حصہ پیش کرنا مناسب ہوگا۔ اس کے عنوان کا شعر ہے۔

یو او بیان معجزہ فضل خدا ہور بھی طفیل مصطفیٰؐ
کیتا مرتب معجزے پڑنے کوں جگ سنسار کا

جو ہیں صاحب طبع الفاف داں	کریں دل اتھے جم سیر ہفت آسماں
دیکھت سوں ہریک کا کہیں دل کی بات	نکالیں ہر یک حرف سوں سو نکات
یو ہے عرض اب ان کی خدمت منجہار	کہ رنج خوشہ چیں پر رکھینگا پیار
اک حرف یا بیت ہوئے کم زیاد	دے اصلاح کرنا بھلائی سوں یاد
ہر یک خطا سہو تے ہے بشر	لکر آپ کئے ہیں بنی نامور
کیا ہوں لکر معجزات نبی	رکھو پیار رنج پر مسلمان سبھی

اگر بیت یک اس میں آدے پسند　　تو کو آفریں ہے یہ سعدی کا پند

چو بیتی پسند آیدت از ہزار　　بمردی کہ دست از نصیحت مدار

سکت جس کوں ہے کچھ تو اصلاح دیو　　دگرنیں تو چپ کس کا مت ناؤں لیو

مقرر یو بعضی ہے لوکاں کی چال　　کہ ہر بات میں چپ انھیں سوں کوں ڈال

پچھے شعر کے فن میں املا خیر　　تو یے بربرا چپ انھیں بول کر

کہتے اس میں کر دل سوں حرفاں تغیر　　پڑیں سر کو کر پاتوں پانواں کوں پیر

اگر حرف کاتب سوں ہوے کم زیاد　　تو کرتے بدی توں مصنف کوں یاد

مصنف بچارے لو کیا حرف ہے　　جو کوئی بد کہے سو چو کم ظرف ہے

کو انا تو ہرگز یچ آتا نہیں　　سرانا الپس اپ سمجھاتا نہیں

سخن ہے مرا نزد اہل شعور　　گنا مجکوں نادان سوں کیا ضرور

جو نادان بولیا بھلے کوں برا　　تو عالم نہ کر دل اپس کھر کھرا

کہ دشمن کے بد کہنے کا کیا مجکوں ڈر　　نبی کے کرم کی ہے مج پر نظر

خدا کوں نہیں دشمناں چھوڑتے　　سے جو بوت کیا نسبتاں جوڑتے؟

محمدؐ کو کہتے تھے ساحر [illegible]　　تو مجھ سا رعاجز کا کیا ان کو ڈر

رکھے نصرتی سر کے شاعر یو بات　　کیا ... کہ ہندوی دیو ذات

کیا تو کہے شاعری کیا ہوا　　کہ جیوں کھود ڈونگر کوں لیایا چوا

زمانہ کہے ہاشمی کا سخن　　کہ جن ہے لطافت کے کھن کا رتن

جب ایسے رکھے شاعراں یو ادبول　　اُنو پایا ہیں مجھ شعر کیا پاسے مول

دسے میں کیا ہوں سو یک بد کا کام　　ادیکھاں کے موں بند کیا ہوں تمام

نبی کے بیا معجزیاں کی پناہ　　تو دشمن کی نیں چلتی مجھ پر نگاہ

دندیاں لگے لیکھتے تو ہویں جل کباب　　نہ سکتے ہیں کچھ مجھ سکیں کوں خراب

اگر خوب بنیں گے تو ایمان جائے　　ہر یک شخص کے مولاتے اور پچھے کو اے

پڑے آبرو میں خلل اس گھڑی　　دیگر غیب سوں تس پو آفت پڑی

بقول اس نگر مجکوں جو ہر چتر　　پو جو بات احمق کی گو ڈو شتر

اتا دشمناں کے تو دے سر پو خاک　　کرے گا خدا آپ ان کو ہلاک

نصیحت قول سعدی کی اب کر کے یاد درست اپنا تس پور کھ اعتقاد
مراں غنیمت ہیچ کس بر زبان کہ طاعت زغنیت قند در زبان
قول اب شعر کے اپنے مطلب کو ں بول بے نقد آفریں کا ئیوں سب تے مول
سخن کے مرے گوہراں شب چراغ دیکھت دوستاں سب ہوش باغ باغ
لگے ہات جن بے بہا نو رتن تو راکھے انے جیو سوں اپنے جتن

عالم نصرتی اور ہاشمی کا معاصر ہے۔ اس کا اور بھی کلام ملتا ہے۔ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں معجزات نبی کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا نسخہ بہت ناقص ہے اس میں صرف ۵۰۴ اشعار ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے تذکرہ اردو مخطوطات جلد پنجم صفحہ ۶۹ نشان ۹۲۹۔)

کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی میں حیات النبی ۸۴۰۔ وفات نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۸۲ھ) (۸۴۴) مرثیے (۸۹۵ اور ۸۹۹) بیاضوں میں غزلیں موجود ہیں۔ انجمن ترقی اردو ہند (دہلی) میں نشان سلسلہ ۹۶۷ نمبر کتاب ۴۳ پر شہادت نامہ کا ذکر ملتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالم بہت پرگو اور خوش کلام شاعر تھا اس نے اپنے کلام میں کبھی کی دل آزاری نہیں کی۔

۱۲۰۱۔ رتن پدم مصنف ضیاء الدین عبرت اور غلام علی عشرت

تقطیع ۲۲ × ۱۵ سمر۔ خط نستعلیق کاغذ دیسی اوراق ۱۱۶۔ مسطر ۱۳ سطری ناقص الآخر تعداد اشعار تقریباً تین ہزار۔

یہ کتاب کا دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا نسخہ پدماوت کے نام سے موسوم ہے اس کا ذکر مخطوطات کی پہلی جلد میں صفحہ ۱۸۸ پر آگیا ہے۔

ضیاء الدین عبرت رام پور کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے یہ داستان لکھنی شروع کی اور بارہ سو اشعار لکھ کر انتقال کر گئے۔ انھوں نے ابتدا میں اپنے کچھ حالات بھی دیے ہیں۔ عبرت نے دکنی مثنویوں کے انداز پر یہ مثنوی لکھنی شروع کی۔ عنوانات کے لئے قصیدہ کی شکل اختیار کی کہ اگر تمام عنوانات کو سلسلہ وار یکجا کیا جائے یہ ایک قصیدہ بن جائے۔ اور قصہ کا خلاصہ سامنے آجائے۔ چند عنوانات حسب ذیل ہیں۔ حمد کا عنوان ہے۔

ہر ایک صورت میں اگر وہ نیا جلوہ دکھاتا ہے۔ کہیں یوسف کہیں لیلیٰ کہیں عذرا بناتا ہے۔

مدح پیر کا عنوان ہے۔

کہاں سے تیری جوں پہنچے وصف ہے دل جواں میرا
رسائی کا وسیلہ پیر کو اپنے بناتا ہے۔

مدح امیر کا عنوان ہے۔

امیر وقت کی لکھا صفت یوں جو کہ عالم میں
نظر سے آسماں کی گر پڑے اس کو اٹھاتا ہے

استاد کی مدح کا عنوان

صفت استاد کی لکھنا مجھے لازم ہوا اے دل
کہ بے استاد بزم شعر میں الزام آتا ہے

اسی طرح عنوانات کے بائیس[۲۲] اشعار عبرت نے لکھے ہیں اور تیسواں[۲۳] شعر غلام علی عشرت نے لکھا ہے۔ کہانیاں لکھے، تو قصہ ضیاء الدین عبرت نے
اور اب شوق ہر دم مجھ کو یوں رغبت دلاتا ہے

عبرت نے دوران قصہ فارسی میں غزل کہی ہے۔ مقطع ہے۔

بان آفتاب عالم افروز
دلش عبرت بکف ساغر گرفتہ

عشرت نے بھی اس کی تقلید کی ہے۔ مقطع ہے۔

سر یہ بادشاہی سے ہے عشرت
مجھے خوش تیرے کوچہ کی گدائی

حمد و نعت کے بعد عبرت نے اپنے پیر سید حسن شاہ کی مدح لکھی ہے۔ کہتا ہے۔

سرد سر خیل مقبولان درگاہ
ہے اپنے عصر کا سید حسن شاہ

ان کی توصیف کے بعد امیر وقت فیض اللہ خاں کی مدح شروع کی ہے۔ چند شعر ہیں۔

لکھوں اب مدح فیاض زماں کی
خدیو عصر فیض اللہ خاں کی

کہاں ایسا جہاں ہوتا ہے پیدا
کر نوکر ہیں گے جس کے زہد و تقویٰ

نہیں ہے عہد میں ان کے کوئی یاں
دل عاشق سدا از نار نالاں

کسی کا ظلم نہیں دیکھا تھا ایسا
کہ نت ہے دست دنیا چلنا ہے پیسہ

میں اس کی خوبیاں کیا کیا بتاؤں
غزل یک فارسی پڑھ کر سناؤں

وہ غزل لکھی ہے جس کا مقطع اوپر دیا گیا ہے۔

اس نے اپنے استاد نواب محبت خاں محبت ابن حافظ رحمت خاں کی مدح کی ہے۔ اس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

مضامیں کس طرح کرتا میں ایجاد
نہ ہوتا گر محبت خاں سا استاد

کہوں کیا میں وہ نواب زمانہ ہے
قلم ہے سراسر نکتہ داں ہے

اصول و منطق ہے اس کی زباں پر ہے فن شاعرانہ اس کا جوہر
سخن کے مقسم کا ہے وہ فلاطون کہ اسکے ہاتھ میں ہے فیض مضموں
کرے اصلاح یاں تک وہ سخن کو کہ معنی آب ہو وے آفریں کو
غزل کے اس کے مطلب کو نظر کر خجل ہے مطلع خورشید انور
وہ مجھ کو نقشہ مضموں رنگیں کرے ہے منتظم جوں تقدیر دیں
دل و بازو و چشم اسکے ہیں عبرت سخاوت اور شجاعت اور مروت
خدا اس کو رکھے دلشاد دایم بحق پنجتن پاک معظم

استاد کے بعد اس نے اپنے مربی مصطفیٰ خاں کی مدح میں اشعار کہے ہیں۔

زہے نو بادۂ باغ جوانی چمن آرائے سرو زندگانی
رہے کیونکر نہ اس کا ہاتھ خالی کہ ہے رسم اسکی بخشش کی نرالی
کسی نے ایسا دیکھا ہے اولوالعزم کہ جانے عدم کو سمجھے ہے جوں بزم
بڑا کیوں کر نہ ہو اس کا ارادہ کبیر شیخ ہو وے جس کا دادا
بہ نیکی جب یہ نام اسکا ہے کہ کہتے ہیں غلام مصطفیٰ خاں

سبب تالیف کے سلسلہ میں پہلے شاعر نے اپنے کمال کی تعریف کی ہے اور کہتا ہے۔

ہے دل میں تا کہ میں ہو کر نوا ساز نکالوں پردۂ دل سے اک آواز
برائے خاطر یاراں بے کیں لکھوں اک داستاں شوخ و رنگیں
کروں خورشید ساں طبع آزمائی شہابی کی بنا دوں روشنائی
ملاقاتے کے میں پوچھوں ہوں تجھ کو کہ کرتا ہوں بیاں عشق ہندو
کہے کوئی کہ عبرت سا مسلماں ہوا ہے عشق کافر سے سخن داں

عبرت نے خود ستائی بہت کی ہے اور کہا ہے کہ ایران و توران کے تو بے شمار قصے لکھے گئے ہیں۔ اپنے وطن عزیز کا قصہ قلم بند کروں گا۔ اس لئے بھی کہ اس اعتراض سے بچوں جو لوگ بیرونی قصوں کی بجائے اپنے لکھنے پر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے شعرا کو وطن سے کوئی دلچسپی نہیں۔

ہندوستان کی تعریف میں اس نے جو اشعار لکھے ہیں اس سے اس کی وطن دوستی کا اظہار ہوتا ہے۔ توصیف ہندوستان کے زیر عنوان حسب ذیل اشعار ملاحظہ ہو۔

ولیکن قصہ کہتا ہوں وطن کا کہ ہوں میں عندلیب اپنے چمن کا

سواد ہند کو اے مونس جاں / بناؤں سرمۂ چشم صفاہاں

کروں ہندوستاں کا وصف مرقوم / پڑے جس سے عرب کے ملک میں دھوم

ہے سلسلۂ عشق ہندی کا شرر بیز / کہ ہے گا آفتاب اس جا نپٹ تیز

عجم میں ہند کا ہے عشق خونخوار / قیامت ہند کی کالی ہے تلوار

لکھوں ہندوستاں کی گر میں توصیف / تو دفتر ایک علاحدہ ہووے تصنیف

نہایت طول یہ مذکور ہو جائے / ہزاروں کوس مطلب دور ہو جائے

غرض آتش ہے اس کی آتش دل / ہوا اوس کی ہے روح مرغ بسمل

بتاؤں اس کا پانی آہ کیا ہے / مگر طوفاں کا پانی رہ گیا ہے

جلی پروانہ کی ہے خاک داں کی / کہ عشق افزا ہے خاک ہندوستاں کی

جو کوئی عاشق و معشوق یاں ہے / دوئی ہرگز نہ ان کے درمیاں ہے

برنگ شعلہ و خس ہوتے ہیں ساتھ / جو مرتے ہیں تو دونوں مرتے ہیں ساتھ

عبرت اپنے موضوع کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

مجھے اس پر جو تائید سخن ہے / جنوں سرمایۂ عشق رتن ہے

رتن کے عشق کا شعلہ تھا سرکش / پدم کے بھی لگا تھا دل کو آتش

سو ان کا میں نے لکھ کر قصہ تمام / مثال شمع پروانہ رکھا نام

مندرجہ بالا شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ عبرت نے اپنی اس مثنوی کا نام "شمع پروانہ" رکھا۔ لیکن چونکہ اس میں رتن اور پدم کا قصہ نظم کیا گیا ہے اس لئے رتن پدم کے نام سے اس مثنوی نے شہرت پائی۔

اس شعر سے قصہ کی ابتدا ہوتی ہے۔

سمند خامہ طوفاں بلا خیز / ہوا جوں اشک گلگوں گرم مہمیز

عبرت نے قصہ کے دوران غزلیں بھی کہی ہیں۔ ایک غزل کا مطلع اور مقطع ہے

بیتاب کوئی شئے نہیں سیماب کے مانند / پر وہ بھی نہ ہوگا دل بے تاب کے مانند

عبرت تو عجب طور سے باندھے ہے مضامیں / ہر بحر غزل میں ہو خوش آب کے مانند

عبرت نے ڈاکٹر زور کے خیال کے مطابق ۱۲۱۱ھ میں اپنے استاد کی موت سے گیارہ سال قبل وفات پائی۔

غلام علی عشرت پر جناب ڈاکٹر احمد سجاد صاحب نے ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

۱۲۰۲۔ ترجمہ جواہر خمسہ

اوراق ۱۴ ۔ مسطر ۷ یا ۸ سطری ۔ سائز ½۵" × ½۷" ۔ خط نستعلیق
اس رسالے میں مصنف اسلامی تصوف کی بنیادی باتوں کا مفہوم ہندی میں واضح کیا ہے۔ مثلاً مارگ چار۔ راہ شریعت ۔ کرم مارگ ۔ راہ طریقت ۔ بھگت مارگ ۔ راہ حقیقت ۔ ویراک مارگ راہ معرفت گیان مارگ ۔ اسی طرح پانچ عناصر پچیس گن کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

آغاز :

"حضرت خواجہ ابراہیم اتاف مرشد کامل حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی چشتی قدس سرہ العزیز بزبان ہندی فارسی جواہر خمسہ را یکے راہ نمودہ اند"۔

اختتام :

"دادو دیہی وہی راہر مورت من مان باہر پوجن جان مورک لوک ابخان میں جو باہر پوجن جان"

۱۲۰۳۔ مختصر سوانح عمری حضرت مولانا سید غلام حسین صاحب ۔ مصنف : نامعلوم

اوراق ۔ ۷ مسطر ۔ ۱۵ سطری ۔ سائز ۸" × ۱۳" ۔

آغاز :

"آپ کے آباو اجداد استرآباد ایران کے رہنے والے ہیں ۔ زمانۂ قطبیہ میں وارد حیدرآباد ہوئے ۔ ۱۲۷۶ھ میں ولادت باسعادت ہوئی ۔"

اختتام :

انتقال ۲ ؍ جولائی ۱۹۲۳ء کو ہوا ۔ آپ کے تلمیذ رشید مولوی مرزا بہادر علی صاحب صفی پروفیسر جاگیردار کالج (حال مرحوم) نے آپ کا تاریخی قطعہ اس طرح کہا ہے ۔

یکشنبہ دہشتم ربیع الاول رفت از تن پاک جان صدر العلما آہ
درسجمہ اے صفی نوشتہ تاریخ شد باغ ارم مکان صدر العلماء"

اس رسالے میں جیسا کہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے حضرت سید غلام حسین صاحب صدر العلما کی مختصر سوانح بیان کی گئی ہے ۔ چند عنوانات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں ۔

ولادت۔ ابتدائے تعلیم حیدرآباد۔ تحصیل علم از عراق۔ تبلیغی حالات۔ قیام بمبئی
قیام زنجبار۔ تصانیف۔ تلامذہ۔ اولاد ذکور و اناث۔ انتقال۔

۱۲۰۴۔ رسالہ ہفت گروہ مصنف: نامعلوم

۹ اوراق۔ تقطیع ۲۱ × ۱۷ سمر ناقص الآخر۔ مسطر۔ گیارہ سطری۔

اس رسالے میں دکنی فقرا کی طریقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ فقرا کے جو مختلف گروہ ہیں اس کی بنیاد کن آیات پر رکھی گئی اور انہیں کس شخصیت سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا ذکر ہے۔ مثلاً چہار ترک۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے۔ گودڑی (دلق) کا طریق حضرت ابراہیم ادھم بلخی سے، طریق عامی رومال پکڑنے کا خواجہ حسن سنجری سے۔ اسی طرح گدائی، بکڑا ملنگ، سوال کرنے وغیرہ کے طریقوں سے متعلق آیات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

ابتداء:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اول فقیری کا نجہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پر اوتری ہے۔ حدیث نبی فرمائے ہیں۔ الفقر فخری و الفقر منی اور تاج محمد اوپر رو دھرا ہے۔ تاج کا یوں ہے۔ و توکل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا۔

اختتام:

اور طریق چکو نیکل تا کل دیوان سے نکلا ہے۔ اوس کی آیت یوں ہے۔ ان فی جسد ابن آدم لمعہ رب قلب فی القلب روحی فی الروح سری۔

۱۲۰۵۔ رسالہ وحدت وحقیقت از حسام الدین صوفی شاہ آزاد تخلص

تقطیع ۲۲ × ۱۷ اوراق ۳۲۔ مسطر ۱۳ تا ۱۵ سطری ترقیمہ۔ ندارد۔

اس کے صفحہ اول یعنی ٹائٹل پر رسالہ آزاد حقیقت وحدت لکھا ہے۔ اور ناصیہ پر مرید دیکھ لیئے یہ رسالہ بنایا گیا ہے۔ وحدت حقیقت" تحریر ہے۔ اور نیچے یہ رسالہ سید حسام الدین مولوی صوفی شاہ قادری" لکھا ہے۔ آزاد صوفی شاہ کے نام سے مشہور تھے اور نثر اور نظم میں اپنے صوفیانہ خیالات کا اظہار کرتے تھے۔ ایک بیاض میں ان کی متعدد نظمیں نظر سے گزری ہیں۔ یہ بیاض نور الاسلام صاحب منتظم مولف رجسٹرار آفس عثمانیہ یونیورسٹی حال و مہتمم کتب خانہ سر نظامت جنگ کی ملکیت ہے۔ آزاد بلندپایہ

شاعر نہیں۔ انھوں نے نعت اور تصوف کے مضامین باندھے ہیں اور اپنا تخلص بھی استعمال کیا ہے لیکن یہ تخلص معنویت کے لئے ہوا ہے۔ مثلاً

کہنا یہ آزاد کا عین ہے ارشاد کا

لعنت اوس کو دے غیر سنگ کے رنگ آزاد پیچ کا دے اسے ڈھنگ
میر کا ملک سے میں بھی پا کر زور ہو کے آزاد پھرتا ہو خوش نود

کتاب میں نثر کا جو حصہ ہے اس میں محاورے زیادہ استعمال کئے ہیں۔ نمونتاً عبارت کا ایک ٹکڑا درج کیا جاتا ہے۔

"مثل مشہور ہے " پاؤں ہاتھ کی کاہلی میں سو جہاں جاہے بڑھن ہو گیا سمجھیں ماٹی مثل مشہور ہے "۔ ساتی بڑھاتی اگر یوں میں اس دنیا سے گیا کم بخت جیسا جیا ویسا نہ مرتے والا ہوتا نہ مرا مثل مشہور ہے "منگا نہ گھر رکھا"۔ کتاب کے آخری صفحات میں رافت، اسلیم جامی، شمس تبریز، مولائے روم کی فارسی غزلیں درج ہیں۔ اردو کی تین غزلیں غلطی کی بھی تحریر ہیں۔

ابتدا :-

"گم آگم موجودات۔ احدیث واحدیشد لاتعین تعین اول تعین ثانی۔ لا اعتبار تجلی اول تجلی ثانی۔ بالبشرط شئے بشرط لاشئے۔ حقیقت حق۔ حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح الفاظ ہی الفاظ ہیں۔

اختتام :- کھری غلطی۔

مالینا چونکہ (چن کے) لائے ہیں پھول۔ گوندے گوندے جناب بتول
احمد پیارے ہم تم یہ وارے اتنی عرض ہو قبول
محمد پیارے گوند کے لائیں پھول۔

کتاب کے ٹائیٹل پر اور آخر میں محمد شریف تاجر کتب مسجد چوک حیدر آباد کی دبر کی ایک مہر ثبت ہے یہ کتاب انھیں سے ادارہ کے لئے خریدی گئی ہے۔

۱۲۰۵۔ مفید البیان (منظوم) مصنف : رضا

اوراق - ۱۸ - مسطر ۱۵ سطری - کاغذ چینی - تاریخ تصنیف ۱۲۲۴ھ کاتب

سید محمد نظام الدین احمد فرزند حضرت خواجہ سید شاہ ابو الحسن الحسنی۔ کتابت ۱۲۷۵ھ
خط عمدہ نستعلیق

یہ رسالہ معید الصبیان بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے لکھا گیا ہے۔ عموماً منظوم باتیں جلد یاد ہو جاتی ہیں اس لئے یہ رسالہ نظم میں لکھا گیا ہے۔ اس میں بیشتر حصہ الفاظ اور ان کے معانی پر مشتمل ہے۔ ابتداء حمد کے اشعار سے ہوتی ہے۔

حمد و ستایش اور ثنا — جان سراہنا ہے حق کا
نعت سراہنا ہے اوس کا — رسول حق کا جو بھیجا
آل پیمبر اور اصحاب — اور جو ان کے احباب
بھیجے رضا تو سب پہ مدام — درود بے حد اور سلام

زمانے کی قسمیں نثر میں بیان کی ہیں۔ فارسی مصادر سے گردانیں کی ہیں اور اردو ترجمہ سرخی سے لکھا ہے۔

آمدن سے متعدد مصادر اور ان کا ترجمہ منظوم ہے۔

اختتام:

بتیس یا بارہ برس کا ہے قرن — صدی سو برسوں کی اے شیریں سخن
بارہ سو چوبیس سن کے درمیاں — از طفیل سرور کون و مکاں
ہو چکا اس سال یہ نامہ تمام — جان اس کا ہے معید الصبیان نام
ہے دعا میری یہی اے ذوالمغنی — نیں کہیں تیرے سوا مجکو امن
یاد سے تیری نہ رکھ غافل کبھو — رکھ مجھے کونین میں تو سرخرو
فضل سے تیرے عفو ہو سب گناہ — نام سے تیرے میرے ہو خاتمہ
کر مجھے ایمان کامل تو عطا — از طفیل آل پاک مصطفےٰ

ترقیمہ:-

تمت تمام شد نسخہ معید الصبیان بخط خام خلکستہ نظام سید محمد نظام الدین احمد فرزند حضرت خواجہ سید شاہ ابو الحسن الحسنی قدس سرہ العزیز در قمر نگر عرف کرنول برائے خواندن برادر بجان برابر بلکہ از جان بہتر سید غلام حمید مدہ اللہ عمرہٗ و زاد علمہٗ بوقت سہ پہر بروز ہفتہ قریب نماز عصر در ۱۲۷۵ھ پیرایۂ اختتام پوشیدہ ہر کہ خواند دعا طمع دارم۔ زانکہ

من بندۂ بگنہ گارم

تاریخ پنجم جمادی الاول ۱۲۷۵ھ۔

سنہ کو نمبر سرخی سے لکھا ہے۔

اس کے بعد دعائے باراں اور مناجات۔ نیا چاند دیکھ کر کیا دیکھیں۔ دعائے میت درج کی گئی ہیں۔

۱۲۰۷- رسالہ سوال وجواب فارسی

اوراق ۱۲۔ مسطر ۱۶ سطری تقطیع (۱۹ × ۱۲) کاتب سید محمد نظام الدین فارسی

اس رسالہ میں ضروری جملے لکھ کر اس کا اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔ فارسی آموز مفید رسالہ ہے

ابتداء:

ابتدائے سوال وجواب۔ سوال وجواب کا شروع کاست۔ کوی ہے۔ نوکراں آمدند نوکر آئے ہیں۔ ہمہ نیامدند۔ سب نہیں آئے۔ کدام کس نیامدہ است۔ کون نہیں آیا ہے۔

اختتام:

فریادی گوکل چند سرکار در کچہری حاضر است۔ فریادی گوکل چند سرکار کچہری میں حاضر ہے۔ خداوند شنیدہ ام او۔ ۔ ۔ ۔ و وکیلش نیز امروز حاضر نیست۔ خداوند سنا ہے کہ وہ کسلمند ہے اور وکیل بھی اس کا حاضر نہیں ہے۔ (اس کے بعد بائیں طرف ورق قدرے پھٹ کر ضائع ہو گیا ہے)

ترقیمہ:۔

در ۱۲۷۵ہجری بتاریخ ششم ماہ جمادی الاول ۱۲۷۵ھ ہجری در قمر نگر عرف کرنول بروز یکشنبہ پیرایہ اختتام پوشیدہ اس کے آخر میں قرآن کے پاروں کے نام الم تا عم درج ہیں

۱۲۰۸- ختم شریف مرتبہ: شیخ عبداللہ بن ابوبکر

۲۵۔ اوراق۔ کاغذ دولت آبادی۔ مسطر ۹ سطری تقطیع ۲۲ × ۸ سمر

سرخ حاشیہ اور عربی کے ترجمے کے لئے بین السطور سرخ لکیریں ہیں غالباً وہ ترجمہ کرنا چاہتے تھے لیکن

تکمیل نہ کر سکے۔

ابتدا: یہ ختم ہے قرآن شریف کا اور اس میں بہت دعایاں اپنے ماں باپوں کے حق میں ہے

اختتام: و تختم بہا و نستشفع بہا الی حضرت النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاتحہ

۱۲۰۹۔ شرح

اوراق ۱۶۔ تقطیع (۲۴ × ۱۴ سمر) خط قدرے جلی۔ خوشخط

یہ کسی عربی کتاب کی شرح ہے جس میں احادیث جمع کی گئی ہیں۔ یہ صفحہ ۱۶۷ سے شروع ہوکر ۸۶ اپر ختم ہو جاتی ہے گویا یہ شرح کل ۲۰ صفحات کی ہے۔ یہ حصہ نماز اور روزے کے احکام پر مشتمل ہے۔

ابتدا:

درست و جائز ہے۔ رمضان سے قبل عشرہ محرم کا روزہ فرض تھا۔

اختتام: شروع میں بسم اللہ نہیں لکھتے تھے۔ قبول دعا میں شک نہ کرے۔ عزم سے کرے ویعزم اور چاہیے پکا وعدہ کرے اسلئے براۃ کے شروع میں نہیں ہے۔

کتاب صفحہ میں دو کالم بنا کر لکھی گئی ہے۔ ترقیمہ نہیں ہے۔

۱۲۱۰۔ پنچھی باچھا

اوراق ۷۶ تقطیع ۲۸ × ۱۸ سمر وجیہ الدین وجدی۔ سنہ تصنیف ۷۶ھ

یہ ادارہ کے کتب خانہ کا گیارہواں نسخہ ہے۔ اس کا ذکر اس سے قبل گزر چکا ہے۔

یہ اول و آخر ناقص ہے۔ یہ مطبوعہ پنچھی باچھا کے صفحہ ۱۳ سے شروع ہو کر ۱۳۳ صفحے پر ختم ہوتا ہے۔ مخطوطہ میں صفحہ ۱۸ تا ۱۷۷ اسے بغیر نمبر کے ہیں۔ درمیان میں ۵ تا ۶۲ اوراق اور ۵۶ تا ۵۹ اوراق ندارد۔ کتاب کی شیرازہ بندی کے وقت اوراق مقدم و موخر ہو گئے ہیں۔

وجیہ الدین وجدی پر محمد بن عمر مرحوم کا مقالہ شائع ہو چکا ہے۔ اور ان کی تین مثنویوں پنچھی باچھا، تحفہ عاشقاں اور باغ جانفزا کا ذکر محمد بن عمر مرحوم نے اپنی کتاب وجدی میں تفصیل سے کیا ہے۔

۱۲۱۱۔ منتخب النحو (قواعد فارسی) مصنف: امیر حیدر حسینی بلگرامی

تقطیع (۱۸ × ۱۵ سمر) اوراق۔ خط نستعلیق کاتب۔ سید حسین ولد سید عبد القادر

سنہ تصنیف ۱۲۱۴ھ سنہ کتابت ۱۲۷۴ھ

ابتدا:- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
حمد فاعل اشیا و جل علا را کہ ام نحو بیان گویم کہ شائستہ جناب او آید و شکر آلائی
او را ابکہ از کلمہ فصیح و بلیغ گوید کہ ادائے حق آن نماید

اختتام:

ترجمہ این رسالہ منتخب النحو فارسی بتاریخ دوم جمادی الاول سنہ ۱۲۷۴ھ ہے۔ بدست سید حسین
عاصی ولد سید عبد الحق در مرحوم و مغفور الفرام یافتہ۔

۱۲۱۲۔ قصہ منظوم پنجابی۔ از ہاشم

اوراق ۲۳۔ مسطر ۱۰ سطری۔ تقطیع ۲۲ × ۱۴ سمر

ابتدا: بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکمت اوس خداوند والی مالک ملک ملک دا
لکھ کر . . . . کوڑ جہان نیک دا
حکمت نال رہی سر کر جان دا لم چرخ فلک دا
خوب سنولی کل کاری فراش فنا خلق دا

آخری بند:

رکھا ادی فقیر سنو یوں کھل حقیقت سارے
آئی نار پر بدن صورت کری بار اوتارے
جیسے نام بینو دا آئی درد عشق دے مارے
ہاشم تھا مکان بجاواں آئی کون بچارے
کل سن ہوت زمین پر دکھا کہنا نی کلیجہ کانے
کھل گئے کور سیا دہی قبرے ماریں دل جانے

بعض بندوں کے آخری مصرعے سرخی سے لکھے گئے ہیں۔

۱۲۱۳۔ مراثیٔ حیدرؔ

اوراق۔ ۹۰ مسطر۔ ۶ تا ۸ سطری سائز ۴½" × ۶½" ناقص الاول (آخر کے ۱۰ صفحات خالی ہیں)

ابتدا:

آفات و بلیّات سے اب اس کو بچا و زحمت سے چھڑاؤ اے بادشاہ ہر دو جہاں دین کے سردار یا حیدر کرّار۔

تمت

نوحہ دوم

اے نور خدا جان و دل حضرت آدم اے قبلۂ عالم
اے راکب دوش نبی خالق اکرم اے قبلۂ عالم

اختتام:

امام راکع و ساجد امام زاہد و عابد
ہوا خیر البریہ شہریار اصفیا زخمی
یہی نوحہ ہے حیدر کا بعجز حزن و غم و نالہ
ہوا خیر البرایا بادشاہ اتقیا زخمی

تمت تمام

حیدرؔ تخلص کے دو شاعروں کا پتہ چلتا ہے ایک تو فقیر اللہ شاہ حیدر ہیں جن کی تین کتابیں (تنا ولی۔ نظم انور۔ چار کرسی) ادارے میں محفوظ ہیں دوسرے میر حیدر شاہ دکنی ہیں لیکن یہ کلام موخر الذکر شاعر کا معلوم ہوتا ہے۔

میر حیدر شاہ دکنی سپاہی تھے تذکرہ مخطوطات جلد اول میں ڈاکٹر زور نے حیدر کی ایک غزل کا ذکر کیا ہے۔ (ص ۲۸۷) حیدر شاہ دکنی نے دیوان ولی کی تخمیر اور حافظ کی تضمین بھی کی ہے۔ حیدر بنگال میں نواب سرفراز خاں کے ملازم تھے۔ انھوں نے سو برس کی عمر میں بمقام ہگلی وفات پائی۔ زیر نظر مخطوط میں حیدر کے چند مرثیے اور نوحے ہیں۔

۱۲۱۴۔ بیاض مراثی و نوحہ جات مصنف: مختلف شعرا

اوراق ۳۸ ۔ مسطر ۱۳ تا ۱۵ سطری سائز ۶½" × ۹" ، سنہ کتابت ۱۳۲۰ھ

کاتب۔ جگت پرشاد خرم۔ ہیرا لعل۔ سید علی

ابتدا: روایت شترا سوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے روایت شترا سوار کسی کا تھا رسول
ایک جگہ شہر مدینہ میں ہوا اوس کا نزول
جس محلے میں کہ رہتے تھے حسین ابن بتول
ایک لڑکی کھڑی دروازے پہ بیمار ملول

اختتام:

کچھ نہیں پھر تو چلتا ہے چارا
چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
رو رو کہتی ہے قاسم کی دلہن
چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی

المرقوم بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۰ھ ہجری ہیرا لعل

ترقیمہ: الحمدللہ والمنۃ نسخہ روایت شترا سوار معہ شہادت فرزندان حضرت مسلم رحمتہ اللہ علیہ بتاریخ ۱۰ شہر صفر المظفر بحسن انتظام کارپرداران مطبع موصوف ختم ہوئی۔
المرقوم بتاریخ ۱۷ ماہ شوال ۱۳۲۱ ہجری تمام شد سید علی سنگھ جگت پرشاد خرم مورخہ۔

آخر کے دو تین اوراق پر یادداشتیں منتخب اشعار اور نصیحتیں "دشمن کو دوست بنانا" "فوائد علم" وغیرہ لکھی گئی ہیں۔ زیر نظر بیاض میں مختلف شعرا کے مراثی اور نوحے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

روایت شترا سوار	از	سکندر
نوحہ برادران مسلم	از	اخلاص
نوحہ زہرا	از	نجمی
سلام شاہ ظفر - ۲	"	ظفر
مثنوی شہادت فرزندان مسلم رح	"	دستگیر
نوحہ حضرت امام حسین	"	نجمی

نوحہ از ضیاؔ
نوحہ " احقر

اوراق ۹۸ ۔ مسطر ۱۱ تا ۱۳ سطری سائز ۱/۲ ۴" × ۷" ۔ سنہ کتابت ۱۳۲۵ھ ناقص الآخر

آغاز: "یا ہادی
بتاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ روز جمعہ در مکان مسلم جنگ بوقت چہار زدہ ..... کے تین ہزار کام ہیں اور سب اچھے ہیں۔ مگر اون سب میں دو نام اوّل نمبر کے اول درجے کے ہیں۔ سب نام خدا کے صفاتی ہیں"

اختتام: ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہ یعنے اے حبیب ہمارے ذمہ میں ہے کہ تم کو قرآن کے معنی بتانا۔ اور قرآن میں تو ۔ دونوں قسم محکم و متشابہ رہیں تو یقیناً اللہ نے"

سرخیاں فٹ نوٹ میں لکھی گئی ہیں۔ چند ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ اللہ اور رحمٰن کی تعریف
۲۔ نقل فرشتوں کے دیکھنا سوال کرنا حضرت عباسؓ
۳۔ مولانا شاہ عبد العزیز کو جنت کی خبر دینا لونڈی کا
۴۔ نقل عمل کرنا سنت پر اور اعمال نامہ میں مٹی کی تھیلی کا آنا
۵۔ نقل یکے نشد دو شد
۶۔ حال ترک سلطنت حضرت ابراہیم ادہم بلخی رح
۷۔ نقل حضرت عمر جو راتوں کو پھرتے تھے۔
۸۔ پیغمبر علیہ السلام کے امتحانات کا بیان

۱۲۱۵ ۔ مختصر حالات راجہ نند ۔ مصنف: نامعلوم

اوراق ۵۲ ۔ مسطر ۱۲ سطری ۔ تقطیع ۶" × ۱۲" (ناقص الآخر) زمانۂ تصنیف بعد از ۱۲۵۰ھ

آغاز: عیسوی سنہ کے تین سو سال قبل کو سوم پور میں (جو مگدھ دیس یعنی ملک بہار میں واقع تھا) چھتری قوم کے خاندان نند کے راجہ فرماں روائی کرتے تھے۔"

اختتام:

"جس کا جسم سراسر امرت سے بھرا ہوا اور پر نور ہے۔ وہ باوجود اس قدر عظمت و قدرت رکھنے کے سورج کی قربت پانے سے بے نور ہو جاتا ہے۔ جب چاند کا یہ حال ہے"۔

اس رسالہ میں جیسا کہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے راجہ نند کے حالات زندگی قلمبند کئے گئے ہیں۔ کتاب کو پندرہ (۱۵) ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ابتدائی چھ صفحات میں راجہ نند کے مختصر حالات بیان کئے گئے ہیں اور بتلایا گیا ہے کہ تین سو سال قبل مسیح میں مگدھ دیس میں چھتری قوم کے خاندان نند کے راجہ حکمران تھے۔ اس خاندان میں سرو ارتھ سدھی ایک باعظمت راجہ گزرا ہے جس کی دو بیویاں تھیں۔ اسے پہلی بیوی سے ۹ لڑکے تولد ہوئے اور دوسری سے ایک ہی لڑکا پیدا ہوا جس کا نام موریا تھا جو بڑا ذہین اور لائق تھا اور یہی لڑکا بعد میں خاندان موریا کا بانی ہوا۔ موریا نے بہت سی عورتوں سے شادی کی تھی اور اسے (۱۰۰) سو لڑکے تولد ہوئے۔ موریا کا بڑا بھائی راجہ نند جو سرو ارتھ سدھی کا جانشین بن گیا تھا باوجود اپنی حکومت، عظمت و بزرگی کے موریا سے حسد کرنے لگا اور موریا اور اس کے سو بیٹوں کو ایک غار میں بند کروا دیا اور انھیں روزانہ اتنی کم غذا مہیا کرتا تھا کہ وہ ایک شخص کے لئے بھی ناکافی ہوتی تھی۔ موریا نے خیال کیا کہ اگر ہم اتنی غذا سب میں برابر تقسیم کر لیں تو یقیناً ہم سب کچھ ہی دنوں میں فوت ہو جائیں گے چنانچہ اس نے اپنے ایک لڑکے چندر گپت سے کہا کہ یہ غذا صرف وہی کھائے اور اس کو وصیت کی کہ وہ اپنے چچا نند سے باپ کا بدلہ لے۔ کچھ عرصے بعد موریا اور اس کے تمام لڑکے فوت ہو جاتے ہیں اور تنہا چندر گپت اس غار سے زندہ باہر نکل کر اپنے باپ کا بدلہ لیتا ہے۔ اور تین سو پندرہ (۳۱۵) سال قبل مسیح تخت نشین ہو کر ۲۴ سال تک حکومت کرنے کے بعد عالم کو سدھارتا ہے۔ راجہ اشوک بانی مذہب بدھ اس کا پوتا تھا۔

راجہ نند کے حالات کے بعد چانکیہ کی سوانح عمری بیان کی گئی ہے جو ۴۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ ناقص الآخر اس مخطوطے کے آخر کے پانچ یا چھ صفحات درمیان سے کرم خوردہ ہو گئے ہیں۔

۱۲۱۶۔ تصویر کاری مصنف: امجد علی

اوراق ۲۸ - مسطر ۱۸ سطری - تقطیع ۶½" × ۸½" زمانہ تصنیف ۱۹۶۵ء

آغاز:

"تنقیحات:۔ پہلی ہی نظر میں جب حسن کار کی انفرادی خصوصیات کا پتہ چل جاتا ہے تو تقریر

کو ناظر کی ابتدائی تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ اس شخصی عنصر کو معلوم کرنے کے بعد بھی اگر آپ کو وہ تصویر پسند نہ آئے تو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کے اور حسن کار کے ذوق فن میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے"۔

اختتام:-

"تصویر کے اہم عناصر:- پیرس کا ایک پادری بھی اسی طرح کہتا ہے کہ "میں بالعموم ماٹز (Matre) ہی کی تصویریں خریدتا ہوں۔ کیونکہ ماٹز اپنی تصویروں میں ساری وہ چیزیں اکھٹی کر دیتا ہے جن کو دیکھ کر میں اپنے خطبوں میں شامل کرنا چاہتا ہوں یعنی سادگی، خیال آفرینی اور منطقی تواتر" (ترجمہ) امجد علی"

یہ مخطوطہ دراصل امجد علی صاحب کا تصویر کاری کے موضوع پر سب رس کی خصوصی اشاعت کیلئے لکھا ہوا مسودہ ہے۔ جس میں درج ذیل عنوانات کے تحت معلومات آفریں مضامین لکھے گئے ہیں

۱۔ تصویروں پر تنقید کے اصول۔　۲۔ صنعت اور حسن کاری

۳۔ تنقیدی نیعقلوں میں طرفداری　۴۔ رنگ کی تاریخ

۵۔ تصویری شعور۔

ابتداء میں حمید الدین شاہد صاحب کے نام ایک خط ہے جس میں ———— ان مضامین کو سب رس کی خصوصی اشاعت میں داخل خط میں لکھوانے کی خواہش کی گئی ہے۔

۱۲۱۷۔ فرہنگ بہار دانش۔ مصنف منشی شیخ عنایت اللہ

ورق ۱۱۔ سطر۔ ۲۰ سطری سائز۔ ½۶ × ½۹۔ زمانہ تصنیف:
کاغذ قدیم (کرم خوردہ)

آغاز:

"فرہنگ بہار دانش من تصنیف منشی شیخ عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آفرینش　امضا　اقضان　انتقاش　انقضے　اشعار　استنباط

پیدائش　جاری　شاخہا　بستگی　نہایت　قصہ　برآوردن"

اختتام :

پرند ... ن باداشتی بدرہ ... ک بتر پیکر
چدر تہایت بدلہ رخصت نام وزن ضیف لڑکا تمت تمام شد

نظنی شیخ عنایت اللہ کی فارسی تصنیف "بہار دانش" کی اردو فرہنگ ہے۔ کتاب کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس کی وجہ سے مرتب یا کاتب کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

۱۲۱۸۔ دیوان قیس - محمد صدیق قیس

شاعر - قیس - ورق ۴ - سطر ۱۲ سطری - زمانہ تصنیف قبل ۱۲۳۰ھ
سائز - ۸×۵½" - خط نستعلیق (کرم خوردہ)

آغاز :-

تیرے ہاتھوں میں جو یہ اودے بیوپے کے ہیں بند دے رہے ہیں۔ سانپ کے لہریں تمھاری چوڑیاں
ہاتھ چھلتا ہے بنانے سے چڑھا جوڑا ہے تنگ ورنہ یوں ہو تو بدجاویں گی ساری چوڑیاں

اختتام :

کبھوں قیس کے کیا کہا میں تھے ہوئی اوسکے میری لڑائی کہاردو
چلی اس لئے اس نگوڑے کے گھر کو کروں جا کہ اوس سے صفائی کہاردو

محمد صدیق قیس (متوفی ۱۲۳۰ھ) کے دیوان ریختی کا ناقص الاول نسخہ ہے صرف دس غزلیں موجود ہیں۔ زیر نظر مخطوط ردیف "ن" سے شروع ہو کر ردیف "و" پر ختم ہوتا ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ قیس کی ریختیوں کا ایک انتخاب ڈاکٹر حفیظ قتیل نے شائع کیا تھا۔ "دیوان قیس کی تنقیدی تدوین" کے موضوع پر شعبہ اردو جامعہ عثمانیہ کی ریسرچ اسکالر صالحہ بیگم نے ایم فل کا مقالہ قلمبند کیا ہے۔

۱۲۱۹ - دیوان سیف

ورق ۴۶۔ ۱۲ سطور فی صفحہ۔ سائز ۷½ × ۵½ - زمانہ تصنیف خط شکستہ نستعلیق

آغاز :-

یہ گل وہ گل ہے کہ جس نے چمن کو چھوڑ دیا
ہزار حیف کہ بلبل وطن کو چھوڑ دیا
سلام ہے مرا اس پر جو بر سر نیزہ
سوار ہو کے زمیں ہی پہ تن کو چھوڑ دیا

۱۲۲۰ - دیوان عظیم -

اوراق ۶۵ - سطور ۲۵ فی صفحہ - کاغذ دولت آبادی دبیز تقطیع (۲۹×۲۲ سم)
خط نستعلیق - کتابت تقریباً سنہ ۱۲۵۰ھ کاتب - غالباً خود مصنف (اکثر مقامات پر اسی
خط میں اضافہ واصلاح ہے)

عظیم تخلص کے چار شعرا کا ذکر ملتا ہے۔ جن میں زیادہ شہرت مرزا عظیم بیگ شاگرد حاتم وسودا کو حاصل ہوئی۔ مجموعہ نغز میں ان کے اشعار کا بہت زیادہ انتخاب دیا گیا ہے لیکن اس دیوان میں کوئی شعر نہیں۔ اس لئے یہ مرزا عظیم بیگ کا دیوان نہیں ہے۔ ایک مرزا زین الدین یا زین العابدین میں ان کا بھی یہ دیوان نہیں۔ یہ عظیم علی کا دیوان ہو سکتا ہے صرف نام کے لحاظ سے ورنہ ان کا منتخبہ شعر بھی اس دیوان میں نہیں۔ یہ دیوان ناقص (اول وآخر) بھی ہے۔ اس لئے قطعی فیصلہ مشکل ہے۔ البتہ دیوان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عظیم مذہب امامیہ سے تعلق رکھتے تھے چنانچہ کئی شعر اس سلسلے میں لکھے ہیں۔ ایک شعر نمونۃً پیش ہے۔

ہے قدر مومنوں میں مری اس لئے عظیم ‎ ‎ دل سے غلام ہوں شہ دلدل سوار کا

دوسری بات یہ کہ وہ اپنا وطن چھوڑ کر تلاش معاش میں باہر نکلے اور وطن سے دور ہو کر ہمیشہ وطن کو یاد کرتے رہے لکھتے ہیں۔

کہیں کیا شعر پر معنی عظیم ہم آ کے غربت میں ‎ ‎ وطن سے بے سر وساماں بے نان ونمک نکلے

اور دعا کرتے ہیں کہ

عرض کرتا ہوں کہ دلوائے کوئی کار عظیم ‎ ‎ جلد پہنچا تو وطن خالق غفار مجھے

شاعر نے ایک دوسرے شاعر فاضل کا ایک مصرع اس طرح لکھا ہے۔

پڑھ مصرعہ کو عظیم جگر افگار ‎ ‎ آباد کیا خوب یہ ویرانہ کسی نے

عظیم ناسخ کے مرید معلوم ہوتے ہیں۔ ایک شعر میں کہتے ہیں

گر ملاقات ہو آتش سے تو میں پوچھوں عظیم
مثل ناسخ کے متانت میں سخن کس کا ہے

مرزا عظیم بیگ عظیم کی طرح انھوں نے بھی دو غزلہ اور سہ غزلہ لکھے ہیں۔
غالب کی زمین میں بھی غزلیں موجود ہیں۔ مثلاً

جب خیال آئینہ رو سامنے آجائے ہے
دیکھتے دل پر مرے حیرانی سی چھا جائے ہے

کھول کر دل بیٹھے صاحب مے پرستی ایک دن
بند کر در کو کرے یہ بندہ مستی ایک دن

ناز اور شوخی اور ادا کیا ہے
در چھوڑے میرا دلربا کیا ہے

عظیم نے سنگلاخ زمینوں میں بھی غزلیں کہی ہیں۔ اور استادانہ مہارت کا اظہار کیا ہے مثلاً
انشاء اللہ خاں انشاء کی غزل پر غزل کہی ہے۔

اڑنے لگتی ہے جہاں جنگ وجدل کی مکھی
چلو ان تبتی جہاں دال روٹے عمل کی مکھی

یہ دیوان مسودہ معلوم ہوتا ہے اس لئے غزلیں ردیف وار نہیں لکھی گئیں بلکہ منتشر ہیں۔ عظیم
قادر الکلام شاعر تھے۔

یہ دیوان جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب صدیقی بشیر کا عطیہ ہے۔

۱۲۲۱۔ آداب المریدین۔ مترجم۔ محمد عبدالباسط۔

اوراق ۱۶۲۔ ٹائپ شدہ۔ مسطر ۲۳ سطری۔ کاغذ انگریزی ناقص۔
تقطیع (۳۴ × ۲۲ سمر) کتابت ۲۲ اپریل ۱۹۶۵ء

اصل کتاب عربی میں ہے جس کے مصنف شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبدالقادر سہروردی (۴۹۰ھ ۔ ۵۶۳ھ) ہیں۔ اس کے فارسی میں متعدد ترجمے ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت بندہ نوازؒ نے بھی اس کے ترجمے فارسی میں کئے۔ پیش نظر ترجمہ حضرت بندہ نوازؒ کی کتاب سے کیا گیا ہے جس کو عطا حسین صاحب نے ترتیب و تدوین کے بعد شائع کیا تھا۔
محمد عبدالباسط صاحب گلبرگہ کے اول تعلقدار تھے۔ اور صوبہ دار غوث یار جنگ عبدالباسط صاحب نے دیباچہ میں ظاہر کیا ہے کہ

"جس زمانہ میں راقم الحروف بہ تقریب ملازمت گلبرگہ شریف میں تھا۔ اس وقت نواب غوث یار جنگ بحیثیت صوبہ دار وہاں کار فرما تھے۔ اور درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح کی درستی و زیبائش و آرائش کی طرف بطور خاص متوجہ تھے۔

راقم نے ان کو توجہ دلائی کہ جہاں درگاہ کی ظاہری حالت کو درست کرنے کی جانب اس قدر روپیہ صرف کیا جا رہا ہے وہاں خواجہ صاحب کی تصانیف کی طبع و اشاعت پر بھی اگر کچھ رقم خرچ کی جائے تو ان کی تعلیم و ارشادات سے لوگوں کو استفادہ کا موقع ملے گا۔

چنانچہ اس تحریک پر ایک کمیٹی قائم کی گئی فراہمی کتب اور ترتیب و تدوین کے بعد کتابیں شائع کی گئیں۔ پیش نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

یہ کتاب (۳۲) فصلوں پر مشتمل ہے۔ فصلوں کے چند عنوانات حسب ذیل ہیں۔ ۱۔ صفات الٰہی ۲۔ صفات متشابہات کے متعلق صوفیا کا عقیدہ ۳۔ قرآن کے متعلق عقیدہ۔ رویت باری جنت و دوزخ۔ فقر بہتر ہے یا غنا فقر کے معنی کرامات اولیا اور معجزہ کا فرق۔ لباس کے احکام قرآن شعر خوانی اور سماع کے احکام۔ تصوف کے بارے میں صوفیا کے اقوال۔ مختلف آداب کے بیان میں (مثلاً آداب صحبت، آداب ملاقات، آداب لباس، آداب سماع وغیرہ)

اہل علم تصوف کے لئے یہ ایک دستاویز خیال کی جاتی ہے۔ اسی لئے اس کے ترجمے زیادہ ہوئے اور اس کی اشاعت بھی زیادہ ہوئی۔

ابتدا:- صفات الٰہی)۔ صوفیا نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی ضد ہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ اس کا کوئی مشابہ ہے۔ وہ ان صفات سے موصوف ہے جو اس نے اپنے لئے بیان کئے اور ان ناموں سے پکارا جائے جو اس نے اپنے لئے نامزد کئے ہیں۔

اختتام:

خدائے عز و اسمہ، ہم سے قریب اور دعا کو قبول کرنے والا ہے اور اس میں مستجب امر اللہ کی تعریف ہے جو ایک ہے۔ اور درود ہو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی تمام آل پر۔ اس میں فہرست مضامین، دیباچہ اور اشاریہ مترجم کے قلمی ہیں اور اصل کتاب تائپ نہیں ہے۔

۱۲۲۴۔ تہافتہ الفلاسفہ (اردو ترجمہ) ڈاکٹر میر ولی الدین منشی فاضل۔ ایم اے (عثمانیہ) پی ایچ ڈی (لندن) بار ایٹ لا۔ صدر شعبہ فلسفہ عثمانیہ یونیورسٹی

اوراق ۲۸۲۔ تقطیع ۱/۲ ۸ × ۱/۲ ۳ مسطر ۱۶ اور ۱۷ سطری۔ کاغذ۔ ولایتی جدید
کاتب۔ خود مترجم۔ تاریخ کتابت۔ ۲۰ اگست ۱۹۶۲ء

تہافتہ الفلاسفہ۔ یہ حضرت امام غزالی کی تصنیف ہے۔ مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا ہے۔ اور ہر صدی میں صوفیوں اور فلسفیوں میں مقبول رہی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن نکل چکا ہے۔ یہ دوسرا ایڈیشن کا مسودہ ہے۔ اس کا پیش لفظ ڈاکٹر سید عبد اللطیف صدر انڈو مڈل ایسٹ کلچرل اسٹڈیز حیدرآباد نے لکھا ہے اور مقدمہ مصحح و حاشیہ نگار علامہ سید سلیمان ندوی ہیں۔ وہ مقدمہ کے آغاز میں فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت امام غزالی کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ جن سے ان کی بلند پایہ شخصیت کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا ہے۔ مگر مجھے کتاب تہافتہ الفلاسفہ میں ان کی ایک خاص حیثیت نظر آئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اس کتاب کا بہ نظر غائر مطالعہ کرے خود اس کو محسوس کیے بغیر نہ رہے گا۔

ڈاکٹر سید عبد اللطیف مرحوم اپنے پیش لفظ میں فرماتے ہیں۔

پیش نظر کتاب امام غزالی کی شہرہ آفاق کتاب تہافتہ الفلاسفہ اردو زبان میں ایک دلکش اور متین اظہار ہے۔

مترجم سلمہ، نہ صرف فلسفۂ اسلام سے خاص شغف رکھتے ہیں بلکہ انھوں نے اس کتاب کا جامعہ عثمانیہ میں ایم اے کے طلبا کو سالہا سال درس بھی دیا ہے۔ امید کی جاسکتی ہے کہ انھوں نے امام غزالی کے مفہوم کو سمجھ کر اردو زبان میں صحیح طریقہ سے ادا کر دیا ہے۔

کتاب میں چار مقدمے اور بیس مسائل پر بحث ہے آخر میں خاتمہ ہے۔

ابتداء: (دیباچہ) مشہور عالم مستشرق ڈنکن بی میاکڈنالڈ کی نظر میں "امام غزالی تاریخ اسلام میں نہایت عظیم المرتبت اور یقیناً سب سے زیادہ دردمند فرد تھے۔ وہ بعد میں آنے والی نسلوں کے لیے ایسے معلم ہیں جن کو چار عظیم الشان ائمہ کا ہم مرتبہ قرار

دیا جا سکتا ہے۔

اختتام :۔

معاد کے قایل تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو صرف روح کے بقا کے قایل ہیں دوسرے وہ جو اسی جسم کے ساتھ روح کے اعادہ کے قایل ہیں۔ تیسرے وہ جو کسی دوسرے جسم کے ساتھ بغیر اعادہ جسم اول، آخری طبقہ میں قابل ذکر غزالی و فارابی ہیں۔

۱۲۲۳ - تقاریر سید علی اصغر بلگرامی۔

اوراق - ۱۳ - تقطیع (۳۷ × ۲۲ سمر) سطر ۲۴ تا ۲۶ سطری کاتب۔ سید علی اصغر بلگرامی تاریخ کتابت۔ مختلف اوقات ہیں۔

سید علی اصغر بلگرامی کا ذکر پچھلے صفحات میں آ چکا ہے۔ پیش نظر مخطوطہ ان کی پانچ تقاریر کا مجموعہ ہے۔ جو مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر کی گئیں۔ عنوانات تقاریر حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ سیر بغداد
۲۔ سیرت حسین علیہ السلام
۳۔ خواجہ عماد الدین محمود گاواں۔
۴۔ نظام الملک آصف جاہ اول
۵۔ سلاطین قطب شاہیہ کے تعلقات خارجہ

پہلا مضمون سیر بغداد ان کے سیاحت نامے کا ایک حصہ جو تاریخی معلومات سے مملو ہے۔ وہ تاریخ کے طالب علم اور آثار قدیمہ کے ناظم رہے ہیں اس لیے ان کی نظر تاریخ پر بہت گہری ہے۔ دوسرے مضامین کا بھی یہی عالم ہے۔

ابتدا :۔ خواتین و حضرات

آج بغداد کے جو تاریخی حالات آپ سماعت فرمائیں گے۔ وہ میری غیر مطبوعہ سفرنامہ عراق کا ایک اقتباس ہے۔

اختتام :۔

لیکن اتفاق سے شہزادہ محمد کا انتقال سلطان عبد اللہ کی حیات میں ہو جانے کی وجہ

سے یہ شرط (۲۱) سال کے بعد اس وقت پوری ہوئی جبکہ خود شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھوں ۱۰۹۸ھ میں سلطنت قطب شاہی کا ابوالحسن تاناشاہ کے زمانے میں خاتمہ ہوگیا۔ چنانچہ سلطان عبداللہ نے ۱۰۶۶ھ میں جو تعہد نامہ اپنی مہر و دستخط سے بتوسط شہزادہ محمد بادشاہ اورنگ زیب کے پاس باستدعائے انعقاد صلح روانہ کیا تھا حسب ذیل ہے۔"

(اسی جملے پر عبارت کا خاتمہ ہوا ہے)

۱۲۲۴۔ رسالہ خواجگان چشت۔

اوراق ۶ - تقطیع (۲۰ × ۱۴) سطر ۱۹ سطری۔ کاغذ۔ انگریزی

یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے منسوب ایک فارسی رسالہ ہے۔ جس میں تصوف و عرفان کے رموز ظاہر کئے گئے ہیں۔ اس میں آخری ورق سے پہلے دو صفحے سادے ہیں غالباً یہ ورق الٹے وقت دو ورق الٹ گئے ہیں۔ رسالے کے آغاز سے پہلے ایک صفحہ پر حضرت شاہ کمال کی ایک غزل تحریر ہے۔ حضرت شاہ کمال الدین بخاری کمال دکن کے ایک بڑے صوفی تھے۔ آپ نے ۱۲۲۳ھ میں انتقال کیا۔ اور گریتم کنڈہ ضلع چتور آندھرا پردیش میں اپنے جدامجد کے پائین میں دفن ہوئے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔ دیوان "مخزن عرفان" چھپ چکا ہے۔ آپ کا ۲۷ اشعار فی البدیہہ کہا ہوا چکی نامہ مشہور ہے اور اب تک دکن کی عورتیں گاتی ہیں۔

آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

آداب مریدین۔ اذکار (ترجمہ اذکار تصنیف حضرت خواجہ بندہ نواز) ترجمہ چہل حدیث منظوم فارسی۔ حسن السوال وحسن الجواب (شرح فصوص الحکم بطور سوال و جواب) دیوان کمال فارسی، دیوان مخزن العرفان اردو (یہ ۱۳۳۱ھ میں بنگلور سے طبع ہوچکا ہے)۔ رحیما۔ ضیافت نامہ، کلمات کمالیہ، کمال المعرفت۔ معدن نجاستی بطرز پندنامہ عطار۔ معراج نامہ، نصاب الصبیان کے طرز پر ایک لغت۔ یہ سب منظوم ہیں۔

آپ کے خلفا میں میرحیات ہیں جو متعدد رسائل اور کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور جن کے

متعدد قلمی نسخے ادارہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

جو غزل اس رسالہ میں دی گئی ہے اس کا مطلع اور مقطع حسب ذیل ہے۔

مطلع :۔ محبت میں عطا اے فتنہ برپا ہم نے کیا دیکھا ستم دیکھا الم دیکھا جفا دیکھا بلا دیکھا

مقطع :۔ کمال اعیاں اسکے درپن میں عیاں بشبر کے تینوں عدم دیکھا قدم دیکھا فنا دیکھا بقا دیکھا

اس سے پہلے ایک معروف شاعر ندرت کے چار شعر تحریر ہیں۔

مطلع :۔ کس منہ سے بیجھے کوئی شکر منعم تیرا اندازہ سے زیادہ ہے یارب کرم تیرا

مقطع :۔ ندرت یہ دوسرا بھلا کیا چاہے دوسرا بس ایک آسرا اسے شاہ امم تیرا

رسالہ خواجگان چشت کی۔

ابتدا :۔ گفتار خواجہ معین الدین السنجری قدس اللہ سرہ العزیز بیان فرمودند کہ رگ اول سکمنا بعدہٗ انگلا و پنگلا۔ بعدہ سر ناگہ شدند۔

اختتام :۔

پس این تصور تصور محمدی بہ تصور خدا تعالیٰ رساند این با حقیقت نودونہ نام اظہار گردد واین نودونہ نام بہ یک نام محو شوند و یک نام کہ ہست آں الف بود دور کشیدن ہو شد و مقام خودیم ساخت و از میم نون تمت تمام شد کار من نظام شد رسالہ خواجگان چشت مرتب شد

۱۲۲۵۔ رسالہ درالاسرار۔

اوراق ۲۳۔ تقطیع ۲۰×۱۷ سمر مسطر ۷ سطری کاغذ انگریزی

اس رسالے کا موضوع تصوف ہے۔ مصنف کے نام کا پتہ نہ چل سکا۔ ڈاکٹر زور مرحوم نے تذکرہ مخطوطات جلد اول میں صفحہ ۲۰۱ پر اس کو خواجہ بندہ نواز کا بتا کر شبہ ظاہر کیا ہے۔ دوسرے نسخہ کا ذکر صفحہ ۲۶۱ پر ہے اور اس میں مصنف مرید سلطان ظاہر کیا ہے۔ اور زمانہ تصنیف قریب سنہ۱۱ھ تعین کیا ہے۔

وضاحتی فہرست کتب سالار جنگ میں نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ یہ خواجہ بندہ نواز کے سلسلے کے کسی بزرگ نے لکھا ہے اور شبہ کیا ہے کہ یہ گولکنڈے کے شاعر سلطان کی تصنیف ہو سکتی ہے

کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں یہ تیسرا نسخہ ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں چار نسخے ہیں
درالاسرار کا نام بعض نسخوں میں دار اسرار بھی لکھا ہے۔
اس کو نو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصہ کا نام در رکھا ہے۔
پہلا در: وفی انفسکم افلا تبصرون کی تشریح ہے۔
دوسرا در: ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن کی تفسیر ہے۔
تیسرا در: نحن اقرب الیہ من حبل الورید کی تفسیر ہے۔
چوتھا در: الذین ھم فی صلوٰتھم دائمون کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔
پانچویں در: میں شجرۃٍ مبارکۃٍ زیتونۃٍ لاشرقیۃٍ ولا غربیۃٍ کی تشریح کی گئی ہے۔
چھٹے در میں: امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین کا مفہوم بیان ہوا ہے۔
ساتویں در میں: موتوا قبل ان تموتوا کی تشریح کی گئی ہے۔
آٹھویں در میں: فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ما رأیت شیئاً الا رأیت اللہ کا اظہار ہے۔
اور نواں در: لا ربا و لا عبدا ولا انتم ولا لنا کا مفہوم سمجھایا ہے۔
اور اس تفہیم کے دوران حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے ایک شعر کا حوالہ دیا ہے۔ " ارشاد سید محمد حسینی گیسو درازؒ نے سن

ع دیں عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست

عجب ایں است کہ من سرگشتہ و سرگردانم

ابتدا: الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔
ای ارسالہ در داسرار کا ہے۔ بیان کھول کہتا ہوں خوب سن اور جو بے خودی کا حال تھا سو آج ذات کا دریا ہے۔

اختتام:
ای تمام رازتجے جو کوئی کھول کر دیوے تو اسے رنما کر پچھان اتنا ہچ اشارت بس ہے زیادہ کہنا صاحب نیں ہے۔ تمت تمام شد۔

۱۲۲۶۔ رسالہ تصوف

اوراق ۵ تقطیع ۲۰ × ۱۷ سم سطور فی صفحہ ۵

اس رسالے کا کوئی نام نہیں اور مصنف کے متعلق کوئی اشارہ ملتا ہے۔ البتہ اس کا موضوع ہاہوت، لاہوت، جبروت، ملکوت وغیرہ کی تشریح ہے۔

ابتدا:

وسلطان دونوں جہاں کا اول بے خود ہور بے ہوش ہو کر جو تھا اس مقام کوں ہاہوت کر نام رکھا۔

اختتام: ہور آتے وقت عشق لے آیا ہے۔ ہور جاتے وقت لذت کی مشغولی لے جاوے گا ہور بندہ ایسی کون ہے کہے تو میں بنا ہے سوچ بندہ ہور بندہ کا گھر سوچ فنا ہے۔

تمت تمام شد

۱۲۲۷۔ رسالہ نزول بطون ذاتی۔

اوراق ۸ تقطیع ۲۰ × ۷ سم سطور ۷ موضوع تصوف

ابتدا: نزول بطون ذاتی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ذات الہ ذات مطلق۔ نقطہ گنج خفی۔ یو تینوں ذات کا مرتبہ عشق بی کہتے ایمان بی کہتے۔

اختتام: خوف مراد من و امید مراد تو و ازیں دو حجاب بیروں آ ایمان قائم شود۔ تمت

۱۲۲۸۔ رسالہ رایت ربی فی صورۃ

اوراق ۳ تقطیع ۲۰ × ۱۷ مسطر ۷ سطری۔

یہ حضرت شاہ برہان الدین جانم کے سلسلے کے بزرگ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس رسالے کا موضوع تصوف ہے اور اس میں خفی، سری، روحی، قلبی اور جلی اذکار کی تعلیم کی گئی ہے۔

ابتدا: رایت ربی فی صورۃ بنی کہے میرے رب کو معراج کی رات دیکھا

اختتام: لڑکا سوماں ہور باپ کوں پچھانتا تو اس محبت اور لذت میں ہوش کم ہوتا ہے

یو رمز بہت تاریک ہے پیر تے پاتا ہے۔

یہی اذکار نظم میں بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن شاعر کا نام یا تخلص استعمال نہیں ہوا ہے۔ اس کے ایک سو تیس (۱۳۰) اشعار ہیں۔

ابتدائی اشعار:

ازل اللہ تعالیٰ ہے قدیم — گنج خفی میں آپ مقیم
پنج ذکراں سوں نکتا ہی — جلی قلبی روحی سری خفی

آخری اشعار:۔ بیانِ دیگر

ظاہر دستا لو واجب الوجود — باطن میں سیر کرتا سو ممکن الوجود
دونوں کو لبرتا سو ممتنع الوجود — تینوں کو سمجھتا سو عارف الوجود
چاروں کو جانتے ہارا سو روح — پانچوں کو دیکھن ہارا سو نور
چھیوں کو ظاہر کرتا سو قدرت — ساتوں کو جتاتا سو عشق
آٹوں کو لذت دیتا سو اللہ — یو لا جان بوجھ کر چلیا سو بندہ

اختتام: اس باب میں شاہ برہان صاحب فرماتے ہیں۔

بیت: اعیان تا بک اس کا نا — توں تو نیں بھاؤں

تمت تمام شد

۱۲۲۹۔ اسرار التوحید۔

اوراق ۴۴ تقطیع ۲۰ × ۱۷ سمر سطور فی صفحہ ۷

ترقیمہ نہیں اور نہ کاتب اور مصنف کا کوئی ذکر ہے۔

البتہ متن میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور حضرت برہان الدین جانم کے اشعار بطور حوالہ دیے گئے ہیں۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ان کے سلسلے کے بزرگ اس کے مصنف ہو سکتے ہیں۔ حضرت شاہ میرنے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے جو کتب خانہ سالار جنگ میں محفوظ ہے۔

ابتداء:۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ تمام ثنا ہور صفت ہور سرانا ازل سوں ابد تک ثابت ہور سزاوار

ہے۔ خدائے تعالیٰ کی ذات کوں کہ اوبے چون و بیچگونہ ہور بے شبہ و بے نمونہ ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر۔

اختتام:
یو رسالہ اگر مطالعہ کریگا تو کچھ یک معلوم ہووے گا انشاء اللہ تعالیٰ ہور اس رسالہ کا نام اسرار التوحید رکھیا گیا ہے۔ طالب کوں مرشد کامل کی زبان کوں کشف ہووے۔ والسلام۔

خواجگان چشت سے اسرار التوحید تک تمام رسائل ایک جلد میں ہیں اور اس کو محمد اکبر الدین صدیقی نے ادارہ کے کتب خانہ کی نذر کیا ہے۔

۱۲۳۔ راز حقیقت عرف جذب الفت

مصنف۔ سید اکبر حسینی عمر۔ تقطیع ۲۱ × ۱۶ سمر اوراق ۱۲۶ مسطر ۱۶ سطری آخر میں ۱۲ اوراق سادہ کاغذ۔ حالیہ تاریخ تصنیف و کتابت ۱۹ اپریل ۱۹۲۷ء

مصنف کے متعلق کوئی علم نہیں۔ یہ ایک طربیہ ڈرامہ ہے۔ جس کو تین ابواب پر منقسم کیا گیا ہے پہلا باب سات پردوں پر دوسرا بارہ پردوں پر اور تیرا چھ پردوں پر مشتمل ہے۔ سین کے لئے پردہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ہر باب میں ایک پردہ ظرافت کے عنوان کے تحت ہے۔ یہ ظرافت ادنیٰ میعار کی ہے۔ ڈرامہ نگاری کا انداز بہت قدیم ہے۔ جس میں مسجع اور مقفیٰ عبارت استعمال کی جاتی تھی۔ پہلے باب کا پہلا پردہ حمد پر مشتمل ہے جس کو سہیلیاں گاتی ہیں۔ یہ سہیلیاں ایک وزیرزادی بدر کی ہیں جو راہ گیر اطہر کے عشق میں مبتلا ہوتی ہے اور انجام کار در بادشاہی میں بادشاہ اطہر کو اپنا بیٹا بنا کر بدر سے شادی کر دیتا ہے۔ حمد کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

ابتداء:

رہتا دلوں میں تو ہے او لامکاں والے	آنکھوں میں نور تیرا اے آسمان والے
رو ئیں یہ ہمارے ہو جائیں گر زبانیں	ممکن نہیں ادا ہو تو تعریف شان والے
خورشید و ماہ قدرت بتلائے ہیں تیری	ہر روز و شب چمک کر او آن بان والے
تو جلوہ گر ہے خالق ہر جا عیاں نہاں ہو	دونوں جہاں میں تو ہے دونوں جہاں والے

اختتام: اطہر۔ لیکن فدوی بدلہ لینا نہیں جانتا۔
بادشاہ۔ اچھا تیری سنا۔ اس سے اس کی جان بخشی کی جاتی ہے۔

بادشاہ:- یہ میرا بیٹا ہے کیونکہ میں لاولد ہوں اور وہ تیری بیٹی ہے۔ اچھا بدر کو تو بلالا۔
(بدر کا داخل ہونا) ان کی جذب الفت کامل ہے (دونوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے)

۱۲۳۱- مجموعۂ احادیث۔ مصنف نامعلوم

تاریخ کتابت ونام کاتب۔ نامعلوم - اوراق مقدمہ ۱۵ تقطیع ۱۹ × ۱۵ سمر
مسطر ۱۷ سطری۔ اوراق کتاب۔ ۶۷۔ تقطیع ۲۵ × ۱۹ مسطر ۲۴ سطری
تاریخ تصنیف۔ قیاساً بعد از ۱۳۲۵ھ

یہ احادیث کا مجموعہ ہے۔ پہلے ایک مقدمہ ہے جس میں محدثین کرام کا مختصر حال بیان کیا گیا ہے۔
احادیث کے مرتب کرنے کا مقصد جامع نے اس طرح بیان کیا ہے۔

"میں نے ایمان اور اسلام اور احسان کی تشریح کی ہے اور اس پر علم، صحیح احادیث رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم احادیث نبوی اور آثار صحابہ سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس پر اضافہ کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے حق کے طالبوں کو نفع بخشے گا۔

اس مجموعہ احادیث کو ۱۹ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اور فہرست عربی میں دی گئی ہو۔ متن میں احادیث عربی نفیس خط میں اور اس کے محاذی اردو ترجمہ اور حاشیہ میں لغات اور تشریح ہے۔ چند ابواب نمونتاً حسب ذیل ہیں۔

پہلا باب: علم اور عالم کی فضیلت میں
دوسرا باب: علم کے آداب میں
تیسرا باب: تعلیم کے آداب میں
چوتھا باب: اللہ کی کتاب سے دلیل لینے کے بیان میں۔
پانچواں باب: بعض باتیں جو حسنہ ہیں وہ نئی باتیں جو سنت سے ملحق ہو جاتی ہیں۔

ابتداء: مختصر تحریر حدیث کی تاریخ۔
مقدمہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی تو یہ تحریر فرماتے ہیں " خدا تمہیں اور ہمیں علم عطا فرمائے۔ جان لو کہ احادیث نبوی صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں کتب جو میں مدون و مرتب نہ تھے۔ اس کے دو وجوہ ہیں۔

اختتام: حضرت امام اعظم رحمۃ نے جن احادیث سے کسی مسئلہ کا فیصلہ کیا وہ بڑی احتیاط سے کیا۔ کسی

محدث کی کمزوری سے ضعیف سمجھنا بعد کی بات ہے۔ مگر کسی حدیث کا سرے سے انکار کرنا غلط ہے۔ البتہ کسی ضعیف بیان کردہ حدیث پر عمل کرنے سے تامل کرنا درست ہے۔

۱۳۳۲۔ اصول اثریات

مصنف ایم اے رحمٰن اسٹنٹ ریسرچ اسکالر ان آرکیالوجی ریڈر شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ
تاریخ تحریر ۱۹۳۶ء اوراق ۱۳۱ ٹائپ شدہ
آخری باب کے ۱۸ صفحات مصنف کے قلمی آخر میں انگریزی سے اردو اصطلاحات ۵ صفحے
ٹائپ میں سطور فی صفحہ ۲۳۔ مصنف کے قلمی سطور فی صفحہ ۲۶

محمد عبدالرحمٰن صاحب عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ میں ریڈر رہیں اور اس کے ملحقہ کالج نظام کالج میں برسوں تاریخ کا درس دیتے رہتے ہیں۔ حکومت کی جانب سے اصول اثریات پر مقالہ لکھنے کی فرمائش کی تھی جس کی موصوف نے تکمیل کی اور یہ مقالہ پیش کیا۔

یہ مقالہ تیرہ ابواب پر منقسم ہے۔ ابواب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ (ا) علم الآثار کا تعارف (ب) آثاریات کی وسعت
۲۔ آثاریات کے مقاصد و طریق
۳۔ نظام تعلیم میں آثاریات کا مقام و مفاد
۴۔ علم الآثار بحیثیت سائنس
۵۔ عملی آثاریات (وسعت و طریق)
۶۔ اصول حفر
۷۔ اصول قلمبندی
۸۔ پیمائش
۹۔ عکاسی
۱۰۔ اشیاء کا تحفظ بدوران حفر
۱۱۔ رپورٹ کی تیاری
۱۲۔ عجائب خانہ کا ابجدی کام

۱۳- قدیم تمدن اور ان کے زمانہ کا تعین

ابتدا:- پیش لفظ: ہمارے ملک ہندوستان میں اثریات یعنی آثار قدیمہ کے کام انگریزوں کے دور حکومت میں شروع ہوئے۔

اختتام:

جہاں مختلف ماہرین کے اندازوں میں (جو کہ مختلف اصول اور طریقوں کی روشنی میں قائم کئے جاتے ہیں) اگر ایک نسبت پیدا ہو جائے تو اس سے بہت جلد صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں مدد ملتی ہے۔ اور اسی میں صحت کا عنصر بھی زیادہ غالب رہتا ہے۔

آخر میں نقشے (بلو پرنٹ) دیے گئے ہیں جو کھدائی، کھنڈرات، منصوبہ بندی (پلاننگ) اور کارڈنگ سے متعلق ہیں۔

۱۲۳۳- ہندوستان کی تاریخ ثقافت:

اوراق ۱۱۳ تقطیع (۳۱ × ۲۱ سمر) سطور فی صفحہ ۲۴، ۲۶ - مصنف - تاریخ کتابت نامعلوم کاتب غالباً خود مصنف

یہ کتاب ہندوستان کی ثقافت کی تاریخ ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ ہند آریائی ثقافت سے متعلق ہے۔ جس میں سات باب ہیں۔ پہلا باب ہندوستان کی قبل آریائی ثقافت، دوسرا ویدی مذہب اور معاشرہ، تیسرا ویدی فلسفہ چوتھا بدھ مت اور جین مت کا عروج پانچواں مابعد وید ادب چھٹا ہند ثقافت کی تشریق اور ساتواں ابتدائی زمانہ میں غیر ملکوں پر ثقافتی اثر پر مشتمل ہے۔ اسی طرح دوسرے حصے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آٹھواں باب سے شروع ہوتا ہے جو مسلم ثقافت کے اثرات پر ہے۔ نواں باب ایک نئی مخلوط زبان کا ظہور دسواں ہندی فارسی ادب قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں۔ گیارہواں بھگتی اور مذہبی اصلاح کی تحریکات اور بارہواں ہندوستان اور تصوف کے بیان میں ہے۔

اس کتاب کے ہر صفحہ پر پنسل پر نشانات لگے ہوئے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی کتابت ہوئی ہے اور یہ کتاب (۲۸۱) صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ لیکن اس کا مطبوعہ نسخہ نظر سے نہیں گزرا۔

ابتداء: باب اول: ہندوستان کی قبل آریائی ثقافت

ہندوستان کی ثقافت دنیا کی قدیم ترین ثقافت ہے۔ جو ابتک زندہ ہے۔ اس کی تاریخ گذشتہ پانچ ہزار سال پر پھیلی ہوئی ہے۔

اختتام:

قرون وسطی میں چھوٹے بڑے تمام سلسلے (سلاسل طریقت) سارے ہندوستان میں پھیل گئے تھے۔ اور ان ہی سلسلوں کے توسط سے بنی نوع انسان کو تقوٰی و محبت کا ایک پیام پہنچا۔ جس نے نہ صرف بہت سے افسردہ دلوں کو سکون عطا کیا بلکہ ہر طبقہ کے لوگوں میں انسان دوستی، ہمدردی اور باہمی مفاہمت کے جذبہ کو ایسا ابھارا کہ جس کی بدولت مختلف ثقافتوں کے باہمی امتزاج کی رفتار ترقی تیز تر ہوگئی اور یہی قرون وسطی کے ہندوستان کا طرۂ امتیاز تھا۔

۱۲۳۴۔ تذکرہ خطاطاں - مصنف سید عباس حسین

تاریخ تصنیف و کتابت ۱۹۶۶ - اوراق ۴۴ + ۶۱ + ۵۹ + ۵ - ٹائپ شدہ مسطر ۲۵ سطری تقطیع (۲۹ × ۲۲ سمر)

سید عباس حسین نواب سالار جنگ کے کتب خانہ کے مہتمم تھے۔ مقدمہ کے آخر میں لکھتے ہیں۔

"چونکہ نواب سالار جنگ بہادر مغفور کے کتب خانہ سے میرا آبائی تعلق رہا ہے۔ اس لئے اس کا مختصر ذکر مناسب رہے گا۔ درگاہ قلی خاں سالار جنگ پشت میں نواب صاحب کے جد امجد تھے۔ ان کو صرف کتابوں کے جمع کرنے کا ہی خوق نہ تھا۔ بلکہ علم اور اہل علم سے بھی خاص انس تھا۔ چنانچہ ان کے زمانے کی اکثر کتابوں پر درگاہ قلی خاں کی مہر موجود ہے۔ اس زمانہ کا طریقہ یہ تھا کہ کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے قلم سے "دیدہ شد" لکھ دیتے تھے۔ یا مہر کر دیتے تھے۔ لہٰذا اسی سے ان کے معلومات اور علم کا پتہ چلتا ہے یہ کتب خانہ نسلاً بعد نسلاً اس خاندان میں رہا۔ نواب یوسف علی خاں سالار جنگ نے اس میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ چنانچہ بہترین قرآن مجید، کتابیں اور قطعات جو دنیا میں ایران کے مشہور خوش نویسوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے جمع کئے۔ افسوس ہے

کہ مرحوم نے ایسے بہترین ذخیرے کو گمنامی میں رکھا"۔ ۱۔

سید عباس حسین صاحب نواب سالار جنگ ثالث کے بعد بھی مہتمم کتب خانہ رہے اور تقریباً ۷۲ سال عمر کے پورا کرکے کبر سنی کے باعث سبکدوش ہوئے۔

یہ تذکرہ چار حصوں پر منقسم ہے۔ پہلا حصہ فن خطاطی پر تبصرہ ہے۔ جس میں حسب ذیل ذیلی عنوانات ہیں۔ خط کے مختلف ادوار، صوری، پیرو غلیفی، مقطعی سیاہی و کاغذ۔ پیرو غلیفی کے مشتقات، یونان اور یورپ میں تحریر، قبطی اور لاطینی تحریریں۔ ایشیا میں عبرانی، ارامی اور قبطی خطوط، عربی، کوفی، اور سریانی رسم خط۔ مکہ میں خط کوفی کا رواج اور عروج، ان پر اعراب، علم تجوید، فن حفظ، اسلام اور خط کوفی، تذہیب طلاکاری اور نقاشی، صحافی یا جلدسازی اور آخری عنوان مسلمانوں کے علمی خزانے۔

ان تمام عنوانات پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ مشہور خطاطوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ اس میں (۳۰۵) خطاطوں کے حالات مختصراً بیان کئے گئے ہیں۔

تیسرے حصے میں (۱۴۵۰) خطاطوں کی ایک فہرست دی گئی ہے۔ آخری حصہ کتابیات کا ہے جو بجائے خود بہت اہم ہے۔

ابتدا:

مقدمہ۔ خط کا پہلا دور۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الرحمن ۔ علم القرآن ۔ خلق الانسان علمہ البیان۔ متکلمین نے انسان کی تعریف حیوان ناطق کی ہے۔

انتہا:

(۳۰۴) سید حسین دکنی۔ نواب محمد اشرف صاحب کے کتب خانہ میں فقیر نے ان کا ایک قطعہ بخط نستعلیق دیکھا۔ جس پر سن کتابت نہیں ہے۔ یہ میر عماد کی ایک تحریر کی نقل ہے۔

(۳۰۵) سید حسین شیرازی۔ (تذکرہ خطاطان کا اختتام

۱۴۵۰۔ یوسف مشہدی (خلاصہ) (فہرست خطاطان کا اختتام)

۱۱۲۔ وفیات الاعیان۔ قاضی القضاۃ ابن خلکان (مصادر کتب کا اختتام)

یہ مخطوطہ جناب سید عباس حسین صاحب نے اپنے بھانجے جناب سید علی اکبر صاحب صدر ادارہ

ادبیات اردو کے توسط سے ادارہ کے کتب خانہ کو عنایت فرمایا ہے۔

۱۲۳۵۔ رسالہ طریقت

اوراق ۸۔ تقطیع (۲۲ × ۱۷ سمر) سطور ۱۱۔ کاغذ نیلا۔ اول و آخر ناقص۔ جلی قلم

اس رسالہ کا نام رسالہ طریقت متن کے اعتبار سے رکھا گیا ہے۔ ورنہ کتاب میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ ناقص الطرفین ہونے کی وجہ سے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوتیں۔

یہ کسی کم سواد شخص کی تحریر ہے۔ املاکی غلطیاں بہت ہیں۔ مثلاً ذاہر (ظاہر) سفتاں (صفتاں) صابت (ثابت) ہمنا (ہمنا) کلمہ (کلمیس) فوز (فوج) غا (غصہ) پیلی (پہلی) وغیرہ۔

ابتدا: سیوم کلیمس بجید تیسرا کلماں دسکی بزرگی کا سبحان اللہ اللہ تعالیٰ مخلوقاں کے صفتاں تے پاک ہے۔

اختتام: تیسرا فرض آنکھ بھگانا بال برابر کارہیا تو غسل تے پاک ہوتا تین سو کے پر ایسا پانی ستی دسکی اپرال بھو بھوی نیں۔ (ترک) فرض

۱۲۳۶۔ روضۃ الشہدا۔ میر ولی فیاض ولی ویلوری

تاریخ تصنیف ۱۱۱۹ھ۔ صفحات (۳۳۳) تقطیع (۲۵ × ۱۴ سمر) کاغذ دیسی دولت آباد سطور فی صفحہ ۱۷۔ تاریخ کتابت ندارد۔ ناقص الاول۔

ادارہ کے کتب خانہ میں اس سے پہلے آٹھ نسخے موجود ہیں۔ یہ نواں نسخہ ہے۔ تذکرہ مخطوطات جلد اول میں چار نسخوں کا ذکر آیا ہے۔ جن کے نمبر ۳۱، ۳۲، ۹۲ اور ۱۰۰ ہیں۔ تاریخ تصنیف بعض نسخوں میں ۱۱۳۰ھ اور بعض میں ۱۱۲۷ھ بتائی گئی۔ اس نسخہ میں تاریخ سے متعلق دوسرے مصرعہ کا ایک جز "ادگیا رہ سو یو تھا" کے بعد کا حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ لیکن کاغذ جو ڈکر انیواں سال لکھدیا ہے۔

کتب خانہ نواب سالار جنگ میں روضۃ الشہدا کے نو نسخے ہیں۔ ایک نسخے میں ۱۱۳۰ھ لکھا ہے۔ اور ایک میں ۱۱۲۹ھ۔ روضۃ الشہدا کا جو نسخہ بمبئی (محمدی پریس) میں طبع ہوا ہے اس میں ۱۱۱۹ھ کی تاریخ دی ہے۔ اس طرح تاریخ تصنیف مشکوک ہو جاتی ہے۔ اس کے نسخے کتب خانہ آصفیہ جامعہ عثمانیہ اور خانگی کتب خانوں میں بھی ملے ہیں۔

ابتداء: رد نے جہ حکم پر جاکر جاں نثانی بجا لوار کیتا کھڑ......
سوہت دیکھ اس کا جالی تی پر ملایک لافتیٰ بولے گگن پر
مرا ہے وہ غضنفر شاہ مرداں بجے پل میں کیا سب گرد گرداں

اختتام :-

محمد ہور علی ہور فاطمہ سب کریں عاصی کوں اس اپنا مقرب
کیا ہوں ختم جب یو درد کا حال رد گیا را سو یو تھا.....
ولی رب رکھے قلم ہور ختم کر بات .... (ورق پھٹ گیا ہے)

یہ نسخہ پر دفیسر سید محمد مرحوم کا عطیہ ہے۔

۱۲۲۷۔ حمد باری (منظوم) مصنف۔ سردار

اوراق (۱۰) تقطیع (۱۵ × ۱۰ سمر) کاغذ دیسی دولت آبادی۔ تاریخ کتابت و نام کاتب ندارد۔ خط نستعلیق خوش۔

بحر طویل میں یہ ایک حمد ہے۔ اس میں فارسی، اردو اور ہندی سب ہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس کی ابتداء اور آخر میں نواب عنایت جنگ کی مہر "معدن الطاف و عنایت حسین" ثبت ہے یہ انہیں کا عطیہ ہے۔

ابتداء :-

لائق آنست سزاوار اور بجا آنست کہ من بگذرم از ہمہ حکایات و خیالات پریشان بجو بیدہ ہم از گفتن بیہودہ بے فائدہ گویم پس از آن از سر اخلاص متیں ہم ز دہی صدق و یقین حمد بر آں ایزد خلاق کہ داری جہان است و نہان است و عیان است مکین است و مکان است امین است و امان است و دین است و دوران است ہمیں است و نہان است زمین است و زمان است بہار است و خزان است

اختتام :

تو ہیں ہو کن داتار مجھ چوک کا لبتار ترے نام سوں لنار ای نام کا آدھا کنی دور سبھی کا انکا ہور نا ہیں بار مکر دون یا چار بھی باب سما چار دیکھ سمجھ ہشیار سنو نام ادنکا ر سزا نگار نزا دھار پر کار جہان بان و جہاندار نبوں صدقہ ہوا یا تو ہنوں قرباں ترے

موہنوں سردار کی کہو ریا میں سب جیو جان تایں نانک سائیں نانک غریب
سائیں تو بخش خطارا۔

۱۲۳۸۔ بیاض۔ مثنوی (حمد)

اوراق ۳ تقطیع ۳۶×۱۸ سم جملہ اشعار ۱۶۹ کاغذ دیسی درلت آبادی

ابتدا۔ سری گنیش اُم

سمرتا ہوئے یہاں نام گوبند پرم گورو پرم آتم سدا نند
زمیں کا تخت جن کارن بنایا زماں سا تاج اس کے سر پہرایا
کیا اول میں جن محبوب شیدا ہوں آخر کوں اوسکا پے آپ شیدا
گدا اوس شاہ کی درگاہ کا آج میں دیکھا ہوں کہ شاہاں اس کے محتاج

اختتام:

نہ کیوں کرتا ہے اوس کی بندگی کوں عبث کھوتا ہے اپنی زندگی کوں
جہاں میں زندگی سب کو لگے پیاری دے بے بندگی انھیں دو کھاری
سری تو زندگی بے بندگی کیا کرے جب بندگی شرمندگی کیا
تجھے شرمندگی بے بندگی ہے کرے جو بندگی سو زندگی ہے

آخر میں نواب عنایت جنگ کی بیضوی مہر "مصدر الطاف و عنایت حسین" ثبت ہے ادارہ کے کتب خانہ کو یہ موصوف ہی کا عطیہ ہے۔

۱۲۳۹۔ بیاض مراثی

یہ بیاض بہت اہم اور گراں قدر ہے۔ اس میں پانچ مقامات پر تواریخ کتابت درج ہیں۔ دو مرثیوں کے ختم پر ۱۱۸۳ھ ایک کے ختم پر نہم شعبان المعظم ۱۱۸۶ھ دوسرے مرثیے کے ختم پر دوم شہر شعبان المعظم ۱۱۸۲ھ اور ایک مرثیہ کے ختم پر ۱۶ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ ہے۔ ایک قطعہ تاریخ شادی ہمشیرزادہ ضابط جنگ ہے یہ شادی ۱۱۹۰ھ میں ہوئی۔ اس میں فارسی، اردو اور ریختہ میں تحریر کردہ مراثی شامل ہیں۔ حسب ذیل شعراء کے مرثیے ہیں۔

۱۔ سید نجف علی مرحوم بلگرامی۔ پانچ مرثیے۔

۲۔ ہادی۔ ایک مرثیہ

۳۔ ہدایت۔ سید ہدایت اللہ بلگرامی۔ دو مراثی

۴۔ میر محمد صلاح ۔ چار مرثیے

۵۔ ندیم الہ آبادی ۔ ایک مرثیہ

۶۔ سید غضنفر حسین بلگرامی۔ آٹھ مرثیے

۷۔ سید علی حیدری دو مرثیے

۹۔ حکیم محمد علی علی

۱۰۔ مداح ۱۱۔ شریف علی شریف ۱۲۔ بسمل ۔ ۱۳۔ غلام حیدر ۱۴۔ مخلص بالا کوٹ ایک ایک مرثیہ۔

۱۵۔ بیتاب دو مرثیے

۱۶۔ مہدی ایک مرثیہ

۱۷۔ اسد دو مرثیہ

۱۸۔ سید دربان علی دربان دو مرثیے

۱۹۔ شیخ نواز محی الدین ۲۰ ۔ غلام حیدر ۲۱۔ شہریار علی ۲۲۔ نظام الدین صالح

۲۳۔ سلیمی ۲۴۔ سید غلام شاہ ساندوی ۲۵ ۔ برکت بلگرامی ۲۶۔ محتشم ایک ایک مرثیہ

۲۷۔ مقبل دو مرثیے۔

۲۸۔ غلام قادر

۲۹۔ سودا

۳۰۔ قدمبوس

۳۱۔ نظام الدین نظامی ایک ایک مرثیہ

آٹھ مراثی ایسے بھی ہیں جن کے شاعروں کے نام نہیں دیے گئے۔ ایجاد کی ایک منقبت ہے مقبل کا واقعہ سواری حضرت امام حسین رض۔ ایک عربی قصیدہ کا عنوان اس طرح ہے۔ "قصیدہ من تصنیف حضرت فاطمہ زہرہ خاتون جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ بیاض میں میر ہدایت اللہ کی تین مقامات پر مہریں ہیں ۔ اور دوست دارعلی واسطی کی دو مہریں ہیں۔

اب مرثیہ نگاروں اور مراثی کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔

نجف ۔ سید نجف علی بلگرامی مرحوم

سخن شعرا کے الفاظ ہیں۔ "میر نجف علی شعرائے قدیم میں ہیں۔ عمدہ منتخبہ میں شاہ محمد علی الہ آباد خلف شاہ علیم اللہ کا ذکر ہے اور نجف علی بلگرامی کا نہیں۔ ایک مرثیہ کے آغاز میں " فی المرقد سید نجف علی مرحوم بلگرامی اور آخر میں ۱۱۸۳ھ یکصد و ہشتاد و سہ لکھا ہے۔ ایک ہزار سہواً رہ گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نجف ۱۱۸۳ھ سے قبل انتقال کر چکے تھے۔

ان کے پہلے مرثیہ کا بند حسب ذیل ہے۔

آہ سبط مصطفیٰ! ابن علی مرتضیٰ ۔۔۔ دلبر خیر النساء یعنی حسین رہنما

اس کو لکھ نامہ بلا کر کوفیان بیوفا ۔۔۔ تشنہ لب بن آب مارا از جفا در کربلا

اور آخری بند :۔

اے صبح . . . حق یہ اے غرقۂ کربلا ۔۔۔ منت خاتم بجاں آورد رحم کن مرا (مرا)

ہے نجف مداح تیرا اے شہید کربلا ۔۔۔ وارہاں از منت خلق بجاں مصطفےٰ!

دوسرا مرثیہ :۔

مطلع { ہوا حرم سیتی جس دن جدا امام حسین ۔۔۔ غم و الم کا ہوا مبتلا امام حسین

{ لیا سکینہ کو سینہ لگا امام حسین ۔۔۔ جدائی اپنی کا خطبہ پڑھا امام حسین

مقطع { نجف غلام تمہارا ہے شاہ اوس کو سنبھال ۔۔۔ خدا کے واسطے اب چاہ غم سے اوسکو نکال

{ بحق حیدر و زہرا و گریۂ اطفال ۔۔۔ قبول کر یہ مری التجا امام حسین

تیسرا مرثیہ :۔

مطلع { آل نبی پہ اے فلک تو نے یہ کیا جفا کیا ۔۔۔ زہر بلا حسن کو دے شور و عزا بپا کیا

{ تشنہ دہن حسن کوں مضطر و مبتلا کیا ۔۔۔ عابد بے پدر کے ساتھ ہائے یہ کیا دغا کیا

مقطع { لطف سوں ایک نظر کرو شاہ نجف سوے منی ۔۔۔ شامت نفس میں ہوا جرم و گناہ خوئے من

{ حرمت جان مصطفیٰ کر نظرے بسوے من ۔۔۔ مہر و کرم سوں کر قبول عرض جو مدعا کیا

یہاں بیاض سے ایک دو ورق ضائع ہو گئے ہیں۔

چوتھا مرثیہ :۔ درمیانی { دیکھ دولھے کو اندراں میداں ۔۔۔ سہرا سر پہ (ہے) ہاتھ میں کنگناں

کوئی بند { دوست دشمن سبھی ہوئے گریاں ۔۔۔ یہ عجب بیاہ کہ خدائی ہے

مقطع { یا حسین ابن حیدر کرار — سرو باغ محمد مختار
یترے روضہ اوپر نثار نثار — یہ نجف عین کربلائی ہے

پانچواں مرثیہ :-

مطلع { اے رسول مجتبیٰ اے سید عالی گہر — کربلا میں بیکسوں کی کیوں نہیں لیتے خبر
جن کو تم نے لو پلایا لاڈ وہ لخت جگر — خشک لہو میں پھرتے ہیں بھٹکے ہیں سر بسر

مقطع { اے شہید کربلا اے گوہر بحر شرف — عالم علم لدنی شہسوار لوکشف
از جناب پاک تو امیدی دارد نجف — تا کنی روز جزا نخل مرادش بار ور

دوسرا مرثیہ نگار کا تخلص ہادی ہے۔ اور اس کا ایک ہی مرثیہ لکھا گیا ہے۔ اس کے متعلق تذکرے خاموش ہیں۔ گلشن ہند میں ایک ہادی کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے بارے میں لکھا ہے

ہادی دہلوی :- زبانی شیخ فرحت شنیدہ شد کہ استعداد نہ داشتہ ممکن ہے یہ کوئی اور ہو۔

مقطع { جامہ نیلی ہی کنم از غم علی مرتضیٰ — در عزا ای قرۃ العین نبی در کربلا
رحمت از خواہی تو ہادی از جناب کبریا — لعن کن بر دشمنانِ اہل بیت مصطفیٰ

سید ہدایت اللہ بلگرامی۔ تخلص ہدایت

ہدایت تخلص رکھنے والے اور بھی شعرا ہیں لیکن سید ہدایت اللہ بلگرامی کا ذکر کسی میں نہیں۔ گلشن ہند، عمدہ منتخبہ، نکات الشعرا، خوش معرکہ زیبا، مجموعہ نغز، سخن شعرا اور چمنستان شعرا میں ہدایت اللہ خاں ہدایت کا ذکر کیا ہے۔ جو میر درد کے شاگرد اور نثار اللہ خاں فراق کے چچا تھے۔ وہ علم و فضل سے کافی بہرہ ور تھے۔ اور ہر صنف میں طبع آزمائی کی۔ ایک مرثیہ بھی کہے ہیں لیکن ہدایت اللہ بلگرامی کا کسی نے ذکر نہیں کیا۔ اس بیاض میں میر ہدایت اللہ نام کی مہریں ثبت ہیں۔ شبہ ہوتا ہے کہ یہ وہی ہدایت اللہ بلگرامی ہیں۔ بیاض میں ان کے دو مرثیے ہیں۔ اور صاف صاف تصنیف سید ہدایت اللہ بلگرامی لکھا ہے۔

پہلے مرثیہ کا پہلا بند { از ہجرت رسول بہ بطحا ستم ہوا — بعد از وفات حضرت طاہا ستم ہوا
فی الفور بعد سید عظمیٰ ستم ہوا — خاتوں کوں ایسے غم میں ستانا ستم ہوا

مقطع بند ۵۶ [1]

کہتا ہے یوں ہدایت اے شاہ نامدار — سر دو جہاں میں اپنا کرم کر کے بے شمار
سر سبز رکھ تو اس کو جوں لجتی تھے کہار — ظاہر اگرچہ جگ میں ہر یک جا ستم ہوا

[1] لجتی سے کہار کے آگے بجز ات ہشت و چار لکھا ہے۔

دوسرے مرثیہ کا پہلا بند
آج ہے تشنہ دہن ہائے حسین ابن علی | رن منے زخمی بدن ہائے حسین ابن علی
ہو گئے نہ بوح تن ہائے حسین ابن علی | بے ہر نہ میسر کفن ہائے حسین ابن علی

بند ۲/۱۲ مقطع
ختم شہادت ہوا ظلم نہایت ہوا | خاہ حسین غنایت ہوا مجکو ں ہدایت ہوا
فرکن کرامت ہوا میرا الشفاعت ہوا | اون کوں نجالت ہوا ہائے حسین ابن علی

میر محمد صلاح۔ تخلص صلاح۔ حرف قدرت نے صلاح کا ذکر کیا ہے اور بتلایا ہے کہ یہ بنیرہ محمد افضل الہ آبادی تھے۔ انھیں درویشی سے لگاؤ تھا، عملیات اور تسخیر میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ فرخ آباد کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ تذکرہ نگاری کے وقت (۱۱۸۸ھ) انتقال ہو چکا تھا۔

بیاض میں ان کے چار مرثیے ہیں۔ مطلع اور مقطع پیش ہیں۔

۱۔ مطلع:۔ اے دریا سبط پیغمبر کیا ہے الوداع | یادگار حیدر صفدر کہا ہے الوداع
مقطع:۔ لذت از زندگانی نیست مارا اے صلاح | زانکہ میرا بادی اور رہبر کہا ہے الوداع

۲۔ ۹۴ اشعار۔ مطلع: اے محبان از غم آل عبا | سیل خوں جاری ہوا از دیدہ ہا
مقطع: اے صلاح اس مرثیہ کوں کر تمام | بر نبی و آل او بارا سلام

۳۔ ۸ اشعار۔ مطلع: آہ از درد غم دو نوجواں مصطفیٰ | نالہ اور شیون اٹھا از خاندان مصطفیٰ
مقطع: سرفرازی ہے مجھے در روز محشر اے صلاح | گر سنوں میں حرف بخشش از زبان مصطفیٰ

۴۔ ۱۶ اشعار۔ مطلع: اے محباں اب سبب مارا گیا سلطان چرا | خانہ ان احمد مرسل ہوا ویراں چرا
مقطع: لطف شاہ کربلا ہو شامل حال صلاح | روز محشر میں ہوئی محروم از احساں چرا

ندیم الہ آبادی

بیاض میں ندیم الہ آبادی لکھا ہے۔ سخن شعرا میں ندیم تخلص رکھنے والے چھ شعرا کا ذکر ہے۔ اس میں الہ آبادی ندیم کا نام سید محمد عسکری بتلایا ہے اور ان کا وطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص۔ ایک ندیم دہلوی بھی ہیں جن کا ذکر سخن شعرا، خوش معرکہ زیبا، "گلشن ہند"، عمدہ منتخبہ اور طبقات الشعرا کے حاشیہ میں فغاں کے تتبع میں ملتا ہے کہ نام علی تقی تھا۔ صاحب گلشن ہند لکھتے ہیں شیخ علی تقی استاد، مشرف علی خاں فغاں است از دہلی بہ مرشد آباد آمدہ بوسہ کار نواب میر جعفر خاں اشتغال داشت و بسیداں عہد وفات یافتہ۔ مرثیہ سید الشہداء علیہ السلام اکثر می گفت۔

لیکن بیاض ندیم کے ساتھ الہ آبادی لکھا ہے۔ اس لئے یہ مرثیہ اول الذکر ندیم کا ہے۔ ان کا ایک ہی مرثیہ تکلم بند ہوا ہے۔

۱۔ مطلع : اے صبا غمگیں خبر گھر گھر سوں کہو / پھر مدینہ میں نبی سرور سوں کہو
تجھ غلاماں کے غلاماں کا ندیم / ہے کیں جا کر شہید اکبرت کہو

غضنفر۔ سید غضنفر حسین بلگرامی

تمام تذکرے ان کے ذکر سے خالی ہیں۔ بیاض میں ان کے اٹھ مرثیے نقل ہوئے ہیں۔ صاحب بیاض میر ہدایت اللہ بلگرامی سے ممکن ہے کہ ان کا قریبی تعلق ہو۔ جس کی بنا پر آٹھ مرثیے انھوں نے اپنی بیاض میں قلم بند کئے۔

۱۔ مطلع : یا رسول اللہ تمھاری پاک آل / ہے ز تیغ شامیاں بد سگال
چھوڑ زخمی اوس کو جینا ہے محال / کربلا میں آکے دیکھو ان کا حال
مقطع: ہے یہی مقصد مرا تم سے شہا / یہ غضنفر ہے سگ کوے شما
بخشیو اوس کے گنہ روز جزا / راکھو اوسکی .... میں بے ملال

۲۔ مطلع : آئے جب لوٹے ہوئے وے بیوہ اہل بیت / روضۂ احمد ہوا ماتم سرائے اہل بیت
غل او ٹھا از فیز زہرا اس صدائے اہل بیت / ہائے پیچھے کیوں رہا ہے وہ شوے اہل بیت
مقطع:۔ اے شہید کربلا وے کشتۂ تیغ جفا / اے امام مقتدی و عزتہ بحر بلا
ہے یہی مقصد غضنفر کا کہ در روز جزا / بخشیو اوس کے گنہ تم از برائے اہل بیت

۳۔ مطلع : شہ کا غم ہے سخت الم ہے تن بھی جلا ہے دل بھی جلا ہے
جان پیمبر نائب حیدر دین کا رہبر قتل ہوا ہے
قوم دغا نیں (نے) اہل جفا نیں (نے) دیا دغا ہے کیا جفا ہے
سبط نبی کوں ابن علی کوں خلق پیاسا ذبح کیا ہے
مقطع: ختم کرو اب یہ قصہ غضنفر تاب نہیں ہے لکھنے دیگر
سوز الم سوں اس غم سوں زیادہ لکھے کیا حل کیا دفتر
آل نبی کا درد و مصیبت روز فزوں ہے تا دم محشر
اشک بہانا شاہ کے غم میں عفو الٰہی روز جزا ہے

۴۔ مطلع : نوشہ بلا شادی قاسم بن حسن خوں سیتی اپنے دہ رنگیں پیرہن
یوں کبھی رو رو کے اوس کی یہ دلہن ہائے نوشہ آج جو تھا جاکے دن ؟

مقطع :۔ اب نہیں طاقت ہے جو کیجے بیاں ہے بڑی اس غم کی از بس داستاں
ہو گئی کہنے سے عاجز یہ زبان مختصر کر اب غضنفر یہ سخن

۵۔ مطلع :۔ مجھ کو وہ رہ رہ کے یہی جوش ہے دل پر آتا کہ عجب قدرت حق ہے نہیں بولا جاتا
جس کا خادم ہوئے جبرئیل امیں کہلاتا اوس کا سر تن سوں جدا دھوپ ہے... کھاتا
خنجر اوس حلق میں کیوں کر کے گزر ہیں پاتا

مقطع :۔ مدعا تجھ سے غضنفر کا ہے اے دیں کے امام کہ ازل سیتی کیا یا ہے تمہارا وہ غلام
وہ بدم دل سیتی یہ کہے ہے قیامت و سلام کہ کرو روز جزا عفو گنہ اوس کے تمام
تم سوا کس سو کہے تیرا ہے وہ کہلا

۶۔ مطلع : اے جوان تازہ نخل بوستان فاطمہ ۔ آہ افتادہ زپا
مستزاد گشت پنہاں آفتاب آسمان فاطمہ ۔ در طرہ ابر بلا
شد خموش آں شمع بزم دودمان فاطمہ ۔ از ہوائے صد جفا
کشتہ شد یعنی حسین نوجوان فاطمہ ۔ در قضائے کربلا

مقطع یا الٰہی العالمین دارم زتو فردا امید ۔ گرچہ ہستم پر گناہ
نامہ من خوں غضنفر ز آب رحمت کن سفید ۔ بہر شاہ دین پناہ
در جہاں از فیض عالم خود مگرداں نا امید ۔ کن بحال من نگاہ
زانکہ من ہستم غلام خاندان فاطمہ ۔ از سر صدق و صفا

۷۔ مطلع : ہائے فلک بیداد تری سو آج جینا سر گئی ہائے خشک دہن بے آب جہاں سو دیں گے وے ہر سر گئے ہائے
سادی روح پاک سے اور لخت دل حیدر گئے ہائے کہتے ہیں رو رو اور محرم سب آج مرے سرور گئے ہائے

مقطع :۔ ختم کر اب یہ قصہ غضنفر زیادہ ذکر اب اس کا بیاں شعلہ غم سے جل گیا جاں اور شمع صفت جلتی ہے زباں
مرثیہ تیرے کہنے سے عالم کرتا ہے زاری اور فغاں ہم نے سنا غم اور نہ دیکھا آج کے دن جیسا مر گئے ہائے

۸۔ بحر طویل آہ دردیغا نوشہ قاسم کشتہ شد امروز از بد ظالم
چوں رواں گشت سوے لشکر کفار ستمگار جفا کار پے عربدہ آں نوشہ مظلوم نمودند ہمہ اہل حرم
آہ و فغاں سر۔

شیر شاہ حملہ کناں تیغ علم کردہ بمیداں چو رسیدہ سر کفار بریدہ جگر شاں بدریدہ ہمہ را
کردداراں معرکہ چو روبہ مضطر

قطع آخری ہست ایں قصہ جاں سوز غم اندوز بے ذرد نماندہ است مرا طاقت تقریر و تحریر کہ سازیم
مصرعہ بیاں در غمش جملہ غضنفر۔

اس مرثیہ کے خاتمہ پر میر ہدایت اللہ کی چوکور مہر ثبت ہے۔

سید علی حیدری بلگرامی۔

حیدری بلگرامی کا تذکرہ کسی تذکرے میں نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بھی ہدایت اللہ بلگرامی کے عزیزوں یا رفقا میں ہوں۔ ان کے دو مرثیے بیاض میں تحریر کیے گئے ہیں۔ جن میں ایک بحر طویل میں ہے۔

۱۔ مطلع : کیا بلا ہے ظلم کا طوفاں اٹھا ہے آج ان میں بے سر فاطمہ کا جاناں ہے آج
مقطع مختصر کر حیدری طاقت نہیں اس الم سوں دل ہمو ابریاں ہے آج

۲۔ بحر طویل۔
آہ درد او دریغا کہ دگر ماہ محرم شدہ ظاہر ہمہ اولاد علی آل نبی جامہ نیلی بہ بر و خاک سیہ ریخت دبر سر۔
آہ حسیناں آل پیمبر شاہ شہیداں بستہ نہ بخیر جملہ یتیماں آہ حسیناں واے حسیناں

مطلع :۔ ماتم جاں کاہ گرفتہ قلم آہ سر شق بریدہ جگر خویش دریدہ سطر اشک نوشت است بقرطاس الم سر۔

مقطع :۔ آہ حسیناں بزباں طاقت تقریر چنیں واقعہ از حد بشر نیست غمش روز فزوں است تحریر۔
قلم سینہ چاک است بیاں کیے بکنم احوال چنیں ماتم عظمیٰ قلم حیدر صفدر۔

میر عبداللہ تمکین

جناب علی جواد زیدی صاحب نے میر عبداللہ مسکین پر ایک تفصیلی مقالہ تحریر (سہ ماہی) کی جلد ۲ شمارہ ۳

۱۹۷۰ء ۶ ۱۳۱ میں سپرد قلم کیا ہے۔ اس میں موصوف نے مسکین کا سال ولادت ۱۱۱۰ھ تا ۱۱۱۵ھ کے درمیان ہونا قیاس کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ۱۱۳۵ھ سے پہلے ہی مرثیہ نگار کی حیثیت سے شہرت حاصل کر لی تھی مسکین تین بھائی تھے۔ مسکین، حزین، غمگین اور تینوں مرثیہ نگار تھے۔ درگاہ قلی خاں نے اپنی تصنیف مرقع دہلی میں لکھا ہے کہ "ان کے دل میں منقبت کے سوا اور کوئی فکر نہیں آتی۔ ان کے مرثیوں کو سن کر عزاداروں پر وہ غم طاری ہوتا ہے جو نہ "روضۃ الشہداء" سے طاری ہو سکتا ہے۔ اور نہ "وقائع مقبل" سے۔ ان کا مرثیہ لوگوں کو ضرب المثل بن گئی تھی۔ سودا نے اپنی قصیدے "تضحیک روزگار" میں مسکین کا ذکر کیا ہے۔ شعر ہے۔

اسقاط حمل ہو تو کہیں مرثیہ ایسا ۔۔۔ پھر کوئی نہ پوچھے میاں مسکین کہاں ہے

مسکین فن موسیقی سے بھی واقف تھے۔ بعض مراثی راگنیوں پر نظم کئے ہیں۔ بیاض میں تیسرے مرثیہ کے آغاز میں بعنوان عنوان لکھا ہے۔

"مرثیہ امام معصوم من تصنیف میر عبد اللہ مسکین مرحوم"

۱۱۸۶ء سے قبل ان کا سنہ وفات متعین ہوتا ہے۔

مسکین کے مراثی

۱۔ مطلع: شہربانو دکھ سہتیں اور وہ پکارا یا رسول ۔۔۔ بیکسی میں کوئی نہیں تم بن ہمارا یا رسول
مقطع: سن کے اس واقع کو ہے مسکین گریاں روز و شب ۔۔۔ ظالموں پر لعن کہتا آ تنکارا یا رسول

۲۔ مطلع: دکھ پڑا آل عبا پر آل درماں کوئی نہیں ۔۔۔ محرم درد یتیماں و اسیراں کوئی نہیں
قتل ہوا ابن حیدر حال پرساں کوئی نہیں ۔۔۔ صاحب الطاف غیر از یک سبحاں کوئی نہیں
مقطع: یہ مصیبت ۔ ۔ ۔ زین العبا اور سب حرم ۔۔۔ شام کوں قیدی چلے اور پیشوا تھے سر علم
لیکے آگے غم کی باتوں پر نہیں چلنے قلم ۔۔۔ اس کے آگے مسکین اب لکھنے کا قانوں کوئی نہیں

۳۔ اس مرثیہ کے ۶۰ بند نقل ہوئے ہیں۔ اور ۶۱ لکھ کر اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔
مطلع: قضا نے کربلا میں جب نمائی معرکہ کی ۔۔۔ کہ دیکھوں ٹک شجاعت اور جماعت آل حیدر کی
پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں قلم شمشیر و خنجر کی ۔۔۔ کہا منظور ہے سب فوج یہ سبط پیمبر کی

ساٹھواں بند
کہا اماں نے بیٹا جیسی مہمانی وہاں ہوتی ہے — مجھے معلوم ہے راحت نہایت قدرداں ہوتی ہے
تمہارے سر اوپر شمشیر و نیزوں کی مہماں ہوتا ہے — سو وہ کرتی چلی ہے خون خاطر اولاد حیدر کی

مسکین کے مراثی بڑا ذخیرہ سید مسعود حسن رضوی ادیب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ کتب خانہ ایڈنبرا اور حیدرآباد کے کتب خانوں کی بیاضوں میں بھی مسکین کے مراثی محفوظ ہیں۔

علی، حکیم محمد علی:

صرف سخن شعرا میں حکیم محمد علی تخلص علی کا ذکر ملتا ہے۔ لکھتے ہیں۔ حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

ان کا صرف ایک مرثیہ نقل ہوا ہے۔

مطلع: کیوں نبی کی آل کو ناحق ستایا ہائے ہائے — تشنگاں کوں نیر بن لوہو پلایا ہائے ہائے

مقطع: ہیں حوالے تیغ حیدر وہ ستم گر اے علی — سر جنھوں نے شہ کا کاٹا اور کٹایا ہائے ہائے

اس کے بعد ایک فارسی نوحہ ہے نہ شاعر کا نام لکھا ہے اور نہ شاعر نے مقطع لکھا ہے۔

مطلع ہے:-

زمیں ز خون شہیداں دیگر بجوش آمد — فلک ز آہ جہاں سیاہ پوش آمد

مداح: تمام تذکرے مداح کے ذکر سے خالی ہیں۔ ممکن ہے کہ غیر معروف شاعر ہوں۔

مطلع:- ظالماں مل کے یتیماں کتئے اونٹاں پو سوار۔ شہ کے خیمہ کوں لوٹا
قافلہ اہل حرم یوں کہیں رو رو کے پکار۔ کیا کیا ہائے خدا

مقطع:- شاہ کے غم سیتی بریاں ہوا مداح کا دل۔ جیسے ہو نام کباب
ہوا کے گریاں ہوا پاؤں پہ حسینا کے نثار۔ پھر دہا لاسے واد کھا

شریف علی مرحوم بلگرامی

کسی تذکرہ میں ان کا ذکر نہیں۔ ۱۲۸۶ھ سے قبل وفات پائی۔ ان کا مرثیہ مستزاد ہے اور چار مصرعوں کا ایک بند ہے۔ تخلص بھی استعمال نہیں ہوا ہے۔

مطلع:- افسوس کہ آں سرو گلستان پیمبر۔ برخاک بیفتاد
افسوس کہ آں آب رخ ساقی کوثر۔ لب تشنہ بفریاد

آں لخت دل فاطمہ و شافع محشر ۔ با خاطر ناشاد
شد کشتہ ز جور و ستم شمر ستمگر از خنجر بیداد

بسمل

بیاض میں بسمل کا نام نہیں بتلایا۔ تذکروں میں شفیق اور قائم نے کسی اور بسمل کا ذکر کیا ہے۔ سخن شعرا میں آٹھ بسمل ہیں۔ لیکن کسی کے تعلق سے مرثیہ گوئی کا اظہار نہیں کیا۔ سرور نے دو بسمل کا ذکر کیا ہے۔ گلشن ہند میں تین بسمل ہیں اور ان تذکروں سخن شعرا۔ عمدہ منتخبہ اور گلشن ہند میں سید حیدر علی کا ذکر ملتا ہے۔ جو چنار گڑھ کے رئیس تھے۔ علی ابراہیم خاں خلیل نے لکھا ہے کہ "۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں میر مذکور سے بلدہ محمد آباد بنارس میں مکرر اتفاق ملاقات کا ہوا۔ جوان سلیم الطبع اور سخن فہم نظر پڑے"۔ بسمل نے کچھ عرصہ بنارس میں راجہ کے وکیل کی حیثیت سے اور کچھ عرصہ عظیم آباد میں بسر کیا ہے۔ تقدیم زمانی کے لحاظ سے یہی حیدر علی بسمل اس مرثیہ کے کہنے والے ہو سکتے ہیں۔

مطلع :- بشنید ز نوشیون ماتم زدگاں را ۔ گفتا چہ غم است ایں
زد بر بر گردوں چہ غم پشت کماں را ۔ دور الم است ایں
اے دہر مکن سینہ پر آہ و فغاں ۔ تیغ دو دم است ایں
خواہی کہ پر از نوحہ کنی لوح زباں را ۔ کار سے قلم است ایں (کذا)

مقطع
آغشتہ بخوں گشتہ تن سرور دوراں ۔ از خنجر بیداد
با داغ جگر تشنگی شاہ شہیداں ۔ کردند چی یاد
گشتند فروشاں ہمہ چوں موجہ عماں ۔ غلماں پریزاد
با حور و قصور و ملک و خازن رضواں ۔ از حرحر فریاد
دادند بتاراج الم باغ جہاں را ۔ بسمل چہ غم است ایں

حیدری ۔ غلام حیدر

حیدری کا ذکر سخن شعرا اور گلشن ہند میں ملتا ہے۔ سخن شعرا میں "حیدری تخلص غلام حیدر دہادی دہلوی مقیم عظیم آباد" لکھا ہے۔ اور گلشن ہند میں "اسمش غلام حیدر احوالش معلوم نیست" ہے۔ بالائے کورٹ بیاض میں کہے کسی تذکرہ میں یہ لفظ نہیں۔ ان کا صرف ایک مرثیہ نقل ہوا ہے۔

مطلع: ہیہات کہ گل کرد شفق خون شہیداں ۔ در شام محرم
نشست بخونناب جگر مہ درخشاں ۔ بر چرخ معظم
زر تیغ الم گر مہ نو گشت نمایاں ۔ بسمل شدہ عالم
خوں می چکد از دیدۂ تو پاک بداماں ۔ از شیون و ماتم

مقطع: نرگس شدہ بیمار ازیں درد بہ گلشن ۔ با دیدہ خوں بار
گل ریخت بسا خون دل از دیدہ بدامن ۔ از بار مژہ بار
آں گلشن فردوس بریں گشت چو گلخن ۔ بلبل شدہ افگار
صد آہ جگر گشت برون از دل خارن ۔ گل ریخت بہ یکبار
چوں حیدری غمزدہ در ماتم شاہاں ۔ از من است و ماتم

ایک اور مرثیہ بھی ہے جس کے آغاز میں غلام حیدر بلگرامی لکھا ہے لیکن اس کا مقطع نہیں ہے۔

مطلع:
یا علی تم از نجف کربلا میں آتے کیوں نہیں
تشنہ لب بیکس کے تئیں پانی پلاتے کیوں نہیں
حوض کوثر سے اوسے پانی بھجاتے کیوں نہیں
عابدیں ہے قید میں اوس کو چھوڑاتے کیوں نہیں

اس مرثیہ کے بعد مقبل کا ترجیع بند ہے۔

مخلص

مخلص تخلص کے اندر نام مخلص کے علاوہ "عمدہ منتخبہ" میں دو شاعروں کا ذکر ہے۔ ایک مرزا محمد حسین باشندہ دہلی اور دوسرے میر باقر اکبر آبادی۔ شاعر عہد فردوس آرامگاہ شاگرد مصطفیٰ خاں یک رنگ۔ قائم نے اپنے تذکرہ مخزن نکات میں مرزا محمد حسین کا یوں ذکر کیا ہے۔

"نبیرہ وزیر خاں مرحوم است کہ در عہد عالمگیر بادشاہ فوجدار بلدہ سہرند بود ہر چند خانہ زاد موروثی است لیکن چوں ارکان سلطنت از احوال امثال چنیں مردم غافل شدہ اند بنا بریں بہ نقد قلیل بدر سالہ گزر طاعت می نماید"

گلشن ہند میں بدیع الزماں (سرکار شجاع الدولہ وزیر ملک بود) کا ذکر ہے۔ دوسرے مخلص "تخلص علی نعماں نام بھانجے نوازش محمد نعماں کے ساکن مرشد آباد میر باقر کے

مشہور تھے" اور ۱۲۱۶ھ میں انتقال کیا۔ سخن شعرا میں سات شعرا کا ذکر ہے۔ جن کا تخلص مخلص تھا۔ مندرجہ بالا مخترک ہیں۔ سات شعرا حسب ذیل ہیں۔

۱۔ میر مہدی حسن (کانپور) ۲۔ انند رام ۳۔ مخلص علی خاں مرشد آبادی ۴۔ میر باقر اکبر آبادی۔
۵۔ بدیع الزماں خاں دہلوی شاگرد شاہ واقف ۶۔ مرزا کلب حسین خاں چھوٹے برادر کلب حسین خاں نادر تخلص خلف کلب علی خاں متوطن بنارس۔ ۷۔ منشی محمد حسین خاں ولد امانت خاں بھاگلپوری۔

یہ مرثیہ مخلص علی خاں یا میر باقر کا ہو سکتا ہے۔ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔

مطلع: امشب است آں شب کہ فردا الوداع خواہد شدن
از تن شاہ شہیداں سر جدا خواہد شدن
تن بردے خاک و سر بر نیزہ ہا خواہد شدن
امشب آں شب کہ فردا مبتلا خواہد شدن
بے کس اندر کربلا زین العبا خواہد شدن

مقطع:۔ امشب است آں شب کہ فردا می کند جاں را فدا
مخلص خونیں جگر از بہر شاہ اولیا
اے سپہر خیرہ سر خود را چہ ساں داری بپا
امشب است آں شب کہ فردا بہر شاہ کربلا
عیسیٰ گردوں نشیں نیلی قبا خواہد شدن

بیتاب:

بیاض میں بیتاب کے دو مرثیے ہیں۔ گلشن ہند میں تین شعرا کا ذکر ہے۔ جن کا تخلص بیتاب ہے۔

۱۔ محمد اسمٰعیل شاگرد یک رنگ ۲۔ سنتو کھ رائے معاصر میاں قائم ۳۔ شاہ محمد علیم برادر کہتر قاضی مفتخر۔

شفیق اور قائم نے محمد اسمٰعیل کا ذکر کیا ہے۔ مجموعۂ نغز میں محمد اسمٰعیل کے علاوہ محمد علیم الدین الہ آبادی کا ذکر ہے۔ سخن شعرا میں بارہ شعرا ہیں جن کا تخلص بیتاب ہے۔ محمد اسمٰعیل کا بھی ذکر ہے اور محمد علیم الدین کا بھی۔ قطعی فیصلہ مشکل ہے۔ ممکن ہے محمد اسمٰعیل ہوں۔

مطلع : اے فلک ہائے نبی کا گل گلزار کہاں
نونہال چمن حیدر کرار کہاں
حضرت فاطمہ کا راحت دیدار کہاں
وہ حسین ابن علی واقف اسرار کہاں

مقطع : ہے یہی عرض راقم سے شہ عرش مقام
کہ دل و جاں سیتیں بیتاب تمھارا ہے غلام
روز محشر کو شفاعت سے کرو اس کا تمام
تم سوا جاویگا اس روز یہ لاچار کہاں

مطلع (بحر طویل) جب خلف شیر خدا زخمی ہو گھوڑے سیں گرا شمر نے خنجر کو چلا سر کوں اوتارا
چرخ زمیں آج زیر و زبر ہے۔
ہے چلے شام کے تیئں لشکر اسلام کے تیئں صاحب اکرام کے رتیں دل کئے خارا
آج قیامت کا یار واثر ہے۔

مہدی

"خوش معرکہ زیبا" میں مہدی علی خاں خلف سعادت علی خاں اور سخن شعرا میں ان کے علاوہ دو اور مہدی ایک مرزا مہدی الہ آبادی اور ایک نواب مہدی علی خاں مرشد آبادی کا ذکر ہے۔ شفیق نے عبد الولی عزلت کے ایک شاگرد میر مرتضی مہدی کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ مرہٹہ جنگ میں ۱۷۷۱ء میں ہلاک ہوئے۔ زیر تبصرہ مہدی سعادت علی خاں کے صاحبزادے ہو سکتے ہیں۔

مطلع :- موسم سیلاب غم شد بر زمین کربلا
آہ واویلا دریغ
غوطہ زد در بحر لجۂ الم ارض و سما
آہ واویلا دریغ
شد بنا لائے خانہ دین منہدم و احترقا
آہ واویلا دریغ

مقطع :- ذاکراں عاجز و دل خستہ اے شاہ شہید
یا الہ العالمین
ہمچو مہدی ہر یکے از دارند امید
جملہ گویند این چنیں
فی جمیعا حالیا یا ربنا ارحم لنا
آہ واویلا دریغ

اس کے بعد ایک مرثیہ ہے جس میں مقطع بھی نہیں اور کاتب نے ابتدا میں نام نہیں لکھا۔ مطلع ہے۔

امشب شب قتل بے کساں است
امشب شب نالہ و فغاں است

دربان۔ سید دربان علی بلگرامی

دربان کے ذکر سے تذکرے خالی ہیں۔ کاتب نے نام لکھدیا ہے۔ اور بیاض میں دو مرثیے شامل کئے ہیں۔

۱۔ مطلع : دفترِ غم میں عجب بات سنی جاتی ہے آلِ احمد کی یہ فہرست لکھی جاتی ہے
سب براتوں پر مصیبت یہ۔۔۔ جاتی ہے جو نشانی تھی علی کی سو مٹی جاتی ہے

اس کے بعد کا ورق ضائع ہوگیا ہے۔ اور دربان کا دوسرا مرثیہ جہاں سے شروع ہوتا ہے وہ ورق بھی نہیں ہے۔ اس کے چھ بند ہیں۔ مقطع ہے۔

ختم کر قصہ جاں سوز کے یتیمیٔ اے درباں کہ نہیں تاب جو اب زیادہ کرے اس کا بیاں
(کس ہو) سن کر یہ روداد مصیبت نہیں کس ہو میں جاں نہ کبھی مجھ سے نہ کس ہو سے سنی جاتی ہے

وامق۔ شیخ نواز محی الدین

وامق کا کسی تذکرہ میں ذکر نہیں۔ غالباً غیر معروف شاعر تھے۔

۱ مطلع :۔ جلوہ گر ہو کر ہوا ہے ماہ ماتم اور گگن بستہ دل جوں غنچہ ہے زین عم رسول ذوالمنن
حیدر کرار تے پھاڑا ہے جیوں گل پیرہن فاطمہ با داغ دل ہیں جوں شقایق در چمن

مقطع : گرچہ کچھ میرے گناہوں کا نہیں حد و حساب مکر میں اس نفس شیطاں کے ہمیشہ خراب
ایک یہ ہے عرض وامق تجھ سے از عالیجناب روز محشر کہ شفاعت اوس کا ہے جیاند

شہریار۔ شہریار علی

کسی تذکرے میں ذکر نہیں نام کے ساتھ مرحوم ہے۔ مرثیہ کے ختم پر ۱۱۸۳ھ تاریخ تحریر شہریار اس سے قبل انتقال کر چکے تھے۔

مطلع : یا مصطفیٰ از لطف سوئے کربلا دیکھو یا مرتضیٰ مصیبت کرب و بلا دیکھو
یا فاطمہ اسیر ہیں زین العبا دیکھو قاسم کا سہرا دیا رحسن مجتبیٰ دیکھو
ہے ہے حسین کشتہ زتیغ جفا دیکھو

مقطع :- اس غم سوں جن و انس و ملایک ہیں زار زار   دیو و پری و وحش و طیور ند بے قرار
روز جزا ساقی کوثر امیدوار   سیراب کن لب و جگر اس گناہگار
اے شہر روضہ شہہ اکا جا دیکھو

صانع ۔ نظام الدین احمد بلگرامی

شفیق نے صانع کے حالات سرو آزاد سے لئے ہیں۔ نام سے تاریخ ولادت نکلتی ہے (۱۱۳۹) میر نوازش علی سے فیض حاصل کیا ہے اور ان کے طول عمر کی دعا کی ہے۔ سرور نے لکھا ہے کہ کبھی کبھار ریختہ میں طبع آزمائی کی ہے۔ شورش نے ایک شعر دیا حالات کچھ نہیں لکھے۔ علی ابراہیم خاں خلیل نے لکھا ہے۔

" از دوستان این خاکسار و جان مرزا رفیع سودا است۔ اشعار فارسی مدون دارد و ریختہ کمتر گوید۔ . . . . اطال۔ بہ سال بست و دویم شاہ عالم بادشاہ در مرشد آباد و کلکتہ بسر می برد۔ گلشن ہند میں ایک غزل کے ۵ شعر ایک غزل کے دو اور ایک غزل کا ایک شعر اپنے تذکرہ کے لئے انتخاب کیا ہے۔ سخن شعرا میں کوئی اضافہ نہیں۔ بیاض میں نظام الدین احمد صانع سلمہ لکھا ہے۔

مطلع : محرم آمدہ اے دوستان برائے حسین   کنند سینۂ خود چاک در عزائے حسین
مقطع : ہوائے کوثرت از بہشت از علی صانع   بکن تو جان و دل نیستن برائے حسین

سلیمی :

اے مجان زوج زہرا را ندانم چہ شد   نائب پیغمبر مارا ہمی دانم چہ شد
جام دے اہل بیت از بغض و از کیں سوختند   آیت بردہ سلیمی را ہمی دانم چہ شد

غلام شاہ ساندوی :

ان کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ بیاض میں صرف ایک مرثیہ نقل ہوا ہے۔

مطلع :- ایک دن پیمبر جن از سر تو دو بکا   چاہتا تھا اپنی امت کی خلاصی از خدا
ناگہاں جبرئیل از حق داو گر نازل ہوئے   حضرت خیر البشر . . . . بعد از دعا

آخری بند بنمبر ۵۱ :- اے شدید دو جہاں سر علی شاہ زمین یہی زاری فاطمہ زہرا بدرد دل حسن
روئے رحمت بر حباب اے کام جاں آرزو وارہاں از منت خلق یجانِ مصطفیٰ

برکت بلگرامی

طبقات الشعرا میں شاہ برکت اللہ بلگرامی لکھا ہے۔ اور کسی بات کا علم نہ ہو سکا۔ دوسرے تذکرے ساکت ہیں۔

مطلع :- دکھ جد اور دجد عابد بیمار یتیم دشت غربت میں رہا عابد بیمار یتیم
مقطع :- ہے شفاعت کی نظر تم سیتی برکت کے تیئں اے شہ روز جزا عابد بیمار یتیم

مختتم اور مقبل کے بعد ملا قادر کا ایک مرثیہ ہے۔ جن کے بارے میں بھی کوئی معلومات دستیاب نہیں۔

مطلع :- جہاں با ملحظہ اپنے صاحب میں کر د مجرا امام دو جہاں سلطان غالب میں کرو مجرا
مودب با قواعد با مناسب میں کر د مجرا تفاوت با ادب سیں بامراتب سیں کرو مجرا
مقطع :- غلام قادر گلشن ادب سے جو رہا ہے کوں بجا لانا جناب پنجتن میں کرئیاں توں کوں
کہتا ہے مومنوں کوں صدق سیں پاک ذات لوگوں تفاوت با ادب سیں بامراتب سیں کرو مجرا

سودا۔ مرزا رفیع

سودا کے حالات تمام تذکروں میں موجود ہیں۔ سودا پر سب سے پہلے شیخ چاند مرحوم نے مقالہ لکھا جو انجمن ترقی اردو اورنگ آباد سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے سودا کی حیات اور کارناموں کا جائزہ لیا اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے کلیات سودا تین جلدوں میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع کی۔ یہ کلیات عرصہ دراز پہلے نولکشور پریس سے شائع ہو کر کمیاب ہو چکا تھا۔ ہماری کوئی ادبی تاریخ سودا کے بغیر مکمل نہیں کہلائی جا سکتی۔ سودا نے ۱۱۹۵ھ میں رحلت کی۔

اس بیاض میں سودا کا صرف ایک مرثیہ نقل ہوا ہے۔

مطلع : بدن پہ زخم ستم رن میں جب اٹھائے حسین گرے زمین کے اوپر پشت زیں سوں ہائے حسین
اٹھا کے سر یہ کہا تب کہ اے خدائے حسین جو کچھ کہ تیری رضا ہے سو ہے رضائے حسین

مقطع :۔ بحق شاہ شہید (د) قتیل تیغ ستم
نہ ہوئے حشم بھی اس کی بغیر مُحرم غم
الٰہی غم نہ ہو سودا کو چھٹ حسین کا غم
جو مرگ بعد ہو مدفن تو کربلائے حسین

اسد - میر امانی

دہلی کے مشہور شعرا میں ہیں۔ عشقی نے میر اسد علی نام بتایا ہے۔ سودا کے شاگرد تھے عرصے تک دلی میں رہے۔ عشقی نے " بالفعل بہ بنگالہ استقامت دارد" لکھا ہے۔ "گلشن ہند" میں لکھا ہے کہ "بہ عہد شاہ عالم بادشاہ وارد بنگالہ گشتہ درمرشد آباد انتقال نمود۔ خدہ منتخبہ میں تبلایا ہے کہ "بہ شاہ جہاں آباد درکوچہ ارباب نشاط کہ مشہور محلہ دار الخلافہ است مسکن داشت"۔ اس کے اول الذکر تذکروں سے اختلاف ہے یعنی ود "برائے تلاش معاش از وطن خود عازم لکھنؤ شدہ بود۔ بہ حسب تقدیر از دست رہزناں جام حیات او از زہر ممات لبریز گردید۔

صاحب "مجموعہ نغز" بھی سرور کے ہمنوا ہیں ان کا بیان حسب ذیل ہے۔

" چندے در سرکار دولت مدار نواب افضل خاں مغفور کہ یکے از بنی اعمام نواب معلی القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مبرور بود۔ تعلق داشت بعد انقضاء ایام دولت ایشاں برائے تحصیل اسباب معاش رخت سفر بجانب بلدہ لکھنؤ کشیدہ از تماہاں جا سفر آخرت گزید۔ عبد الغفور نساخ نے لکھا ہے کہ " شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں لکھنؤ کی راہ میں رہزنوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔"

بیاض میں اسد کے مرثیے نقل کیے گئے ہیں۔

۱۔ مطلع : دفتر غم میں عجب بات سنی جاتی ہے
سب براتوں پہ مصیبت جو پڑھی جاتی ہے
آل احمد کی یہ فہرست لکھی جاتی ہے
جو نشانی تھی علی کی سو مٹی جاتی ہے

مقطع :۔ آگے اب تاب نہیں کہتا اسد بیچارہ
جو کچھ بانو بیکس کا بیاں غم مارا
مجھ اوپر لطف علی ہے گا نہایت سارا
میری دنیا میں سبھی خوب بنی جاتی ہے

۲۔ مطلع : کہہ صبا سرور شہدا کو قدمبوس مرا
لائق افسر لاہا کو قدمبوس مرا
جانشین علی اعلیٰ کو قدمبوس مرا
دلبر حضرت زہرا کو قدمبوس مرا

مقطع : سر سو پالگ ہے اگر غرق گناہوں میں اسد لیکن بحۃ فضل اوپر اوس کی شفاعت ہے سند
حشر میں اوسپہ کرم کرکہ چھوڑ اہے اسد ہادیٔ راہ مصفا کو قدمبوس مرا

۳- مطلع :- بلا کے دشت میں جس دن رہا حسین غریب تب اوس کا نادل فلک پر ہوا حسین غریب
جنگل میں بے سرو اقربا حسین غریبا شہید ہونے کو اترا رہا حسین غریب
مقطع :- اگرچہ غرق گناہوں میں ہے اسد بکبر امام ہو دینگے اوس کے شفیع روز حشر
دنے ذرا بھی نہیں دل میں اوس کے وہم و قطر ہے جن کا نام شہ کربلا حسین غریب

اس کے بعد بیاض میں فارسی اور عربی نوحے، سلام اور قطعے بہ تفصیل ذیل ہیں۔
۱- فارسی نوحہ سکینہ ۲- تاریخ لکو خدائی مرزا خاں بہادر ضابط جنگ ۳- قصیدہ من تصنیف حضرت فاطمہ زہرہ خاتون جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام (عربی)
بیاض میں اس قصیدہ کے ختم پر دوستدار علی واصلی کی دو مہریں ثبت ہیں۔ یہ بیاض ان کے پاس ایسی ہے۔
۴- اسمائے چہاردہ معصوم ۵- طویل بحر میں مرثیے اور آخر میں زیارت نامہ ابی عبد اللہ تحریر ہے۔ لسانیاتی نقطہ نظر سے بیاض کی اہمیت ہے۔ بلگرام کے بہت سے شعرا کا بھی اس سے تعارف ہو جاتا ہے۔

۱۲۴- مرغوب القلوب :

تقطیع (۲۰ سمر × ۱۰ سمر) اوراق ۵ سطر فی صفحہ (۱۳، ۱۴) کاغذ دیسی۔ خط شکستہ نستعلیق۔
پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اس کی سیدھی طرف رسالہ اور بائیں طرف مرغوب القلوب لکھا ہے۔
مرغوب القلوب نام کا ایک فارسی رسالہ حضرت شمس تبریز کے نام سے موسوم ہے۔ جس کا ایک نسخہ ادارہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ جس کا ذکر تذکرہ مخطوطات جلد سوم صفحہ ۸، سے کیا گیا ہے مرغوب القلوب نام کے ایک اور نسخہ کا ذکر تذکرہ مخطوطات جلد پنجم صفحہ ۲۸۶ پر ہے لیکن یہ اردو ہے اس کو مرتب تذکرہ نے شاہ کمال کا بتلایا ہے۔ یہ شاہ کمال کے مرید اور خلیفہ حضرت امیران جی

شمس العشاق کا ہے اور دوسرے نسخوں میں اس کا نام مغز مرغوب ہے۔ اس کو ڈاکٹر ہاشم علی پروفیسر اردو میسور یونیورسٹی نے شائع کردیا ہے۔ مرغوب القلوب منسوبہ حضرت شمس التبریز منظوم ہے جس کے ابتدائی تین شعر حسب ذیل ہیں۔

بگویم حمد رب العالمیں را　　عطا کو کرد بر ما عقل و دیں را
درود مصطفیٰ بعد از ثنائش　　فرستم از دل و جاں با ثنائش
مقام چند از سالک بگویم　　دراں گفتن ز حق توفیق جویم

ڈاکٹر زور صاحب نے لکھا ہے کہ یہ رسالہ ۱۲۵ ابیات پر مشتمل ہے۔ مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اور مرتب نے بتلایا ہے کہ اس میں ۱۴۰ اشعار ہیں۔

پیش نظر نسخہ جس کے مصنف کا کوئی ذکر نہیں۔ دکنی زبان میں نثر میں ہے۔ اور یہ کسی کا ترجمہ بھی نہیں معلوم ہوتا لیکن موضوع کے اعتبار سے یکساں ہے۔ یعنی سلوک کے چند مقامات بیان کئے گئے ہیں۔

ابتدا :- کلا ایزوی بال لم یبدو بہ بالبسم اللہ فھو ابترا بیغمبر کہے جو کوئی کام کرے گا۔ گدائی خدا کا نام نا لیکر تو کرے گا تو اس کا کام پائمال ہو وے گا۔

اختتام :- آدمی کے تن میں دل ہے ہور دل میں عارف الوجود ہے ہور عارف الوجود میں روح ہے۔ ہور روح میں سر ہے ہور سر میں نور ہے ہور نور میں خدا ہوں کہتا ہے یوں خدائے تعالیٰ ہر کسی کوں یو پچھانیا کیا ہے خدائے تعالیٰ

رسالہ یہاں پر ختم ہوجاتا ہے۔ آخری صفحہ پر حسب ذیل عبارت ہے۔

"تن ما کعبہ است و سر ما مصحف است و دل مومن است و دہرہ ما کافر است و پائی ما ما فراست"

رسالے کے آغاز پر ایک مہر نواب عنایت جنگ کی ثبت اور آخر میں بیضوی مہر مصدرہ الطاف و عنایت حسین ثبت ہے۔ یہ نواب صاحب موصوف کا عطیہ ہے۔

۱۲۴۱ ۔ لغات القرآن

اوراق ۷۰ (ورق ۶۹ سادہ) تقطیع (۱۸ × ۱۱ سمر) تالیف بعد از ۱۲۵۰ھ۔
کاتب و مصنف کا نام نہیں ہے نہ کوئی ترقیمہ ہے۔

یہ قرآنی الفاظ کی لغت ہے۔ درمیان اور حاشیہ دونوں پر تحریر موجود ہے۔ کسی صاحب ذوق نے حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔

ابتدا:۔ اکٹھا ہونا آزمائش آبدار کرنا۔ واہیات بکنا (متن میں)

اَلِاجْتِمَاع اَلْفِتْنَۃ الزخرفتہ

اسلام لا انکار کرے تو آج کا دن آخر شب آخر رات کی تاریکی

اسلم اَبیت اَلْیَوْم السَّحَر اَلْغَلَس حاشیہ میں

اختتام:

واسطے کس دن کے وعدہ دیے گئے ہیں ایک وقت معلوم تک وقت مقرر

لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِلَت اِلٰی قَدَرٍ مَعْلُوْم میقاتًا

وحشی جانور وائے ہے وائے ہے واسطے میرے دین میرا ہے

وحوش ویلٌ ویلٌ وَلِیَ دِین

۱۲۴۲۔ رسائل خواجہ بندہ نواز

صفحات ۷ تقطیع (۳۵ × ۲۰ سمر) خط نستعلیق خوش الفاظ "سوال وجواب" سرخی سے تحریر ہیں۔ کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ۔

یہ رسالہ تصوف میں ہے اور حضرت بندہ نواز کا بتلایا گیا ہے۔ اس میں چار وجود چار نفس چار عقل اور پانچ عناصر پچیس گن کی تشریح کی گئی ہے۔ ایک سوال کیا جاتا ہے اور اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

ابتدا:۔ اے عزیزاں چار با تاں چار وجوداں چار نفساں چار عقلاں پانچ عناصر پچیس گن حواس خمسہ سبع صفات دوم مقام سوم برتنے ہارا روح شاہدی وسلام چوسٹھی گھر اسی کو بولتے ہیں یہ چوسٹ گھر صفاتی ہیں۔

اختتام:

یہ رسالہ تصنیف کیا ہوا حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا ہے۔ اتمام یافت مَنْ لَا شَیْخ لَہٗ فَتحہٗ شیطان۔ جس کا پیر نہیں اوس کا پیر شیطان ہے۔

رسالہ ب۔ اس رسالے میں ایک صفحہ ہے۔

ابتدا:۔ اے عزیز کچھ نہ تھا آپ ہی تھا یعنی خدا کی ذات تھی بجز خدا کے کوئی شئے

نہ تھی۔ اوس حد تک جو صفات بھی تھی اور اس مرتبہ کو گنج مخفی کہتے ہیں۔ یہ ذات کا وجود ہے۔
اختتام: اوس دیکھ کو روح جاری کہتے ہیں۔ اوس شاید کو من نور کہتے ہیں۔ اور اس حق کو واجب الوجود کہتے ہیں۔ یہ تینوں مرتبہ بندہ کے ظاہر کا وجود ہے۔ تمت تمام شد

رسالہ (ج) رسالہ۔ تیسرا رسالہ ہے جو اسی میں شامل ہے۔ اس کا کوئی نام نہیں دیا گیا ہے
۲½ صفحے۔ مسطر ۱۷ سطری

ابتدا:۔

اسے عزیز۔ لاتن گنج تھے لا مخفی نہیں اور اس نہیں سے یہ تمام زمین و آسمان اور نباتات اور حیوانات اور انسانات اور عناصرات یہ تمام کا تن نکلا مانند حباب کہ اور وہ نہیں سو دریا ہے۔ یہ تمام اس کے حباب ہیں۔

اختتام:۔

رنگ بو قلموں لباس رسول کا وہ سویدا تقلب ہے اوس کا وہ نقطے سے اظہر ہے اور کل ذات ہے شاہ مطلق سوائے اوس کے نہ رنگ نہ لباس ہے یہ جزو کل ہے سب ہی وہی وہی ہے۔ تمام شد

رسالہ بیان معراج۔ دو صفحے (اسی رسالے میں شامل ہے)

ابتدا:

درود شریف کے بعد۔ سمجھ اسے سالک یہ تلاوت المعراج ہے۔ شرع کے عالم فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم کو معراج اوپر آسمان کے ہوا۔

اختتام:۔

اور وہاں پردہ تھا سو عریت کا یعنی بندہ پنے کا اور وہاں شیر و شکر کی طرح راز و شد حضرت صلعم اکیلے نہیں کھائے سو وہاں علی تھے۔

۱۲۴۳-اعجاز احمدی۔ نوازش علی خاں شیدا (۱۱۲۵ھ - ۱۲۱۰ھ)

اوراق (۴۴۸) تقطیع ۲۱×۳۲ سمر مسطر ۱۷ سطری۔ خط نستعلیق معمولی
شیدا کا ذکر قبل ازیں تذکرہ مخطوطات کی ہر جلد میں آچکا ہے۔ تاہم بہ نظر سہولت حوالہ دیا جاتا ہے۔

مخطوطہ نمبر ۳۲۲ جلد دوم ص۴۸
" " ۷۸۳ جلد چہارم ص۱۳۹
" " ۹۱۵ جلد پنجم ص۵۵
" " ۹۱۶

لیکن یہ چاروں نسخے نامکمل ہیں۔ پیش نظر نسخہ مکمل ہے۔ ابتدا تا آخر کوئی ورق بھی خارج نہیں ہوا۔ البتہ قدرے کرم خوردہ ہے۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ پہلی جلد کا عنوان ہے۔

جلد اول دربیان نور محمد برآوردن از گنج مخفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ابتدائی چار شعر حسب ذیل ہیں۔

اول حمد مولا میں کھولوں زباں ۔ آتا ہوئے سرسبز میرا بیاں
وہ خالق و مذارق وہ ستارہے ۔ وہ رحماں وہ وہاب وغفار ہے
۸ وہ صانع ہے قدرت کے مصنوع کا ۔ وہ نقاش ہے نقش مطبوع کا
ہویت کے کشور کا ہے بادشاہ ۔ اوسے بے نیازی کی بیاہ

حمد کے اشعار کے بعد مناجات میں نو اشعار لکھے ہیں۔ اور اس کے بعد اپنے حسب حال ایک حکایت بیان کی ہے جس کے ۱۵ اشعار ہیں۔ پھر تالیف کتاب کا عنوان ہے۔ اس کے چند شعر حسب ذیل ہیں۔

کہ اے نخل بند ریاض سخن ۔ ترے شعر کا دھوم ہے چو کدمن
بہت لغت کے توں قصا یدکیا ۔ معطر دماغ سخن توں نا رکھوں
توں کر مثنوی معجزوں کی تمام رکھا گلشن ایمان کر اس کا نام
میں آیا ہوں دینے تجھے اب نوید کہ ہے معجزت تیری جیسے امید
توں سن ہو خوش کے کان دھر یہ سخن بیاں تجھ سے میں کرتا ہوں میں من وعن
جناب رسالت کا سب ماجرا سیر میں مفصل گیا ہے لکھا
عربی ہے یا فارسی وہ کلام سمجھ اوس کو سکتے نہیں ہیں عوام
توں ہندی زبان میں لکھے گا اگر سبھی پڑھ اوسے ہوینگے بہرہ ور

اس میں ۳۷ اشعار ہیں۔ اور کتاب کا نام اس طرح بتلایا ہے۔

یہ اعجاز ہے احمدی سر بسر کیا میں نے موسوم اسی نام پر

اس کے بعد اصل کتاب اعجاز احمدی شروع ہوتی ہے۔ عنوان یہ ہے۔

" آغاز داستان در کیفیت ظہور نور محمدی و شعشہ افروز شدن نیر احمدی از صلب عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المنان"

پہلی جلد ورق ۷۶ پر ختم ہوتی ہے۔ اس طرح اشعار کی تعداد تقریباً (۱۵۰۰) ہے۔ اس جلد کے آخری اشعار حسب ذیل ہیں:۔

اے رشید کہاں تک کہا جائے گا سمندر کوں کوزے میں کیوں لائے گا
توں کر اختصار سخن پر عمل طرف راہ بہشت کے بہتر ہے چل
کر تو ڑخوں درود اور کر ڑوں سلام وہ روح مقدس پہ بھیجو مدام

اس کے بعد دوسری جلد شروع ہوتی ہے۔ عنوان ہے۔

" جلد دوم در بیان سال چہلم ولادت با سعادت و ظہور علامات نبوت و اظہار کردن سید الانبیا صورت احوال ..... و تسلی دادن و نشان ان جناب "

ابتدائی تین شعر حسب ذیل ہیں۔

الٰہی مرے دل کوں پر نور کر محبت سے اپنے معمور کر
ایس عشق میں کر توں مفتوں مجھے یہ لیلیٰ کا کر رکھ تو مجنوں مجھے
بجھے مرحمت جام تحقیق کر صبوحی کش بزم توفیق کر

دوسری جلد ۸۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ یعنے یہ دو ہزار آٹھ سو سے زاید اشعار پر مشتمل ہے۔ اس جلد کے آخری دو شعر حسب ذیل ہیں۔

اے رشید اقلم پر ہے یہ اضطراب کہ منزل کوں مقصد کے پہنچے شتاب
بھلا ہے توں کر اوس کے مطلب کا کام کروڑوں سے کہتا نبی پر سلام

اس کے بعد تیسری جلد شروع ہوتی ہے۔ پہلا عنوان حسب ذیل ہے۔

جلد سوم در بیان شرف بخشی شدن اشرف الانبیاء مدینہ شریف را ....

اس کے ابتدائی اشعار حسب ذیل ہیں۔

الٰہی تو کر فضل کا فتح باب مجھے میرے مطلب سے کر کامیاب
عنایت کے لشکر کوں دے میرے ساتھ کروں نفس سرکش سے جنگ دن رات
مرے تیغ توکر اوس پہ نصرت نصیب ظفر کی دکھا مجکوں شکل عجیب

یہ جلد ۲۵۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ گویا اس میں ۸۲۰۰ سے زائد اشعار ہیں۔ آخری دو شعر ہیں۔

مجاں اکبر اولی ابھوسے دموز کر جس سے ملے حشر میں آبرو
کڑوڑوں درود کرڑوڑوں سلام وہ روح مقدس پہ بھیجو مدام

اس کے بعد چوتھی اور آخری جلد شروع ہوتی ہے۔ عنوان ہے

جلد چہارم متضمن حالات بعد از وفات و بیان معجزات و فضائل الصلوات بیان آمدن از ملک شام حضرت بلال برزیارت شریف مقدس خیر الانام

ابتدائی چار اشعار حسب ذیل ہیں۔

الہٰی ترا نام ہے گا نجیب — محبت نبی کی مرے کر نصیب
دو شمع نبوت کا پروانہ کر — جیوں بلبل مجھ اوس گل کا دیوانہ کر
غلاموں میں کر اوں کے مجھ کامیاب — سعادت کا بخشیں مجھے وو خطاب
زیارت مدینہ کی کر مجھ عطا — کریوں قرار اوز پر میں فدا

چوتھی جلد ۶۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ اسطرح اس میں ایک ہزار سے زاید اشعار ہیں اور کل مثنوی (۱۵۰۰۰) پندرہ ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔

اس مثنوی کے مطالعہ سے شیدا کی پر گوئی اور قدرت زبان کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے میر سامان تھے۔ ان کا ایک فرض درباداری بھی اور بادشاہی عاشورخانے کی نگرانی بھی۔ اس کے باوجود وہ شعر گوئی کے لئے وقت نکالتے تھے۔

ان کی دوسری طویل مثنوی روضۃ الاطہار ہے۔ جس کا اب تذکرہ کیا جائے گا۔ ان کی ایک فارسی کتاب جامع الفوائد بھی ہے۔

اعجاز احمدی مطبع کریمی بمبئی سے ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں چھپ چکی ہے۔ اس کے ۸۱۲ صفحات ہیں۔ یہ مطبوعہ نسخہ بھی ادارہ میں موجود ہے۔

اعجاز احمدی کو اکبرالدین صدیقی نے ادارہ کے کتب خانہ کو بطور عطیہ دیا ہے۔

۱۴۴۲۔ روضۃ الاطہار۔ نوازش علی خاں شیدا (۱۱۴۵-۱۲۱۰) کتابت ۱۱۷۶

اوپر اعجاز احمدی کا ذکر ہوا ہے۔ یہ شیدا کی دوسری تصنیف ہے۔
صفحات (۲۸۸) تقطیع ۲۴×۱۲ سمر مسطر ۱۵ سطری۔ کاغذ دیسی

روضۃ الاطہار کے کئی نسخے کتب خانے میں موجود ہیں۔ اس نسخے کی اہمیت اس لئے ہے کہ یہ تصنیف کے صرف تین سال بعد ۱۱۷۶ھ میں قلمبند ہوا ہے۔ اس سے پہلے جو نسخے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر ۳۹۔	جلد اول	صفحہ	۶۵
۵۱۲۔	"	"	۶۶
۷۸۱۔	جلد چہارم	"	۱۳۷
۲۷۲۔	"	"	۱۳۸
۸۴۵۔	"	"	۱۹۹

پیش نظر نسخہ مکمل ہے۔ البتہ قدرے کرم خوردہ ہے۔ اس کا کاتب شیخ عبد النبی ہے۔ اور یہ نسخہ حیدرآباد میں نقل کیا گیا ہے۔

ابتدا: اول حمد خدا میں ہو سرافراز کروں میں روضۃ الاطہار آغاز
دو عالم نام پر اوس کے ہے شیدا شہادت کا کیا عالم وہ پیدا

حمد اور لغت کے بعد عنوان ہے۔ "در بیان تالیف کتاب رقت نصاب روضۃ الاطہار"

ابتدائی چار شعر یہ ہیں :-

ہوا ایک دن مجھے الہام از غیب کہ تو حسنین کا شیدا ہے لاریب
پڑا چہ مرثیوں کا جگ میں ہے دھوم محباں کے گلا یا دل کوں جوں موم
کتاب ایک تو بنا ہندی زباں سوں انکھیاں عالم کے کر انجھواں سے جیوں
رہے عالم میں تیری یادگاری یہی ہے بولتے میں فیض جاری

کتاب بارہ مجلسوں پر مشتمل ہے۔ اس میں تقریباً سات ہزار اشعار ہیں۔ اس سے شیدا کی پرگوئی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اختتام :-

بدرقہ سات دے فضل و عطا کا مسافر کر مرتے مینی کربلا کا
عنایت کر وہاں یک قبر کی جائے کہ اس عاصی کا در خیمہ وہاں آئے
قیامت ہو دیگا جب روز قایم یہی امید ہے مجہ دل میں دایم
تصدق لیں تو اپنی صاحبی کے غلاموں میں اوٹھا آل نبی کے

ہزاراں سے درود اں اور تحیت
نبی پر جو ہیں ان کی آل و عترت

ترقیمہ:۔ تحت الکتاب بعون ملک الوہاب فی اسرع الاعوان و اسمٰعیل الزماں من نسخہ روضۃ الاطہار تصنیف خاں صاحب قبلہ مشفق قدرداں فیاض زماں نوازش علی خاں بہادر عطا اضعف العباد شیخ عبد النبی تحریر چہار دہم ماہ رجب المرجب ۱۱۷۶ھ۔
یہ نسخہ محمد اکبر الدین صدیقی نے کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو کو تحفہ دیا ہے۔

۱۲۴۵- پنچھی باچھا۔

اوراق (۱۰۴) تقطیع (۲۵ × ۱۶ سمر) مسطر ۱۵ کاغذ دیسی دولت آبادی
عنوانات تاریخ کتابت و نام کاتب ندارد ہے

ادارہ کے کتب خانہ میں اس کے متعدد نسخے ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر	۵۸	تذکرہ مخطوطات	جلد اول	صفحہ	۶۱
	۱۵۸	"	"	"	۶۰
	۲۲۸	"	جلد دوم	"	۴۰/۸
	۴۰۱	"	اول	"	۱۱۳
	۵۱۱	"	"	"	۶۲
	۵۲۶	"	سوم	"	۴۹
	۶۲۳	"	"		۲۳۷
	۷۲۹	"	چہارم		۷۰
	۷۳۰	"	"		۷۲
	۹۱۹	"	پنجم		۶۲

ابتداء: ترجمہ کتاب منطق الطیر شیخ فرید الدین عطار کا شیخ وجدی دکنی کے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر سو حق کی بلند آواز کر

اختتام: اس نے یارب مرا ہوتا ہے کام شکر ہے جے ہووے پنچھی نامہ تمام

جب کیا تاریخ کا اوس کی حساب تب ہوئے میزاں میں کیا خاصی کتاب

ترقیمہ :۔ تمت کتاب ہٰذا من تصنیف حضرت شیخ فرید الدین عطار نقل از حضرت ادجدی نمودہ شد جہت صحب ترقیم ایافتا۔

الٰہی دے توفیق پرہنار کو عفو کی امید ہے لکھنہار کو
لکھیا یو رہے تب سیاہ بر سفید لکھنہار کو نین مسیح کی امید

۱۲۴۶۔ پنچھی باچھا (دوسرا نسخہ)

اوراق (۱۵۷) تقطیع (۲۴ × ۱۷ سمر) سطر ۱۱ سطری تاریخ کتابت ۱۲۳۰ھ
کاغذ دیسی دولت آبادی۔ ناقص الاول

ابتداء:

روز و شب تھا کار اب کرد انصرام کارذوالقرنی بجا و تمام
حاضر اسی سب حکم میں ان کے تمام تھے خلافت میں نبی کے سو اسلام

اختتام :۔

بخت اگر یاری کرے تو کیا عجب نا رہے مردار دنیا کی طلب
تھا دنی جیوں فارسی میں وہ کلام کم سمجھ سکتے تھے اوس کو خلق دعام

ترقیمہ :۔

تمت الکتاب در حیدرآباد بتاریخ بست دیکم ماہ جمادی الاول ۱۲۳۰ھ روز دوشنبہ بوقت دوپہر دو گھڑی روز برآمدہ بہ اتمام رسید۔

۱۲۴۷۔ پنچھی باچھا (تیسرا نسخہ)

کاتب۔ محمد ناصر در مکان کلین نواب صاحب
اوراق۔ (۱۴۲) تقطیع (۲۳ × ۱۷) سطر ۱۳ سطری کاغذ۔ دیسی دولت آبادی
قدرے کرم خوردہ تاریخ کتابت ۱۲۳۵ھ

ابتداء: اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر حمد سوں حق کی بلند آواز کر
شوق سوں ایک اوچھا ایک پچھا جے رہے ترلوک کا عالم لوبھا

اختتام:

اس سے یارب مرا ہوتا ہے کام — شکر ہے بے ہوئی پنچھی باچھا تمام
جب کیا تاریخ کا دل میں حساب — تب ہوا ایزاں میں کیا خاصی کتاب

ترقیمہ:

احقر محمد ناصر در مکان کلبن نواب صاحب دام دولتہ علاقہ سید پور عرف ۰۰۰۰۰
محل ۱۱۵۵ھ روز دوشنبہ در شہر رمضان المبارک تاریخ بست یکم ۱۳۳۵ھ روز

۱۲۲۸۔ پنچھی باچھا (چوتھا نسخہ) ناقص الاول

اوراق (۱۰۳) تقطیع (۲۹ x ۱۹ سمر) سطر ۱۷ سطری کاغذ۔ دیسی دولت آبادی
کاتب محمد سرور عرف دادا میاں۔ سنہ کتابت ۱۲۶۰ھ۔ خط قدرے نسخ
یہ اس سلسلے میں چوتھا نسخہ ہے جو ناقص الاول ہے۔ اس کا کاتب کم سواد ہے۔

ابتدائی اشعار:۔

او بھے جو کا ایسی بھے مدام — میں اچھوں اوس کا سدا جو ہوں غلام
ہور رہنا باج میرے ایک نقش — مجھ پنچھی بہ بہ کوں اتنا قدر دیس
بولتے ہیں مجھ کو پنچھی نامور — میں گیا شہر صبا کو مار پر۔

اختتام:۔

تا کہ بخشے جائیں میرے سب گناہ — ہوئے اُجالا یوں مرا نامہ سیاہ
اس سے یارب میرا ہوتا ہے کام — شکر ہے بے ہوئی پنچھی باچھا تمام
جب کیا تھاریخ کا دل میں حساب — تب ہوا ایزاں میں خاصا کتاب

آخری شعر میں لفظ تاریخ کو کاتب نے "تھاریخ" لکھدیا ہے اور دوسرے مصرعہ میں دیگر نسخوں سے برخلاف صرف "خاصا کتاب" لکھا ہے۔ جس سے ۱۱۱۵ھ متخرج ہوتے ہیں۔ بیشتر نسخوں میں "کیا خاصا کتاب" لکھا ہے جس سے ۱۱۵۵ھ متخرج ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ نسخہ تصنیف کے سو سال بعد لکھا گیا ہے۔

ترقیمہ:۔

تمت الکتاب بعون ملک الوہاب از خط کمترین محمد سرور عرف دادا میاں در ماہ
جمادی الاول ۱۲۶۰ھ بتاریخ نہم ماہ مذکور بروز دوشنبہ ارقام پذیر فتہ۔

بچپن، بڑھاپا کے یہ چاروں نسخے محمد اکبر الدین صاحب صدیقی کا عطیہ ہیں۔

۱۲۴۹۔ مراثی و رباعیات میر انیسؔ مرزا دبیرؔ:

اوراق ۴۳م۔ سائز (۲۲ × ۱۶ سمر) مسطر ۱۸ سطری فی صفحہ کاتب مرزا رحیم بیگ کاتب نے یہ مراثی میر غلام علی کے لئے ان کی فرمائش پر لکھے ہیں۔ میر ببر علی انیسؔ (۱۸۰۲ - ۱۸۷۴) فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ جب اودھ کا پایہ تخت لکھنؤ بنا تو میر انیس بھی اپنے والد میر خلیق کے ساتھ لکھنؤ آ گئے۔ شاعری ان کے اجداد سے چلی آرہی تھی۔ میر خلیق کے والد میر حسن ان کے والد میر ضاحک اور ان کے والد میر ہولس سب شاعر تھے۔ مرثیہ نگاری کو میر انیس نے جس بلند مقام پر پہنچایا اس سے آگے لے جانا تو کجا کوئی اس کی برابری نہ لاسکا۔ میر انیسؔ کے ذکر سے کوئی ادبی تاریخ خالی نہیں ہے۔ ان کے مراثی پانچ جلدوں میں مطبع نولکشور سے چھپیں۔ نظامی پریس بدایون نے کلام کو بچپن، جوانی اور بڑھاپا تین حصے کر کے شائع کیا ہے۔ پاکستان سے پورا کلام ۱۹۵۶ میں چار جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ نقوش (لاہور) نے نومبر ۱۹۸۱ میں انیس نمبر شائع کیا ہے۔ اس میں ۲۹ مرثیے غیر مطبوعہ تھا۔ پیش نظر مرثیہ بھی اس میں شریک ہے جس کے (۱۰۸) بند ہیں۔

پہلا بند:-

عباس علی شیر نیستان نجف ہے　　تابندہ در تاج سلیمان نجف ہے
آئینہ روئے سحر کشا لا نجف ہے　　سرو چمن خضر بیابان نجف ہے
وصف اس کا ہے ممکن نہ قلم سے نہ زباں سے
تحریر سے افزوں ہے زیادہ ہے بیاں سے

آخری بند نمبر ۱۰۸:-

خامہ کو بس اب روک انیسؔ جگر افگار　　ہر بیت ہے اس مرثیہ کی مطلع انوار
برگشتہ زمانہ ہے تو کچھ غم نہیں زنہار　　حامی ہیں ترے حضرت عباس علم دار
فیاض دو عالم ہیں انیس الغربا ہیں
رب مشکلیں آساں میں وہ عقدہ کشا ہیں

انیس کا مرثیہ لکھتے وقت، کاتب ایک صفحے کے تین حصے کئے ہیں۔ اور ہر حصہ میں ایک ایک بند ترچھا لکھا ہے۔

مرزا دبیر۔ مرزا سلامت علی دبیر فرزند مرزا غلام حسین

(۱۸۰۳ - ۱۸۷۵)

مرزا دبیر دہلی میں پیدا ہوئے۔ لیکن والد کے ساتھ لکھنؤ آ گئے۔ اور یہیں تحصیل علم کی۔ شاعری میں میر مظفر حسین ضمیر کے شاگرد ہو گئے۔ دبیر کا ذکر ہماری ہر ادبی تاریخ میں موجود ہے۔ ان کا کلام بیس جلدوں میں "دفتر ماتم" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا مجموعہ ابواب المصائب کے نام سے شائع ہوا ہے۔ دبیر نے تقریباً تین ہزار مرثیے کہے ہیں۔ پیش نظر مرثیہ جس کو مرزا رحیم بیگ نے نقل کیا ہے (۱۷) بند کا ہے۔ پہلا بند یہ ہے۔

شبیر عز آل حرم لم یزلی ہے — تھا کہ وہی شیر نیستان علی ہے
محبوب پیمبر ہے تو خالق کا ولی ہے — شاہ شہدا جس کا خطاب ازلی ہے
پابند رہا رشتۂ فرمان خدا کا
آ ہو ہے وہی کعبۂ تسلیم و رضا کا

آخری بند :-

خاموش دبیر اب نہیں تحریر کی طاقت — کہہ شہ سے کہ مجھ میں نہیں کوئی
تم صاحب جود و کرم و خلق و مروت — مداحوں کو کیا کیا نہ دی ... اپنی خلعت
ہے امر میں مولا — امداد کرو تم
پہلے مگر اس مرثیہ پہ صاد کرو تم

ترقیمہ :-

مرثیہ ہذا بپاس خاطر عزیز و شفیق میر غلام علی بقلم اضعف العباد منشی مرزا رحیم بیگ حسن تحریر یافت۔ تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۲۷۰ھ۔

اس مرثیہ کے بعد عنوان ہے "مسدسات بفضیلت غم امام حسین علیہ السلام اور ۲۵ بند تحریر کیے گئے ہیں۔ پہلا بند یہ ہے۔

عزیز و شاہ کی یہ مجلس مصیبت ہے — یہ وہ مقام ہے یاں فاطمہ کو رقت ہے
خموش تم ہو جو بیٹھے مقام حیرت ہے — غم حسین میں رونا بڑی فضیلت ہے
و ایک داغ غم مصطفیٰ دارد
بمغفرت رقم مہر کربلا دارد

آخری بند :۔ "مسدس بحال صغرا" کے عنوان سے حسب ذیل ہے۔

اکیلی گھر میں جو گھبراتی فاطمہ صغرا تو آ کے دیوڑھی پہ موہنہ کر کے سوئے کرب و بلا
یہ بین کرتی تھی رو کے رو کے اے بابا کسے میں بھیجوں سناوے جو حال تم کو مرا
نہ قاصدی نہ صبائی نہ مرغ نامہ بری
کہے نہ بے کسی ماتی بر دخبری

مسدسات کے بعد مخمسات کے زیر عنوان ۱۲ بند ہیں۔ پہلا بند ہے۔

آنسو جو غم شاہ میں بہائے گا وہ گوہر اشک بے بہا ہے
دریا میں حباب کہہ رہا ہے اس زیست کا اعتبار کیا ہے
ایک دم میں یہ زندگی فنا ہے

آخری بند : "بہ شان مولا علی علیہ السلام" اس طرح ہے۔

ایک دن مولا سے رو کر یوں کہے حضرت نبی تجھ سے کرینگے میرے بعد امت نہایت ہی بری
اس واسطے حق میں تیری کہتا ہوں تجھ سے اے علی من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد از اں من دیگرم تو دیگری

مخمسات کے "رباعیات در بیان فضیلت غم حسین علیہ السلام تحریر میں ہر رباعی پر مسدس اور مخمسوں کی طرح عنوان لکھا ہے۔ پہلی رباعی یہ ہے۔

عزیزو محفل ماتم میں تم جو آتے ہو سوائے غم کے کبھو کیا خیال لاتے ہو
کسی عمل میں بھی اس طرح فائدہ ہوگا کہ ایک اشک میں آنسوؤں بہشت پاتے ہو

کل ۲۸ رباعیاں ہیں۔ آخری رباعی حسب ذیل ہے۔ رباعی حسب ذیل ہے۔ عنوان ہے۔
رباعی :۔ محبت حسین ابن علی

مختار ہمارے ہیں حسین ابن علی بخشش کے سہارے ہیں حسین ابن علی
... جو ابن حلال اونکو دیر ماں باپ سے پیارے ہیں حسین ابن علی

ترقیمہ :۔ بفضل تعالیٰ شانہ این جنید اوراق بیاض خاطر شفقی میر غلام علی از دستخط خام۔ بندہ اضعف العباد منشی مرزا رحیم بیگ متوطن حیدرآباد حسن از قائم یافت۔
یہ کتاب محمد اکبرالدین صدیقی کا عطیہ ہے۔ جو ادارہ کے کتب خانہ میں داخل ہوا ہے۔

مرثیہ

اوراق ۱۳۔ تقطیع ۔ (۲۴ × ۱۴سم) ایک صفحہ میں تین بند ترچھے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ مرثیہ بھی غالباً میر غلام علی کے لیے مرزا رحیم بیگ نے حیدرآباد میں لکھا۔ گزشتہ مراثی انیس و دبیر اور اس مرثیہ کے خط میں یکسانیت ہے۔ صرف ۷۵ بند ہیں۔ اور ۵ اوراق ضائع ہوگئے ہیں۔ پہلا بند ہے۔

ہم شکل نبی فخر حسیناں جہاں ہے — خورشید زمیں ہے سر تاباں جہاں ہے
وہ عزت شمشاد گلستان جہاں ہے — ماں باپ کا ہے جاں و جگر جان جہاں ہے
تصویر بعینہ ہے رسول دوسرا کی
ہے چہرہ پر نور کہ قدرت ہے خدا کی

۷۵ واں بند :-

عزبت نے کہا بانو سے بی بی ادھر آؤ — رنڈسالہ کا جوڑا سے اب آکے پہناؤ
یہ لٹ گئی رانڈوں کی سی شکل اس کی بناؤ — پردیس میں ویراں ہوا گھر خاک اڑاؤ
اب کہہ کے بنے رو کہ پیارے علی اکبر
گھر میں دولہن آئی تو سدھارے علی اکبر

محمد اکبر الدین صاحب صدیقی نے یہ مرثیہ ادارہ کے کتب خانہ کو نذر کیا ہے۔

۱۲۵۰۔ مرثیہ انیس۔ میر ببر علی انیس

اوراق (۱۶) تقطیع (۲۴ × ۱۴سم) خط نستعلیق ۔ کاتب مرزا رحیم بیگ
انیس کا یہ مرثیہ ۹۶ بند کا ہے۔ جس کو غالباً مرزا رحیم بیگ نے میر غلام علی کے لیے لکھا۔ طرز تحریر سے یہ اندازہ ہوتا ہے ورنہ اس میں ترقیمہ نہیں اور نہ کہیں کاتب نے اپنا نام لکھا ہے۔ گزشتہ تذکرہ مرثیہ انیس و دبیر کو پیش نظر رکھ کر یہ قیاس قائم کیا گیا ہے۔ ہر صفحے کے تین حصے کرکے ہر حصہ میں ایک ایک بند ترچھا لکھا گیا ہے۔ پہلا بند ہے۔

شیریں سخنی ختم تھی ہم شکل نبی پر — غنچہ دہنی ختم تھی ہم شکل نبی پر
گل پیرہنی ختم تھی ہم شکل نبی پر — نازک بدنی ختم تھی ہم شکل نبی پر
آغوش میں خورشید امامت کے پلے تھے
سب عضو ... نور کے سانچے میں ڈھلے تھے

آخری بند :-

بس طول انیس جگر افگار کہاں تک　　پہنچے یہ مری نظم شہ کون و مکاں تک
پر حرف تجبر کبھی لانا نہ زباں تک　　سو عجز ہے گر عجز کیا جائے جہاں تک
سب کچھ تجھے آقا کے تصدق سے ملا ہے
اس نظم کی تعریف سخن فہم صلا ہے

۱۲۵۱- رازق باری : سید محمد والہ موسوی -

اوراق (۱۲) تقطیع (۲۲ × ۱۷ سمر) مسطر ۱۰ سطری کاغذ - غالباً بدیسی
کاتب شیخ مسعود　تاریخ تصنیف قریب ۱۱۵۰ھ -

سید محمد والہ کی ایک مثنوی طالب و موہنی کا ذکر تذکرہ مخطوطات جلد سوم کے صفحات ۹۱ تا ۹۷ پر درج ہے۔ ان کی دوسری کتاب رازق باری ہے جو خالق باری کے طور پر لکھی گئی۔ ادارہ کے کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ جو نواب عزیز یار جنگ کا عطیہ ہے۔ جس کا ذکر جلد سوم کے صفحات ۲۲۷ پر کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ بہت صاف خط میں لکھا گیا ہے۔ لیکن کاتب کم سواد معلوم ہوتا ہے۔

ابتدا :-

رازق باری حق ہے جان　　اوس کا نور نبی پہچان
آل اولاد اور یار اصحاب　　قرآن بھیجا حق نے کتاب
عشق محبت کیا ہے پیار　　حسن ہے خوبی درسن دیدار
شکل بہ معنی صورت آیا　　گشت پسندم مجھ کو بھایا

آخری اشعار :-

خواندن پڑھنا (پھڑنا) نمودن سے بتانا　　علم آموختن دونو سکھایا
ختم کلام کے بات تمام　　ختم کیا میں بنام امام
والہ . . . اور موتی رولا　　وس لغت کے معنی سب کھولا
جس کا ذہن جو ... تی ہے　　یو رازق باری کافی ہے

ترقیمہ :-

الراقم شیخ مسعود دیر اے خواندن اخوی خواجہ الدار جعفر احمد را نوشتہ یافت اگر کے

دعویٰ کند باطل و جا است۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندہ گنہ گارم
نوشتہ بماند بخط قریب کہ نصرٌ من اللہ فتح قریب

۱۲۵۲۔ قصہ فیروز شاہ۔ سید محمود

تاریخ تصنیف ۱۱۰۰ھ تاریخ کتابت نام کاتب ندارد اوراق ۲۰
تقطیع (۲۲ × ۱۷ سمر) سطر ۱۰ سطری۔

سید محمود کے متعلق تذکرے خاموش ہیں۔ "دکن میں اردو" میں ان کو سید اخوند شاہ کا مرید بتایا ہے۔ پیش نظر مثنوی میں مرشد کا نام نہیں بتایا۔ بلکہ صرف اس طرح خبر کہا ہے۔

اے محمود اب پیر کا نام لے کلم ختم کر درازی کے تیں چھوڑ دے

حمد و نعت کے بعد سبب تالیف بتلاتے ہوئے کہتا ہے۔

بزاں ایک دن ذوق کے خیال میں دیکھا اس قصہ کوں ایسں حال میں
اتھا یو قصہ فارسی نصر (نثر) سب کہ خاطر جمع کر رکھا دل میں سب
بچھن مانگ توفیق اپن پیر پاک کیا فارسی کوں دکھن سال راس

قصہ یہ ہے مصر کا بادشاہ فیروز شاہ تھا۔ اس کی ایک حسین و جمیل لڑکی تھی جو باپ کے انتقال کے بعد وارث تخت ہوئی۔ اس نے ایک ایسے نوجوان سے شادی کرنی چاہی جو اس کے سو سوالوں کے صحیح جواب دے۔ بہتوں کی ناکامی کے بعد ایک شخص عبد العلیم جو ہندوستان کا باشندہ تھا آیا اور اس کے سوالوں کے صحیح جواب دیئے۔ اور ملکہ نے جس کا نام بھی ملکہ تھا عقد کر لیا۔

ابتداء: کہوں میں ثنا صفت حق کا اول نپایا (نیایا) جنے دو جگت بے بدل
رکھا ہے معلق یو سات آسمان جلاتا ہے منت یو زمین و زمان
دریا تا (دیاتا) ہے سب نور ہے دیسلوں کریں دین روشن چندر لور سوں
بنایا ہے آدم کوں ماٹی ستی رسی دھات پید ایو خلوت جتی

اختتام: اے محمود اب پیر کا نام لے کلم ختم کر درازی کے تیئں چھوڑ دے
کویں گا اگر تو کہ ہوس بھوت تو تھوڑے میں اس داد کرتے وقت
اتایا دکر توں جو اپنا امام درود بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ نہیں ہے۔ اکثر صفحوں پر کسی نے بعد دواخانہ سرکار عالی لال دروازہ" لکھا ہے۔ اس کے دو نسخے کتب خانہ سالار جنگ اور ایک کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔

۱۲۵۳۔ مقرری قانون مدراس کے لشکر کی انفانتری کے لئے۔

اوراق (۵۵) مسطر ۱۰ سطری

یہ کتاب نثر میں ہے۔ اور اس میں فوجیوں کے لئے قوانین کی متعدد دفعات نقل کی گئی ہیں۔

ابتدا:۔

نواب والا جناب معلی القاب کمانڈر ان چیف صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ اس لشکر کی نیٹوی انفانتری کے رجمنٹ ان حکموں اور قانون کو تیقدے مانیں اور قدیم دنوں کے اسٹانڈنگ آرڈر موقوف ہو دیں۔

اختتام:

چاہیئے کہ سب دوکان داروں اجیٹن صاحب کے آفس میں لکھا دیویں اور سوائے حکم کمانڈنگ آفر صاحب کی معرفت سے ملے گا بازار میں کوئی شخص گھر نہ جانا۔ اور دوکان کو بھی کوئی نہ لگانا۔

۱۲۵۴۔ مثنوی لال و گوہر۔ عارف الدین خاں عاجز۔

اوراق (۲۱)

پہلا نسخہ ۔ (رازق باری۔ قصہ فیروز شاہ۔ مقرری قانون اور مثنوی لال و گوہر ایک ہی شخص کے قلمی اور ایک ہی جلد میں ہیں)

عاجز کی یہ مثنوی بہت مقبول رہی ہے۔ تقریباً ہر کتب خانہ میں اس کے متعدد نسخے موجود ہیں۔ عاجز اورنگ آباد کے مشہور شعرا میں ہیں۔ ان کے والد بلخ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد اورنگ زیب کے عہد حکومت میں ہندوستان آئے اور غازی الدین خاں فیروز جنگ کی سفارش پر منصب دار مقرر ہوئے۔

عاجز ابھی کم سن تھے کہ والد نے وفات پائی۔ اور نواب لشکر خاں نصیر جنگ اور رطف الدولہ کی سرپرستی میں رہے۔ اور بعد میں ان کی سفارش آصف جاہی دربار میں پہونچے وہ

صاحب دیوان شاعر ہیں۔ ان کا اردو دیوان ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ وہ سنگلاخ زمینوں میں شعر کہتے تھے۔ ان کا ذکر مختلف تذکروں مثلاً چمنستان شعرا، گل عجائب، گلشن گفتار، تذکرہ بے نظیر، تذکرہ شعرائے دکن میں موجود ہے۔ عاجز بھی سلسلے میں اپنے عزیز کے پاس نانڈیڑ (مہاراشٹرا) میں مقیم تھے اور وہیں ۱۱۷۵ھ میں انتقال کیا۔ (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو جلد اول صفحہ (۲۰۶ تا ۲۰۸)

مثنوی لال و گوہر کے متعدد نسخے ملتے ہیں۔ یہ مثنوی مدراس سے ۱۸۷۳ء میں اور بمبئی سے ۱۸۷۷ء میں شائع بھی ہوئی ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے آٹھ نسخے ہیں۔ جن میں تین مصور ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں نسخے ہیں اور ادارہ کے کتب خانہ میں بھی ہیں (۵۸۳ تذکرہ مخطوطات جلد سوم ۱۷۶)

ابتدا:

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجھکوں یعقوت (یاقوت) معانی
سخن کا لال دے میری زباں کو درِ معنی سے پھر میرے بیاں کو
سخن کے در کا مجھکو جوہری کر سخن سبھوں کو میرا مشتری کر

اختتام:

ارے عاجز سخن کب لگ کہے گا سخن کی فکر میں کب لگ رہے گا
خموشی میں زباں کوں آشنا کر ہوا افسانہ آخر اب دعا کر
الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ اونوکوں دو جہاں میں سرخرو رکھ

یہ مخطوطہ محمد اکبرالدین صدیقی کا عطیہ ہے۔

۱۲۵۵۔ مثنوی لال و گوہر (دوسرا نسخہ)

اوراق (۲۱) تقطیع (۲۳ × ۱۴ سمر) خط نستعلیق شکستہ تاریخ کتابت ۱۲۱۹ھ
کاتب محی الدین بادشاہ عرف چھوٹے صاحب

بلحاظ کتابت یہ نسخہ قدیم ہے۔ مصنف کی وفات کے (۴۱) سال بعد لکھا گیا ہے۔ آخر میں ایک مدور مہر محمد نذیر ابن ۔۔۔ محمد (پڑھا نہ جا سکا) ثبت ہے۔

ابتدا :

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجکو یعقوت (یاقوت) معانی
سخن کا لعل دے میر زباں کو در معنی سے بھر میرے بیاں کو
در معنی کا مجکوں جوہری کر سخن سنجوں کوں میرا مشتری کر

اختتام :

خموشی سے زباں کو آشنا کر ہوا افسانہ آخر اب دعا کر
الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ انہوں کوں دو جہاں میں سرخرو رکھ

ترقیمہ : "تمت تمام شد بتاریخ بست و چہارم شہر ذیحجہ ۱۲۱۶ھ روز یکشنبہ بوقت سہ پہر تحریر یافت ایں خط محی الدین بادشاہ عرف چھوٹے صاحب نوشتہ شد"

۱۲۵۶۔ مثنوی لال و گوہر (تیسرا نسخہ)

اوراق (۴۷) تقطیع (۲۱ × ۱۱ سمر) مسطر ۱۰ سطری کاتب، تاریخ کتابت ندارد
اس مخطوط میں ایک سطر میں ایک مصرعہ جلی لکھا گیا ہے۔ اور یہ ناقص الاول ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

ابتدا : نہنگ بحر غم مجکو بنا رکھ
مری فریاد کو دے عشق کا زور مری ہر آہ میں بھر حشر کا شور

اختتام : خموشی میں زباں کو آشنا کر ہوا افسانہ آخر اب دعا کر
الٰہی عاشقاں کی آبرو رکھ اونو کو دو جہاں میں سرخرو رکھ

یہ دونوں مخطوطے محمد اکبر الدین صدیقی کا عطیہ ہیں۔

۱۲۵۷۔ مثنوی گلزار نسیم۔ پنڈت دیا شنکر نسیم

اوراق (۶۱) تقطیع (۱۹ × ۱۳ سمر) مسطر ۱۲ سطری جلی قلم ناقص الآخر
تاریخ تصنف ۱۲۵۴ھ

۱۸۱۱ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گنگا پرشاد کول نے زمانہ کے رواج کے مطابق اردو اور فارسی کی تعلیم دلائی۔ شعر گوئی کا ذوق ہوا تو خواجہ حیدر علی آتش کے شاگرد ہوئے اور بہت

جلد شہرت حاصل کی۔ ایک دیوان بھی مرتب کیا جس میں ناسخ کے رنگ کی غزلیں ہیں اور آتش کی طرح دنیا کی بے ثباتی، بے باکی اور خودداری کے مضامین سے مملو ہیں۔

ان کی شہرت کا باعث یہ مثنوی ہے۔ جس میں تاج الملوک اور بکاؤلی کا قصہ نظم کیا گیا ہے مثنوی بارہا چھپ چکی ہے۔ اور اب تک بھی تازہ ایڈیشن نکلتے رہتے ہیں۔ نسیم نے اس مثنوی میں اختصار اور تناسب لفظی کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے۔ ہماری کوئی ادبی تاریخ نسیم کے ذکر سے خالی نہیں۔

نسیم نے عین عنفوان شباب میں صرف بتیس سال کی عمر میں ۱۸۴۳ء میں انتقال کیا۔

ابتداء:

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری — ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے دو زباں سے یکسر — حمد خدا و مدحت پیمبر

اختتام:

دہ مرد کا باس تھا زنانہ — دھوکا کچھ کھا گئی وہ دانا
پوچھا کہو نام کیا کہا ننگ — پوچھا کہ نشاں کہا، دل تنگ

یہ نسخہ محمد اکبر الدین صدیقی نے کتب خانہ ادارہ کو عطا کیا ہے۔

۱۲۵۸ - اصول تعلیم

۱۳ سطری مسطر۔ ناقص الآخر۔ تقطیع ½۲۱ × ۱۷ اسمر۔ اوراق ۳۶۔ خط نستعلیق

مصنف نامعلوم

یہ قلمی نسخہ نظم و نسق مدرسہ، ضبط مدرسہ، اور طریق تعلیم وغیرہ مختصر مضامین درج ہیں۔ اس کو چھ فصلوں پر منقسم کیا گیا ہے۔ یہ ساٹھ ستر قبل کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔ کاغذ ناقص ہے۔

آغاز:-

نظم و نسق مدرسہ سے کیا مراد ہے: وہ جو انتظامات جو کسی مدرسہ کے اعلیٰ طور پر چلتے رہنے کے لئے ضروری ہیں۔

انتہا:- ایک اور اصول نئی عادت کے ڈالنے کا پرانی عادت کے ترک کرنے کا یہ کہ اگر کسی بات کے کرنے کا جی چاہتا ہے۔ بلا لحاظ اس کے کہ اس بات کی عادت ڈالنا ہو

یا نہ ہو۔ تو اسے نہ کرو۔ اگر تم سویرے اٹھنے کی عادت ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس کے۔

۱۲۵۹- بیاض :

اوراق ۳۰ - تقطیع (۲۱ ¼ × ۱۷ سمر) خط نستعلیق قدرے کرم زدہ۔ ناقص الآخر
اس بیاض میں احادیث اور اقوال بزرگان دین کو جمع کیا گیا ہے۔

آغاز :-

خدا نے جس قدر بھی نعمتیں اپنے بندوں کو عطا کی ہیں۔ اس میں بڑی سے بڑی نعمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

اختتام :-

پس ان لوگوں نے پھرا اپنے ہاتھ اپنے موہنوں میں یعنی امتوں نے اپنے ہاتھ اپنے موہنہ سے کاٹے۔ بعضوں نے کہا اپنے ہاتھ پیغمبروں کے منہ پر رکھے۔

۱۲۶۰- بیاض :

۲۷ × ۱۶ سمر - اوراق ۱۹۰ - یہ اوراق لٹو کاغذ پر چسپاں کیے گئے ہیں۔
پہلے صفحہ پر فرد حساب ہے جو ۴ شوال ۱۲۵۶ھ کو لکھی گئی۔ اس کی پشت پر فدا کا ایک مرثیہ حضرت امام علیہ السلام کا تحریر ہے۔ اس کے دس اشعار ہیں اور پہلا شعر یہ ہے۔

آج ہوا مرا الوداع شاہ اے ہائے ہائے
پاسے نہ جو شاہ دیں پیاسے رہے ہائے ہائے

دوسرے ورق پر حضرت شاہ برہنہ اولیا کے عرس کی کیفیت مختصر مثنوی میں بیان کی گئی ہے۔ ایک شعر ہے۔

سنو جب آتا ہے ماہ جمادی الاول
ہر ایک طرف سے ہے بس منڈنے کی طغیانی

سید حسن برہنہ شاہ کے لئے دیکھیے تذکرہ مخطوطات جلد اول صفحہ (   ) لیکن یہ عرس اب ۱۶/ جمادی الاول کو ہوتا ہے۔ یہ مثنوی بلہار نے لکھی ہے۔ اس کی ورق کی پشت پر اسی عرس سے متعلق بلہار ہی کا ایک مخمس درج ہے۔ جس کا پہلا شعر ہے۔

اے دلا کچھ ہے خبر کس اولیا کا عرس ہے
اہل باطن واقف راز خدا کا عرس ہے

تیسرے ورق پر درود تاج کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کا ترقیمہ ہے۔
تمت تمام شد بتاریخ بست سوم ماہ رجب المرجب ۱۲۸۰ھ

اس ورق کے بعد جلال اکبر، سودا اور میر کے متفرق اشعار قلم بند کئے گئے ہیں کہ ورق ۵۱ پر فیض کی طویل غزل ہے۔ جس کا مطلع ہے۔

اچھا ہوا جو ضعف سے ہم نقش پا بنے — گم کردہ کاروں کے لئے رہنما بنے

ورق ۶ پر بہادر علی شاہ کے عرس پر ایک نظم ہے اور اس کے بعد حضرت حسین شاہ ولی پر ایک مدس ہے۔ عرس حضرت بندہ نواز گیسو دراز پر نظام الدین کی ایک نظم ہے۔ اور ان کی مدح میں بلہار کا ایک مدس ہے۔ اس کی تاریخ کتابت ۱۲۶۲ھ ہے۔ ورق ۸ پر بلہار نے حضرت بابا شرف الدین کی مدح لکھی ہے۔ اس کے بعد حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار کی مدح میں بلہار ہی کا مدس ہے۔ اس کی تاریخ کتابت ۱۲۳۸ھ ہے۔

اس کے بعد سید محمد بادپا کی مدح ہے۔ اور اس کی تاریخ کتابت ۱۲۴۱ھ ہے۔ حضرت مشوق ربانی کی مدح میں ایک مدس ہے جس کی تاریخ کتابت ۱۲۶۱ھ ہے۔ حضرت خواجہ مخفی حسینی بندہ نوازی متوفی صفر ۱۲۰۲ھ کی مدح میں ایک ترجیع بند ہے۔ تاریخ کتابت ۱۲۶۲ھ۔ مخدوم بیابانی اور حضرت جمال بہار کی مدح میں ایک ترجیع بند ہے۔

ہے جہاں موضع آلور میں حضرت کا مزار
آتے ہیں خورد و کلاں پر زیارت ہر بار

۱۲۶۱۔ دیوان چندا۔

یہ ماہ لقا بائی چندا کا نامکمل دیوان ہے۔ سائز ۱۸×۲۰ اس میں ردیف ت سے ردیف م تک کی غزلیں درج ہیں۔ اوراق ۳۱۔ چندا کے حالات کے لئے دیکھئے تذکرہ مخطوطات جلد اول صفحہ (۲۱۳)

پہلی غزل کا مطلع ہے۔

یکایک ہم سے تو بیدل ہوا ہے اس کا کیا باعث
مگر دل اپنا دے بیدل کو ہم پر ہو خفا باعث

آخری غزل کا مقطع ہے۔

معروضہ یہ چندا کو ہے تب شاہ نجف سے — دیکھیں نہ کبھو گردش افلاک سے غم ہم

۱۲۶۲

تاریخ عزیز دکن

مصنف :- محمد عبدالعزیز

صفحات (۱۶۵) تقطیع (۳۰ x ۱۲ سم) مسطر ۱۳ سطری جلی قلم خوش خط

کاغذ سفید اور نیلا انگریزی تاریخ تصنیف ۱۳۰۷ھ ہجری کاتب دستخط محمد حمید اللہ

محمد عبدالعزیز کے والد محمد مہدی واصف تھے جو اپنے عہد کے مشہور شعرا میں تھے۔ محمد عبدالعزیز کی زندگی بھی علمی ماحول میں گذری۔ تاریخ سے لگاؤ کے باعث انہوں نے خود ایک تاریخ دکن لکھی اور اس کا نام تاریخ عزیز دکن رکھا۔ اس تاریخ میں بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد دکن میں جو پانچ سلطنتیں قائم ہوئیں ان کا مختصر حال درج ہے۔ قطب شاہوں کا حال قدرے تفصیل سے لکھا ہے اور اس کے بعد سلطنت آصفیہ کا قیام اور یکے بعد دیگر آصف جاہ اول تا خامس کے حالات بیان کئے ہیں اور اس طرح ۱۳۰۲ھ ہجری تک یہ واقعات ختم ہوتے ہیں۔ اس کے بعد "حال سلطنت عثمانیہ" کے عنوان کے تحت صـ ۱۳۷ تا صـ ۱۴۶ تحریر ہے۔

اس کے بعد آصف جاہ سادس کے سفر نیلگری اور مدراس کی روئداد قلم بند کی ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کا ذکر ہے۔ خود مختار ریاستوں میں فوج کے اعداد و شمار دئے ہیں۔

ابتداء :-

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد۔ ناظرین کی خدمت میں یہ بندہ ناچیز منشی عزیز فرزند مولوی محمد مہدی واصف گذارش کرتا ہے کہ بہت سے میرا ارادہ تھا کہ کوئی مختصر تاریخ قطب شاہوں کی لکھوں لیکن کثرت اشغال و قلت فرصت سے تکمیل اس کام کی نہیں ہوسکی تھی۔

اختتام :-

ہو ترقی اوس کے ملک و مال کی۔ اور درازی حشمت و اقبال کی۔ اے عزیز اس کو دعا پر ختم کر۔ لطف شہ کا ملتجی ہوں بس۔ آخر میں کاظم علی خاں شعلہ (۱۲۵۲ ہجری ۱۳۰۸ ہجری) اور عبدالواحد کے تاریخی قطعات ہیں۔

مسئلہ کا قطعہ ہے۔

منتق من مولوی عبدالعزیز — شعلہ زن طبع تاریخش بگفت
در فن تاریخ استاد زمن — نسخۂ حالات حکام دکن

اور عبدالواحد کا تاریخی قطعہ ہے۔

چوں حضرت عمی عزیز والا — واحد پئے او از سر اعزاز نوشت
تاریخ دکن اصح نوشت د زیبا — تاریخ دکن ہست عزیز دلہا

آخری سطر تاریخ کتابت اس طرح درج ہے۔

بفضل قادر ذو الجلال کتاب ہذا بتاریخ ۲۲/ ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ ہجری زینت انجام یافت۔ کاتب الحروف عاصی پر معاصی محمد حمید اللہ۔ یہ مخطوطہ نواب عنایت جنگ نے کتب خانہ کو بطور عطیہ عنایت کیا ہے۔ اول و آخر میں ان کی چوکور مہر ثبت ہے۔

۱۲۶۳ تاریخ فیاض محبوبی (فارسی)

مصنف :- محمد فیاض علی خاں منصبدار

صفحات (۱۴۸) تقطیع (۳۰ × ۲۱ سمر) کاغذ حالیہ - مسطر ۱۶ سطری

جلی قلم خوش خط تاریخ تصنیف

یہ فارسی تاریخ دکن ہے۔ ابتداء میں ایک فہرست دی گئی ہے جس کا عنوان ہے "سلاطینانِ اہل اسلام کہ در اقلیم عجم و ہندوستان صاحب سکہ و خطبہ بودا ہر یہ آراگشتند"۔

اس فہرست کے بعد سلاطینِ آصفیہ کی فہرست دے کر آصفجاہ اول کے جدامجد عابد خاں کی سوانح حیات بیان کی ہے۔ ذکر آصف جاہ اول تا سادس کے عنوان کے تحت شاہانِ دکن کے دور کے واقعات کو قلم بند کیا ہے۔

ابتدا۔ "پس از حمد و سپاس بے قیاس او ذات منزہ دمبرہ واحد احدیت حضرت رب العلیٰ کہ بمصون است از چون و چرا"

اختتام :-

و دیگر عمارت بر تالاب حسین ساغر بنائے نو احداث تعمیر فرمودند و سایر آں زمین قطعات بہ محبوب یار جنگ بہادر، افسر جنگ بہادر و اقبال یار جنگ بہادر مرحمت گردیدہ برائے تعمیرات او حکم دادند۔ فقط

ترقیمہ :-

بتاریخ ششم ماہ رمضان المبارک روز دوشنبہ ۱۳۱۲ھ ہجری مطابق ۳۰/ فروری ماہ الٰہی ۱۳۰۲ فصلی انگریزی میں تحریر ہے۔ میر عباس علی خاں ۴/ مارچ ۱۸۹۵ عیسوی۔

میر عباس علی خاں نے اردو میں دستخط کی ہے اور اپنا تخلص صفر بتایا ہے۔

یہ کتاب نواب عنایت جنگ بہادر کا عطیہ ہے اول و آخر میں ان کی چوکور مہر اس پر ثبت ہے۔

۱۲۶۴ مثنوی سحر البیان

مصنف :- میر حسن

سنہ تصنیف ۱۱۹۹ ہجری اوراق (۱۲۵) تقطیع (۲۳ × ۱۶) سمر مسطر ۱۲ سطری

کاغذ دولت آبادی (دیسی)

میر حسن کی اس مثنوی کے متعدد نسخے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اور ان کے حالات بھی گذشتہ تذکروں میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ نسخوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ مخطوطہ نمبر	۱۴۷	کتابت ۱۲۴۷ ہجری	جلد اول	صفحہ	۹۶
۲۔ مخطوطہ نمبر	۳۲۱	کتابت ۱۲۳۹ ہجری	جلد دوم	صفحہ	۷۸
۳۔ مخطوطہ نمبر	۳۲۳	کتابت ۱۲۲۸ ہجری	جلد دوم	صفحہ	۷۹
۴۔ مخطوطہ نمبر	۳۷۳	کتابت ۱۲۳۹ ہجری	جلد اول	صفحہ	۲۷۵
۵۔ مخطوطہ نمبر	۴۰۴	کتابت . .	جلد اول	صفحہ	۱۱۸
۶۔ مخطوطہ نمبر	۵۱۶	کتابت ۱۲۷۷ ہجری	جلد اول	صفحہ	۹۵
۷۔ مخطوطہ نمبر	۵۱۸	کتابت ۱۲۲۳ ہجری	جلد اول	صفحہ	۹۷
۸۔ مخطوطہ نمبر	۵۹۲	کتابت ۱۲۳۷ ہجری	جلد سوم	صفحہ	۱۹۷
۹۔ مخطوطہ نمبر	۹۰۸	کتابت . . .	جلد پنجم	صفحہ	۵۲
۱۰۔ مخطوطہ نمبر	۹۰۹	کتابت . .	جلد پنجم	صفحہ	۵۳

متذکرہ نسخہ دولت آبادی کاغذ پر جلی قلم سے خوشخط لکھا ہے عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں آخر کا ایک ورق نہیں ہے اس لئے کاتب اور تاریخ کتابت کا علم نہ ہو سکا۔

ابتدا:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم — جھکا جس کے سجدے کو اول قلم
سر لوح پر رکھ بیاض جبیں — کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں

موجودہ صورت میں اس کی آخری ابیات حسب ذیل ہیں۔

ہوئی اب یہاں یہ کہانی تمام — سلامٌ علیکم علیکم سلام
خدا دیوے ایسے سبھوں کی مراد — دل غمزدوں کو کرے یوں ہی شاد
ملیں سب کے بچھڑے الٰہی تمام — بحق محمد علیہ السلام

مثنوی سحر البیان

۱۲۶۵

مصنف:۔ میر حسن

تصنیف ۱۱۹۹ھ ہجری دوسرا نسخہ اوراق (۸۷) تقطیع (۲۹ × ۱۸ سم) مسطر ۱۳ سطری کاغذ دیسی۔ متعدد اوراق پر حوضہ کی شکل میں کاغذ چسپاں کیا گیا ہے۔

ادارہ کے کتب خانہ کا بارھواں نسخہ۔ پچھلے گیارہ نسخوں کی تفصیل اس سے پہلے دی جا چکی ہے۔

یہ بارھواں نسخہ ہے اور ناقص الآخر ہے

یافتاح۔ وبہ نستعین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

ابتدا۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم | جھکا جس کے سجدہ میں اول قلم
سر لوح پر رکھ بیاض جبیں | کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں

موجودہ صورت میں آخری ابیات حسب ذیل ہیں

گرا پانوں پر کہہ کے یہ باپ کے | خدا نے دکھایا قدم آپ کے
سنی یہ صدا جو ہیں اوس ماہ کی | تو اوس غم رسیدہ نے یک آہ کی
اوٹھا سر قدم پر سے چھاتی لگا | لپیٹ کر گھڑی دو تلک خوب سا

۱۲۶۶ مذہب عشق (گل بکاولی)

مصنف:۔ نہال چند لاہوری

سنہ تصنیف ۱۲۱۷ہجری تقطیع (۲۵×۱۵سمر) اوراق (۴۶) مسطر ۱۳ سطری

کاغذ دیسی۔ خط نستعلیق عنوانات سرخ روشنائی سے کرم خوردہ۔ ناقص الاول

نہال چند لاہوری مشہور ہیں مگر ان کے آباواجداد دہلی کے تھے وہ دہلی کی تباہی پر نقل مقام کر گئے اور لاہور میں مقیم ہونے سے لاہوری کہلائے۔ کپتان دلورث سے ان کی شناسائی تھی جس نے انھیں گل کرسٹ تک پہونچادیا اور گل کرسٹ نے انھیں تالیف و ترجمہ کے شعبہ میں ملازم رکھ لیا۔

اس زمانہ میں شیخ حضرت اللہ بنگالی (م ۱۲۲۴ہجری) فارسی کی کتاب تاج الملوک و گل بکاولی کا شہرہ تھا یہ فارسی انشا کا بھی ایک شاہکار ہے اس لئے گل کرسٹ نے نہال چند کو اس کے ترجمے پر مامور کیا۔ نہال چند نے اس کا ترجمہ کیا انہوں نے فارسی الفاظ زیادہ استعمال کئے اور ہندی کے بہت کم۔ اس لئے اس کو بھی قبول عام حاصل ہوا اور اس کے متعدد ایڈیشن شایع ہو کر ان کی ایک طویل فہرست گریرسن نے لنگوسٹک سروے آف انڈیا میں دی ہے۔

"مذہب عشق کی مقبولیت اس سے ظاہر کر دیا سنگھ نسیم نے ۱۲۴۳ہجری میں اس کو نظم کا جامہ پہنایا اور "گلزار نسیم" نام رکھا جو اردو کی اہم مثنویوں میں شمار ہوتی ہے۔

ابتدا۔

موجودہ حالت میں اس کی ابتدا اس طرح ہے۔

"لیکن لڑتے لڑتے اور چالاکیاں کرتے کرتے وہ ماندہ بہت ہو گیا تھا غش ہو کر گر پڑا تب وہ روح افزا دوڑ آئی اور سر اٹھا کر اپنے زانوں پر رکھا۔"

اختتام

تاریخ سال ہجری

یہ قصہ ہوا جب بخوبی تمام   تو پھر تاریخ تھی صبح شام
اچانک سنی میں نے آوازِ غیب   کہ ہے "مذہبِ عشق" تاریخ و نام

١٢١٧ھ

تاریخ سن عیسوی

ہوئی پھر یہ خواہش کہ کلک و زبان   کریں عیسوی سال کو بھی بیان
تو پھر ہاتفِ غیب نے دی ندا   کہ اس مذہب عشق میں کوئی آ
کرے "مشرب جیام" گر اختیار   تو رازِ نہاں اس پہ ہو آشکار

مشرب وجام میں کاتب نے "و" لکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔ صحیح مشرب جام ہے جس کے اعداد (٥٨٦) ہوتے اور مذہب عشق کے اعداد ١٢١٧ میں شامل کرنے سے ١٨٠٣ برآمد ہوتے ہیں۔

ترقیمہ۔

تمام شد کتاب مذہب عشق عرف بکاولی بدست کاظم علی خاں مقام . . . جالندہ پور تحریر یہ تاریخ دوازدہم ذی الحجہ ١٢٥٦ ہجری نبوی برائے پاس

١٢٦٧   قصیدہ بردہ شریف مع ترجمہ فارسی واردو منظوم

تقطیع (٢٢×١٢سمر)   اوراق (٤٨)   مسطر (١٢تا١٤سطری)   کاغذ دیسی

عربی خط نہایت پختہ اور خوبصورت فارسی اور اردو بین السطور ہیں۔

قصیدہ بردہ شریف نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اس کے مصنف حضرت امام شرف الدین محمد البوصیری الدلاصیؒ ہیں۔ جو یکم شوال ٦٠٨ھ مطابق ٧ مارچ ١٢١٣ء کو البوصیر میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کو البوصیری کہا جاتا ہے حضرت امام سیوطیؒ نے آپ کا مقام ولادت دلاص بتلایا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کے والدین میں ایک کا تعلق البوصیر سے اور دوسرے کا دلاص سے تھا۔

آپ نے اوائل عمر کے دس سال بیت المقدس میں گذار کر اور پھر مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ مکہ معظمہ میں ١٣ سال تک قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔ سرکاری ملازمت کے سلسلے میں بلبیس ہوگئے اور حاجی خلیفہ کی روایت کے مطابق ٦٩٤ھ میں علامہ سیوطی کی روایت کے مطابق ٦٩٥ھ میں اور مقریزی اور ابن شاکر کے بیان کے لحاظ سے ٦٩٦ھ میں بمقام اسکندریہ واصل بحق ہوئے اور فسطاط میں حضرت امام شافعی کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

امام البوصیری نے یہ قصیدہ فالج سے بیمار ہونے پر شفا پانے کی نیت سے تصنیف کیا جو بارگاہ نبوی میں مقبول ہوا اور آپ

کو شفا ہوئی اس لئے عام طور پر اس کی فیوض و برکات کو تسلیم کیا جاتا ہے اس کا ترجمہ اکثر زبانوں میں ہو چکا ہے اور اس کی بے شمار شرحیں عربی، فارسی اردو لاطینی اور فرانسیسی میں لکھی جا چکی ہیں۔

فارسی میں ملا عبد الرحمن جامی کا ترجمہ مشہور ہے۔ مطلع ہے۔

اے زیادِ صحبت یارانت اندر ذی سلم — اشک چشم آمیختی با خوں رواں گشتہ بہم

پیش نظر مخطوطہ میں عربی اشعار سرخی سے نہایت جلی اور خوشخط لکھے گئے ہیں اور بین السطور فارسی ترجمہ اردو منظوم ترجمہ لکھا گیا ہے۔ اس کی ابتدا قصیدہ بردہ شریف کے پڑھنے کے طریقے سے ہوتی ہے اور اس کے بعد قصیدہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے شعر کا متن اور فارسی ترجمہ اور اردو شعر پیش ہے۔

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيرَانٍ بِذِي سَلَمِ
آیا از یاد کردن ہمسایگاں کہ در ذی سلم اند نام درخت
دوستوں کی یاد میں ذی سلم سے آن کر
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرَى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ
آمیختی اشک راکہ جاریست از دروں چشم بخوں
اشکِ خوں آمیختہ جاری کے شام و سحر

ابتدا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
ترتیب خواندن قصیدہ اینست کہ وقت نصف شب ایستادہ سر کردہ بخواند و ابیات کہ مقام دعا اجابت نشتہ شد آں را ہر قدر کہ بہ تکرار خواند بہتر است

اختتام۔ ابیات دعائیہ اینست۔

یا نبی تم شمس عرفاں اور شفیع المذنبیں — سب محبوں پر کرو تم مہر کی ہر دم نظر
جو پڑھے ابیات کو ہر روز با صدق و یقیں — دیکھو اس کے تئیں اپنی محبت کا ثمر
اپنے صدیقوں اوپر کریو کرم یا مصطفیٰ — تم او نجیں انعام کر لو خیر و خوبی تا عمر
نفس ان کا مطمئن اور قلب ان کا ہو سلیم — تو رہیں تیرے کرم سے اوچی بازیب و فخر
از قدوم بہجت افزا شاد کر ان کو مدام — تا کہ ہوں دونوں جہاں میں یہ جلدی بہرہ ور
از برائے حضرت زہرا و اولاد علی — ان کے دشمن کو کرو مثل ہشیم المختصر
اس گدائے کمترین کی عرض یو ہے یا نبی — تیرے در کو چھوڑ کر ہرگز نہ ہووے در بدر
جلد کر لو یا الٰہی سب دعا میری قبول — حکم تیرا ہے نہیں الا کلمح بالبصر

تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً لا مبدل
لکلماتہ وھو السمیع العلیم

تمت تمام باشد

ترقیمہ نہیں ہے اور نہ شاعر نے کہیں تخلص استعمال کیا ہے اسی لئے تاریخ کتابت نام کاتب مقام کتابت وغیرہ سے

ہم لاعلم ہیں۔

زبان کے اعتبار سے شاعر دکنی معلوم ہوتا۔

۱۲۶۸ مآثر دکن (مسودہ ثانی مبیضہ)

مصنف سید علی اصغر بلگرامی

تقطیع (۲۱×۳۲ سم) اوراق (۱۱۱) مسطر ۱۶ سطری۔ کاغذ نہایت دبیز

سید علی اصغر بلگرامی ریاست حیدرآباد میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ کلکٹر بھی رہے اور ناظم آثار قدیمہ بھی۔ اردو، انگریزی اور فارسی کے ادیب تھے۔ مآثر دکن ان کے دور نظامت آثار قدیمہ کی یادگار ہے۔ شہر حیدرآباد کی مشہور عمارتوں گنبدوں قطب شاہی واقع گولکنڈہ اور مزارات کی کیفیت اور ان کے کتبوں کی تصویریں اس کی زینت ہیں۔ مآثر دکن دارالطبع جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۲۴ء میں شایع ہو چکی ہے جس میں عمارتوں گنبد تصاویر اور کتبوں کے چربوں کی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ یہی کتاب حافظ محمد حیدر میموریل اکیڈمی کراچی سے ڈاکٹر معین الدین عقیل کے تعارف کے ساتھ ۱۹۷۷ء شایع ہوئی ہے۔ کتابت طباعت اور کاغذ نفیس ہے لیکن تصویریں واضح نہیں۔

پیش نظر مسودہ ہے جس میں بلگرامی صاحب نے جا بجا تصحیح اور اضافے کئے۔ یہ خوش خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ آخر میں اشاریہ بھی ہے جس کا عنوان ضمیمہ ہے۔ ان کی اور بھی کتابیں اور متفرق مضامین ادارہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں عمارتوں اور کتبوں کی تصویریں نہایت صاف اور واضح ہیں کراچی کے ایڈیشن میں یہ بہت دھندلی اور غیر واضح ہیں۔

مآثر دکن کا انتساب آصف جاہ سابع میر عثمان علی خاں سے کیا گیا ہے یہ بعد کے ایڈیشن میں شامل نہیں۔

ابتدا

نذر

مد ظلہم العالی

یہ امتیاز اس موروثی نمک خوار کے لئے اہمیت سرمایہ ناز ہے کہ کہ شہریار عزیب پرور، سلطان معارف نواز، تاجدار اقلیم سخن، ہز اگز الٹیڈ ہائی نس اعلحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی سپہ سالار مظفر الملک والممالک، نظام الدولہ نظام الملک نواب میر میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ آصف جاہ سابع یار وفادار سلطنت برطانیہ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی سی ای خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کی پیشگاہ سے بمراحم خسروانہ وتوجہات شاہانہ ذریعہ فرمان عطوفت نقصان مورخہ ۱۲ / شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ اس کتاب کو اسم ہمایونی سے معنون کرنے کا شرف داعزاز عطا فرمایا گیا ہے۔

مور پرورده سلیمان است —— مو واین مرتبہ از کجا لیکن

میں نہایت ادب و افتخار کے ساتھ "مآثر دکن" کو حضور پرنور حضرت اقدس واعلیٰ سلطان دکن دام ملکہٗ کے نام نامی مراسم ہمایونی سے معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

گذرا بندہ
نمک خوار موروثی۔ فدوی سید علی اصغر بلگرامی

اختتام۔ (اشاریہ سے پہلے)
محب برادر زادہ سید مہدی علی مرحوم پسر سید علی اکبر صاحب بلگرامی چندماہ بعد از تسوید ایں نسخہ در عنفوان شباب رہ صبا قرہ مرگ اللھم اغفرلہ و لھم۔ دستخط سید علی اصغر ۲/ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ

۱۲۶۹ سیاحت نامہ مصر

مصنف سید علی اصغر بلگرامی
تقطیع ۲۱x۳۵ سمر مسطر ۴۳ تا ۴۸ سطر کاغذ روپ کار حالیہ
کاتب خود مصنف

بلگرامی صاحب نے یہ سفر ۱۹۴۶ء میں کیا تھا۔ ان کے سفر کی غرض وغایت حصول معلومات اور تجربوں میں اضافہ تھی چنانچہ انہوں نے اپنے پیش لفظ میں اس کا اظہار کر دیا ہے لکھتے ہیں۔

میرا نظریہ ابتدا سے یہی رہا ہے کہ جس ملک کے مشاہدات کو قلم بند کیا جائے وہ وقتیہ دلچسپی سے متجاوز ہو کر کسی پائدار حیثیت کی بھی حامل ہوں تاکہ ناظرین عرصہ دراز تک اس سے استفادہ کرتے رہیں' موصوف اپنے اس بیان پر پوری طرح کاربند رہے۔

مصر اہراموں اور ممیوں کا ملک ہے اور سیاح کے لئے یہ کشش کا بڑا ذریعہ ہیں بلگرامی لکھتے اس کو یہ نظر غائر دیکھا اور نہایت تفصیل کے ساتھ قلم بند بھی کیا اور مختلف تاریخی اہمیت رکھنے والے آثار کی تصویروں سے اس کو مزین کیا اس سیاحت نامہ کو سات ابواب اور بارہ ضمیموں میں تقسیم کیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

پہلا باب۔ بمبئی سے قاہرہ کے سفر کی روداد اور قاہرہ کے حالات عمارات' قہوہ خانے' آبادی۔ پیداوار اس کی تاریخ اور اس کا جغرافیہ بیان کیا ہے۔

دوسرا باب۔ قاہرہ کی مساجد سے متعلق ہے۔ ۲۳/ مساجد کا اور کتب خانہ جامع ازہر کا ذکر ہے۔ اس باب کا آخری عنوان مزار حضرت امام شافعی ہے جس کے تحت آپ کی تاریخ وصال اور گنبد وغیرہ کا ذکر ہے۔

تیسرا باب۔ عربی دارالآثار (عجائب گھر) سیس اول ثانی' ثالث' توت اور دیگر متعلقہ عنوانات ہیں

چوتھے باب میں اہرام کی تفصیلات ہیں۔ پانچویں باب میں قدیم منادر کا ذکر ہے۔

چھٹا باب اسکندریہ کے لئے وقف ہے اس کے ذیلی عنوانات میں اہم حسب ذیل ہیں۔

روشنی کا مینار' کتب خانہ اسکندریہ۔ یا میائی کا ستون' بندرگاہ' رشید کا کتب' ممیانے کے طریقے۔ مصریوں میں ممی کے مراسم' مردوں کے اعمال کا محاسبہ' کفن چور مصریوں کے عقائد۔ مصری منادر کے قیمتی اشیاء کی فہرست۔

ساتواں باب۔ مصر کی قدیم وجدید تاریخ سے متعلق ہے۔

اس کے بعد بارہ ضمیمے ہیں جن میں خلفاء (بنی امیہ، بنی عباس، طولون، فاطمین، ایوبی، بنی امیہ اور سلاطین مصر کی فہرستیں ہیں جو مصر اور اس کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نہایت مفید اور گراں قدر ہیں اور دیگر ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کرتی ہیں۔

سیاحت نامہ مصر کو متعدد تصویروں سے مزین کیا گیا ہے۔

ابتدا

پیش لفظ مصر کی سیاحت سلطان احمد فواد اول کے عہد میں کرنے کے بعد اب موقع ملا کہ میں ان یادداشتوں کو جو دوران سفر میں متفرق طور پر قلم بند کی گئی تھیں ۔ موجودہ صورت میں مرتب کروں۔

اختتام: ضمیمہ (ل)

۱۸۸۷ء میں کیمبرج کے ڈاکٹر ردھوس (DR RED HOWS) قدیم عربی تاریخ اور لغات کی ورق گردانی کے بعد آفرینش عالم سے ۱۸۵۳ء کے اہم واقعات کا جو تاریخی گوشوارہ مرتب کیا تھا اس میں علاوہ مصر کے جزیرہ العرب اور ایران کے بعض تاریخی واقعات کا اندراج ہے بلحاظ مناسبت مقام اس کا مزدری اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(اس کے بعد تاریخی واقعات کا سنہ وار گوشوارہ دیا گیا ہے)

۱۲۷۰ مآثر دکن (مسودہ)

مصنف سید علی اصغر بلگرامی

تقطیع (۳۴ × ۲۱ سم) اوراق ۶۱ سطر ۳۰ تا ۳۵ سطری کاغذ کہنہ بوسیدہ

کاتب خود مصنف تاریخ کتابت غرہ جنوری ۱۹۲۴ء

یہ مآثر دکن کا پہلا مسودہ ہے اس میں حذف و اضافے بہت زیادہ ہوئے۔ کہیں کھلا کھلا لکھا ہے اور کہیں بہت باریک اور گنجلک۔ حیدرآباد کی قدیم عمارتوں کا حال اور ان میں جو کتبے لگے ہیں ان کی عبارتوں کی نقل دی گئی ہے لیکن اس میں کسی کتبے یا عمارت کی تصویر نہیں ہے۔

بلگرامی صاحب ۱۳/تیر ۱۳۳۱ ف ۱۸/مئی ۲۲ء سے ۵/اردی بہشت ۱۳۳۳ ف ۹/مارچ ۲۴ء تک غلام یزدانی ناظم آثار قدیمہ کے رخصت پر جانے کے بعد ناظم آثار قدیمہ رہے۔

ابتدا

مقدمہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قدیم آثار اپنی تنوع اور دلفریبی کے لحاظ سے ہندوستان کے تاریخی آثار سے اہمیت میں کسی طرح کم نہیں۔ ممالک محروسہ کی جس جانب نگاہ ڈالی جائے ازمنہ ماضیہ کی گوناگوں یادگاروں کا لامتناہی سلسلہ چلا گیا ہے۔

اصل مطبوعہ نسخہ اور اس مسودہ میں + ترتیب اور متن کے لحاظ سے اختلافات ہیں۔ یہ پہلا مسودہ ہے اس کے بعد پریس کاپی تیار کی گئی جو نہایت خوشخط ہے اور خوشنویس سے لکھائی گئی ہے اور اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

ماثر دکن (مطبوعہ) کا متن ختم ہونے کے بعد اس مسودہ میں اضلاع اورنگ آباد۔ بیدر۔ نظام آباد۔ گلبرگہ شریف یادگیر، شاہ پور، گوگی (قاضی محمود بحری) سگر شریف کے آثار قدیمہ کی تفصیل ہے یہ تاریخی اعتبار سے نہایت اہم ہے اور ابھی تک شایع نہیں ہوئے۔

آخر میں ۶½ صفحہ کا ایک مضمون "آفتاب وقت" کے عنوان کے تحت ہے اور یہاں سید علی اصغر بلگرامی صاحب کی قلمی تحریر ختم ہوتی ہے۔

ابتدا (پچھلے صفحہ پر کی حلقہ میں کی عبارت لکھئے)

اختتام (آخری فقرہ از آفتاب وقت)

یہی لوگ ہیں جو دنیا میں ہم بالشان کارنامے چھوڑ گئے ہیں اور آنے والی نسلوں کی نصیحت و بصیرت کے لئے حکمت و موعظت کے ایسے ذخیرہ کر گئے ہیں کہ ارباب نظر ان سے سعادت ابدی حاصل کر سکتے ہیں۔ انھیں کی ٹکسال میں لمحوں سے گھنٹے اور گھنٹوں سے دن اور دنوں سے مہینے و سال بنا کرتے ہیں۔ یہی لوگ بار امانت کے صحیح معنوں میں عامل اور قدرت کے کاشف اسرار نہیں ہیں۔

وقت را غنیمت داں آں قدر کہ بتوانی — حاصل از حیات اے جاں یکدم است تا دانی

نیچے لکھا ہے (روح ترقی مئی جون سنہ ۱۹۵۰ء)

غالباً یہ مضمون روح ترقی مئی/جون سنہ ۱۹۵۰ء میں چھپ چکا ہے۔

۱۲۷۱ انسپکشن رپورٹ دورہ اورنگ آباد

مصنف سید علی اصغر بلگرامی

ٹائپ شدہ تقطیع (۳۲ × ۱۸ سم) اوراق (۱۰) مسطر ۳۳ سطری کاغذ ٹائپ کی کاپی کا چھین

بلگرامی صاحب آثار قدیمہ کے ناظم تھے اس وقت انھیں صدر المہام آثار قدیمہ نے دورہ کر کے رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ رپورٹ اسی حکم کی سررشتہ تعمیل میں تیار کی گئی تھی۔ رپورٹ کا آغاز "مقبرہ رابعہ درانی" سے ہوتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے متعلقہ باغ کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کے ارکان اورنگ آباد کے اول تعلقدار صدر، مہتمم تعمیرات۔ مولوی عبد الحق صاحب صدر مہتمم تعلیمات اور مہتمم تعلیمات تھے۔

اس کے بعد عجائب گھر مورت ہائے جوہری بازار۔ پٹن کی اینٹ، خلد آباد کے مضمون میں شاہزادہ محمد اعظم ان کی بیوی اور شاہزادہ بیدار بخت کے مزاروں کا ذکر ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے مزار کے کتبہ کا ذکر ہے جو آصف سابع کے حکم کی تعمیل میں نصب کیا گیا ہے۔

آصف جاہ اول اور نواب ناصر جنگ شہید اور ابوالحسن تاناشاہ کے مزاروں کے ذکر کے بعد حضرت امیر حسن سجزی المتوفی ۷۲۶ھ اور غلام آزاد بلگرامی متوفی سنہ ۱۲۰۰ کا ذکر ہے اور تجویز کی گئی ہے کہ ان تمام مزاروں پر کتبے لگائے جائیں باغ منی بیگم (زوجہ شاہزادہ بیدار بخت) اولیا مسجد، غار ہائے ایلورہ، اجنٹہ آخر میں نظام آباد اور بودھن کے آثار سے

سے متعلق لکھا گیا ہے۔

ابتدا

مقبرہ رابعہ دورانی۔ یہ عمارت دکن میں عہد مغلیہ کی ایک لاثانی یادگار اور باشندگان اورنگ آباد کے لئے ایک عمدہ تفریح گاہ ہے۔

اختتام

خودرو نباتات کا پوری عمارت کی چھت اور دیواروں سے استیصال ہونا چاہئے اور بقیہ کو اس وقت تک قائم رہنے دنیا کے لئے کردہ خود بخود دھنڈرم نہ ہو جائے۔ تاکہ جو اس عمارت کو حاصل ہے وہ زایل نہ ہو جائے۔

تمرعد ستخط

سید علی اصغر بلگرامی

۲۵۔ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ

۱۲۷۲ مجموعہ مضامین

مصنف سید علی اصغر بلگرامی

تقطیع (۳۲ × ۲۲ سم) اوراق متفرق ـ مسطر متفرق تاریخ کتابت ۱۹۲۴ تا ۱۹۶۱ء

سید علی اصغر بلگرامی کی تصانیف ماثر دکن اور سیاحت نامہ مصر کے علاوہ یہ ان کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس میں حسب ذیل عنوانات پر مضامین شامل ہیں۔

۱۔ فلسفہ شاعری ۔ ۲۔ مسالک ترقی ۔ ۳۔ کردار کی تہذیب ۔ ۴۔ خصلت کی تہذیب ۔ ۵۔ لارڈ کلایو ۶۔ اخلاق کی پاکیزگی ۔ ۷۔ شاہراہ کامرانی ۔ ۸۔ کلید مرحسنہ ۔ ۹۔ نزفت حق ۔ ۱۰۔ لسانی کمیشن اور تقسیم حیدرآباد ۱۱۔ حضور نظام اور آرٹ کی سرپرستی ۔ ۱۲۔ حیدرآباد۔ غلطیوں کا ایک خزینہ

یہ مضامین بعض رسائل اور روزناموں کے خصوصی شماروں کے لئے تحریر کئے گئے۔ اور اسی رسائل میں اشاعت پذیر بھی ہوں لیکن پیش نظر مضامین ان کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ خاص شماروں میں رہبر دکن اور صبح دکن کے سالنامے اور سالگرہ نمبر اور رسائل میں ماہنامہ سب رس میں شایع ہوئے ہیں۔ بلگرامی سرکاری مصروفیتوں کے باوجود ادبی خدمت کے لئے وقت نکالتے مطالعہ کرتے اور مضامین لکھتے رہے ہیں۔

۱۲۷۳ منظوماتِ وجد

مصنف سکندر علی وجد

تقطیع مختلف اوراق ۳۳ مسطر مختلف کاتب مصنف

اورنگ آباد انٹرمیڈیٹ کالج سے انٹر عثمانیہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا اور حیدرآباد سیول سروس کے لئے

منتخب ہوکر سررشتہ عدالت میں لئے گئے۔ عدالت میں نظامت ضلع اور سشن ججی کے عہدوں پر فائز رہ کے وظیفہ حسن خدمت پر علٰحدہ ہوئے۔

انجمن ترقی اردو اور نگ آباد کے صدر اردو اکیڈیمی مہاراشٹرا کے رکن اور پھر ترقی اردو بورڈ وزارت تعلیمات حکومت ہند میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔

یہ مخطوطہ انھیں کے قلم سے ہے جو مختلف تواریخ میں وہ اپنے استاد ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کو بھیجتے رہے جن میں سے بعض کی اشاعت ادارہ ادبیات اردو کے ترجمان ماہنامہ "سب رس" میں ہوتی رہی۔

اس مجموعہ میں ڈاکٹر زور صاحب کے نام دو خط ہیں ۱۲ غزلیں۔ ۵۔ نظمیں ۸۔ مسدس اور مخمس ہیں۔ ان میں سے بعض نظمیں ان کے پہلے کلام کے مجموعہ "لہو ترنگ" میں شائع ہوچکی ہیں بعض سب رس میں بھی شائع ہوئی ہیں۔

چونکہ مجموعہ خود شاعر کے قلم سے لکھا ہوا ہے اس لئے اہمیت رکھتا ہے۔

سہنس رس

۱۲۷۴

تقطیع (۳۰ × ۱۹ سمر) اوراق (۱۱۷) مسطر ۱۵ سطری کاغذ دیسی دولت آباد خط نستعلیق روشن جلی

کتابت ما بعد ۱۲۰۰ھ

یہ کتاب فن موسیقی پر ہے حضرت نے کتاب کی وجہ تسمیہ کا اس طرح اظہار کیا ہے۔

درین عشرت نامہ از تصانیف نایک بخشو ہزار بگارش یافتہ و بہ ہندی ہزار استیس می گویند

ولذت را زین این مجموعہ بہجت افزا کر لذت انگیز مشتمل بر ہر دو معنی بہ سہنس رس موسوم گردیدہ۔

عشرت نامہ بخشو نایک کی ایک تصنیف ہے جس میں فن موسیقی پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اسی کتاب سے ایک ہزار راگ دھرپد کا انتخاب کرکے یہ سہنس رس تیار کیا گیا۔

اس میں چار راگ ایک ہزار دھرپد اور چھیالیس راگنیاں بیان کی گئی ہیں۔

نایک بخشو گوالیار کا باشندہ اور راجہ مان کے دربار کا متوسل تھا۔ وہ اپنے فن میں اس قدر کامل تھا استادان موسیقی اس کی شاگردی کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ اس نے فن موسیقی پر تصانیف لکھیں لیکن گجرات اس دور میں ایک دور افتادہ صوبہ ہونے سے اس کی خاطر خواہ تشہیر نہ ہوسکی۔ تاہم اس کے شاگرد ہندوستان کے دیگر صوبوں میں گئے اور اس کے نام کو روشن کیا۔

موسیقی کا فن ہندوستان میں ابتدا ہی سے قابل قدر رہا ہے چنانچہ اکبر اعظم عرش آشیانی کے زمانے میں تان سین خاں کی شہرت تھی اور وہ دربار شاہی سے خطابات سے نوازا گیا تھا۔ اس طرح گجرات، گوالیار موسیقی کے مرکز تھے اور تان سین کی تصانیف ان مرکزوں میں مقبول تھیں۔ تان سین کے شاگرد لعل خاں تھے جن کے چار لڑکوں نے بھی موسیقی میں نام پیدا کیا۔ اگر ان سب کے دھرپد جمع کئے جائیں تو دو ہزار سے متجاوز ہو جائیں اس لئے

اس کتاب میں تانا یک بخشو کے ایک ہزار دوہرے جمع کر کے پیش کئے گئے ہیں۔

ابتدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوں نقوش مقدسہ تجرد نہاد را میل بلذات روحانی پیشرو ادراک سرور از امورے کہ مستلزم قرب مبداء ولی باشد کامل تر است بناء بریں بندگان اعلیٰ حضرت سلیمانی حشمت خلافت مرتبت قدر قدرت آفتاب سپہر سلطنت ماہ فلک عظمت۔ ہیں نتیجہ آفرینش منتخب نسخہ دانش و بینش اساس ایجاد کائنات نظام سلسلہ موجودات عقل اول را ثانی تاج تارک بے مثالی آب شمشیر جہانگیری راصفا میر فلک جہانداری را ضیا نائب قادر علی الاطلاق خلیفہ ایزد بے چوں باستحقاق ...... الخ

شاہ جہاں - (یہ لفظ ہر دوہرے سے پہلے استعمال ہوا ہے)

من دولات پرت پہرت نار بہائے اور سچا وات

کشٹ چوسر ستر ہاکوں ہریوں سو سر ہر ادھ باوت

۱۲۷۵ معراج نامہ

مصنف :- سید بلاقی

اوراق - ۳۲ - مسطر ۱۲ سطری

سائز - ۶½ × ۹ کتابت ۱۲۶۷ھ

ناقص الاول

آغاز

ترے در کنے میں کھڑا بار گاہ

کہ آیا ہے توں مجہ نزا آدھار کا

که دل جان مانند دریا اچھے
بھرے لعل موتی سو اس میں سبھے

اختتام

الہٰی توں سید بلاقی او پر
نبی کے کرم سوں توں کرنا نظر
ہزاراں درود ہزاراں سلام
درود بر محمد علیہ السلام

تمت تمام شد کار من نوشتہ شد
۱۲۶۷ ہجری نظام شد بتاریخ ماہ جمادی الآخر یازدہم درساکن ہمیاد

سید بلاقی قطب شاہی عہد کے دور آخر کا شاعر ہے، اس کی مثنوی معراج نامہ کافی مقبول ہوئی، ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ یورپ کے کتب خانوں میں بھی اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ پیش نظر مثنوی (۷۴۷) اشعار پر مشتمل ہے جس میں معراج کے واقعات نظم کئے گئے ہیں۔ ادارہ ہذا میں اس کے حسب ذیل تین مخطوطے محفوظ ہیں۔

۱۔ مخطوطہ نمبر ۹۸ جلد اول صفحہ ۲۷

۲۔ مخطوطہ نمبر ۱۵۹ جلد دوم صفحہ ۳۰

۳۔ مخطوطہ نمبر ۹۲۳ جلد پنجم صفحہ ۶۳

ادارہ ادبیات اردو کے علاوہ معراج نامہ کے مخطوطات حسب ذیل

کتب خانوں میں بھی موجود ہیں۔

۱۔ کتب خانہ سالار جنگ ۵ نسخے فہرست صفحہ ۴۷ تا صفحہ ۵۰

۲۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ ایک نسخہ فہرست صفحہ ۶۱

۳۔ کتب خانہ آصفیہ تین نسخے جلد اول دو نسخے صفحہ ۱۸۳

جلد دوم ایک نسخہ صفحہ ۳۳۵

۱۲۷۶ شمائل نامہ

مصنف : عبدالمحمد ترین

اوراق ۴ مسطر ۱۲ سطری

سائز ۶½ × ۹ کتابت اوائل بارھویں صدی ہجری

آغاز

الٰہی سچا توں ہے پروردگار
دونو جگ میں قدرت تری آشکار
سچا توں ہے صانع سچا تو رحیم
سچا توں ہے قادر سچا توں حکیم

ایک شعر میں

شاعر کا نام اس طرح آیا ہے

کہ صفت اں نبی کے سمجھ بہتریں
کیا نظم دکھنی میں عبدالترین

اختتام

بحق محمدؐ ہے تیرا رسول
دعا مجہ گنہ گار کی کر قبول

ہزاراں درود ہزاراں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

پیش نظر مثنوی ایک دکھنی شاعر عبدالمحمد ترین کی تصنیف ہے ۷۵ اشعار پر مشتمل یہ مثنوی دراصل پشتو زبان کے ایک شاعر اخوند رویزہ دانی کی کتاب کا دکھنی ترجمہ ہے جس میں آنحضرت محمدؐ صلعم کے شمائل بیان کیے گئے ہیں۔

اس مثنوی کا ایک اور نسخہ ادارے میں نمبر (۱۴۴۸) پر موجود ہے (جلد چہارم صفحہ ۱۹۵)

۱۲۷۷ معجزۂ فاطمہ

مصنف : فاروق

اوراق ۱۰ سطر ۱۲ سطری

سائز ½۶ x ۹

آغاز

روایت کہتا ہوں سنو اے عزیز
سنو دل کے کاناں یوں تم باتمیز
صحیح یو روایت بوقت رسول
دل و جان سوں بات کرنا قبول

اختتام

اے فاروخ یوں بول ہر صبح و شام
بحق محمد علیہ السلام
کیا معجزہ فاطمہ کا کلام
کہ دو سو اپر سات بیتاں تمام
ہزاراں درود اں ہزاراں سلام
زبان پر محمد علیہ السلام

فاروق نامی کسی دکھنی شاعر نے خاتون جنت حضرت فاطمہ کا ایک معجزہ بیان کیا ہے۔

ادارے میں اسی موضوع پر ایک اور مثنوی موجود ہے جس کا مصنف قادر ہے۔ (جلد اول صفحہ ۱۵۷) لیکن ابتدائی اشعار دونوں مثنویوں میں ایک جیسے ہیں صرف تخلص کے اشعار میں تھوڑا بہت ردو بدل کیا گیا ہے۔ تخلص کے اشعار درج ذیل ہیں۔

اے فاروخ یوں بول ہر صبح و شام
بحق محمد علیہ السلام

اے قادر ثنا بولنا صبح و شام
شفاعت بحق نبی السلام

پیش نظر مثنوی کے اشعار کی تعداد شاعر نے (۲۰۷) بتائی ہے حالانکہ اس میں (۲۱۱) اشعار موجود ہیں۔

معجزہ فاطمہ کے موضوع پر کتب خانہ سالارجنگ میں بھی چند مخطوطات موجود ہیں فہرست (صفحہ نمبر ۵۰۲ تا ۵۲۰) جو حسب ذیل شاعروں کی تخلیق ہیں۔

عجب - ایں - مطلبی وغیرہ

نور نامہ

۱۲۶۸

اوراق - ۱۴ مسطر ۱۲ سطری

تقطیع ½۶ × ۹ - سنہ تصنیف ۱۱۱۱ ہجری

آغاز

اپنی کرنہار کرتا رتوں سنواریا ہے قدرت سوں سنسار کوں

زمیں کوں سمی اپنے توں خلعت دیا رنگا جگ میں سب کوں توں گلشن کیا

اختتام

کریو نور نامہ پڑی یو سدا نبی پر پڑے فاتحہ ابتدا

تو بعد از مرے ناوں سوں ایکبار توں پڑ فاتحہ ایک دلسوں قرار

ختم کرکو فاتحہ کیا تب مدام بحق محمد علیہ السلام

تمت تمام شد

مثنوی "نور نامہ" دراصل آنحضرت صلعم کی نعت پر مبنی ہے جس میں حضور کی افضلیت اور سراپا کے محاسن تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ نور نامہ دکنی کی ایک مقبول مثنوی ہے۔ اس کے بیسوں مخطوطات مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں ادارے میں اس مثنوی کے ۳ نسخے موجود ہیں جن کی تفصیل یوں ہے۔

۱- جلد اول دو نسخے صفحہ نمبر (۴۳ - ۴۴)

۲- جلد چہارم ا نسخہ صفحہ نمبر (۱۹۲ — ۱۹۷)

ادارے کے علاوہ کتب خانہ سالار جنگ، کتب خانہ آصفیہ، کتب خانہ انجمن ترقی اردو

پاکستان، کتب خانہ جامعہ عثمانیہ وغیرہ میں بھی اس مثنوی کے متعدد نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔

"نورنامہ" مکتبہ محمدی بمبئی سے کئی بار شایع ہوا ہے۔

۱۲۷۹ دیوان ولی

اوراق ۷۷۔ مسطر ۱۷ سطری

تقطیع (۵" × ۹½) کرم خوردہ۔ کاغذ قدیم

آغاز

"کرتا ہوں تیرے ناوں کوں میں ورد زبان کا
کہتا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا
جس گرد اوپر پاوں رکھیں تیرے رسولاں
اس گرد کوں میں کحل کروں دیدہ جاں کا
مجہ صدق طرف عدل سوں اے اہل حیا دیکھ
تجہ علم کے جہر بیوینس رنگ گماں کا"

اختتام

"..... عاشقاں ہر آن ہے دیدار یار
کے دیدار بن دو جا عبث ہے
..... نوجواں میرا برنگ ماہ نو
ہوتا ہے اکثر اے عزیزاں
..... عاشقی حق میں ہے نگاہ گرزخاں
کوں جگیں پایا ہوں ولی ..."

تمت تمام شد

وؔلی محمد ولی اورنگ آبادی کے دیوان کا یہ نسخہ انتہائی کرم خوردہ ہے کاغذ اور کتابت بھی قدیم ہے۔ یہ مخطوطہ اس قدر کرم خوردہ ہو گیا ہے کہ غزلوں کی تعداد کا شمار بھی ناممکن ہے۔

دیوان ولی کے متعدد قلمی نسخے ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ یورپی ممالک میں بھی موجود ہیں۔ ڈاکٹر زورؔ نے "یادگار وؔلی" میں دیوان ولی کے ۶۰ مخطوطات کی نشاندہی کی ہے۔

(دیکھیے یادگار وؔلی مرتبہ سید محمد ۱۹۳۷ء)

مخطوطات دیوان ولی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ادارہ ہذا میں دیوان وؔلی کے چھ نسخے موجود ہیں (مخطوطات نمبر ۹۳ - ۱۱۲ - ۲۷۷ - ۸۱۶ - ۸۲۰ اور ۸۲۱)

۲۔ کتب خانہ سالار جنگ (۱۲ نسخے) دیکھیے فہرست ص ۳۸۳)

۳۔ کتب خانہ آصفیہ (چار نسخے)

۴۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڑھ (۱۲ نسخے) (دواوین ۴۱ تا ۵۲)

۵۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان (۲ نسخے) فہرست اردو مخطوطات جلد چہارم ص ۲۰۴

۶۔ کتب خانہ پنجاب پبلک لائبریری (۲ نسخے) فہرست اردو مخطوطات صفحہ ۳۳

۷۔ کتب خانہ اہل اسلام مدراس (۳ نسخے) فہرست اردو مخطوط صفحہ ۲۱۸

۸۔ نیشنل میوزیم نئی دہلی ایک نسخہ دہلی کے اردو مخطوطات صفحہ ۹۷

۹۔ کتب خانہ جامع مسجد ایک نسخہ فہرست مرتبہ حامد اللہ ندوی

۱۰۔ سبحان اللہ اورنیٹل لائبریری علی گڑھ ایک نسخہ فہرست مرتبہ سید کامل حسین

۱۱۔ کتب خانہ جامعہ نظامیہ ایک نسخہ فہرست مرتبہ نصیر الدین ہاشمی

دیوان ولی کو سب سے پہلے گارساں دتاسی نے ۱۸۲۳ء میں پیرس سے شائع کیا تھا اس کے بعد اس کتاب کے حسب ذیل ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۱۔ دیوان ولی مطبوعہ مطبع حیدری بمبئی ۱۲۹۱ھ

۲۔ دیوان ولی مطبوعہ مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۲۹۵ھ

۳۔ دیوان ولی مرتبہ احسن مارہروی ۱۹۲۷ء

۴۔ دیوان ولی مرتبہ نورالحسن ہاشمی ۱۹۴۵ء

۱۲۸۰ دیوان شاداں

اوراق ۲۰ مسطر ۱۱ سطری

تقطیع (۶ × ۹) زمانۂ کتابت ۱۲۳۹ھ

ناقص الاول

آغاز

"شاداں کو چین ہیگا سدا وصل یار میں

ایں غزل ہم در بحر مذکورہ وقافیہ مجرد متدارک

جس سمت دیکھئے تو ہے تو جلوہ گر یہاں تیرا ہی نور چھایا ہے نور نظر یہاں

غافل نہ اس قدر ہو تو اے بے خبر یہاں گر چاہتا ہے اپنا بھلا کچھ تو کر یہاں

اختتام

حقائق معارف کہیں اس میں ہیں کہیں ذکر ہے شغل اور دید کا

سمجھنے کا تاریخ دیواں کی جب ارادہ ہو سہل فہمید کا

کہا میں نے روے ہدایت سے تب

یہ دیوان دفتر ہے توحید کا

۱۲۳۹ ہجری "

پیش نظر مخطوطہ چندو لال شاداں کے دیوان کا ایک ناقص الاول نسخہ ہے جس میں صرف ردیف "ن" "و" "ہ" اور "ی" کی غزلیں، قصاید، مخمس اور رباعیاں شامل ہیں غزلوں اور قصائد کے اوپر سرخ روشنائی سے بحور کی صراحت بھی کی گئی ہے۔

ادارہ ہذا میں دیوان شاداں کا ایک اور نسخہ موجود ہے دیکھئے فہرست تذکرہ مخطوطات (مخطوطہ نمبر ۵۹۷) علاوہ ازیں دیوان شاداں کے تین قلمی نسخے درج ذیل کتب خانوں میں محفوظ ہیں ۔

۱۔ دیوان چندو لال، کتب خانہ سالار جنگ۔ (فہرست ص۴۴۲)

۲۔ دیوان شاداں، کتب خانہ انجمن ترقی اردو علیگڈھ (دواوین ع۳۵)

۳۔ دیوان شاداں، کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان (فہرست مخطوطات (اردو جلد چہارم ص۱۷۶)

۱۲۸۱ علی نامہ

مصنف : شاہ عبدالعلی

ورق ۱۰ مسطر ۱۲ سطری

تقطیع ۶½ × ۹ کتابت ۱۲۶۷ھ

سنہ تصنیف ۱۲۰۰ھ

آغاز

کہ یک دن محمد علیہ السلام جو بیٹھے تھے اصحاب یاراں تمام
ابا بکر ہور عمر عثمان تھے علی مرتضیٰ شاہ مرداں ا ستھے
مدینہ کی مسجد میں بیٹھے اتھے روایت حدیثاں جو پڑتے اتھے

اختتام

مجھے خوش لگے سو مجے حال دے
کہ عبدالعلی کوں تیرا خیال دے
مرتب ہوا ہے یو نامہ تمام
بہ حق محمد علیہ السلام
ہزاراں درود ہزاراں سلام
زبان بر محمد علیہ السلام

تمد تمام شد ہمار خوش پیتے

نوشتہ شد بتاریخ ماہ رجب المرجب ۱۲۶۷ سنہ ہجری

یہ ۲۲۸ اشعار کی مثنوی ہے۔ جس میں عبدالعلی نامی ایک دکنی شاعر نے حضرت علی کا ایک معجزہ بیان کیا ہے۔ کتاب کی پیشانی پر سرخ روشنائی سے "علی نامہ" لکھا گیا ہے۔

مثنوی کی آخری ابیات میں شاعر نے اپنا نام سنہ تصنیف، ابیات کی تعداد اور فارسی سے دکنی زبان میں ترجمہ کرنے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

بندہ شاہ عبدالعلی میں تیرا
گنہ بخش صاحب نبی توں میرا
اول فارسی تھا سو دکھنی کیا
کرم کی نظر لطف تیری ہمیا
یو بیتاں مرتب ہے دو سو پہ ساٹ
اتھا روز پنجشنبہ کا سو نجات
کہ سنہ ایک ہزار ہور دسو برس
مرتب یو نامہ ہوا ہے سرس

اس مثنوی میں جملہ (۲۲۸) ابیات موجود ہیں جبکہ شاعر نے (۲۶۰) ابیات کا ذکر کیا ہے۔

مثنوی "علی نامہ" کا ایک اور نسخہ "نامہ علی" کے نام سے ادارہ میں موجود ہے جس میں ڈاکٹر زور نے اس مثنوی کے قصہ کو تفصیل سے پیش کیا ہے (دیکھیے نامۂ علی مخطوطہ نمبر (۶۸) جلد اول صفحہ ۱۸۸) ڈاکٹر زور نے اشعار کی تعداد (۲۰۷) بتلائی ہے جبکہ اس نسخہ میں (۲۱) ابیات زائد ہیں سنہ تصنیف کے سلسلہ میں مثنوی کے دونوں نسخوں میں حسب ذیل اختلاف پایا جاتا ہے۔

نامہ علی، از شاہ عبدالعلی (جلد اول صفحہ ۱۸۸)

کہ سنہ ایک ہزار ایک سو دس برس
سنہ ۱۱۱۰ھ

جبکہ علی نامہ کے پیش نظر نسخہ میں ۱۲۰۰ھ لکھا گیا ہے

ع کہ سنہ یک ہزار ہور دو سو برس
۱۲۰۰

میری رائے میں آخرالذکر مصرع ہی زیادہ موضوع معلوم ہوتا ہے۔

۱۲۸۲ فاختہ نامہ

مصنف :- عبدالرزاق

اوراق ۳ سطر ۱۲ سطری

تقطیع ½۶ × ۹ کتابت ۱۲۶۷ھ

زمانہ تصنیف تقریباً ۱۱۰۰ھ

آغاز

کہوں معجزہ یک نبی خاص کا — دو عالم کے صاحب داخلاص کا
کہ یک دن محمد نے یاراں سنگات — مدینے کی مسجد میں کرتے تھے بات
کہ ویسے میں یک فاختہ اوس گھڑی — لرزنے نبی کے انگے آپڑی

اختتام

سچا نام تیرا حیات النبی — سچا توں محمد سچا توں نبی
کہ صلوات بولو نبی کے اوپر — جو کلمہ ہووے تجہ نبی کا چھتر
کہ عبدالرزاق بولیا کیا یو بیان — کہ حق نے کیا لطف مجہ پر عیاں

تمت تمام شد

۶۳ اشعار کی اس مثنوی میں حضرت محمد صلعم کی سخاوت کا ایک قصہ نظم کیا گیا ہے۔ ایک روز جبرئیل اور عزرائیل باز اور فاختہ کی شکل میں حضور کے پاس آئے فاختہ نے کہاکہ باز مجھے

کھانا چاہتا ہے، باز نے کہا کہ اگر حضورؐ اپنے رخسار کا گوشت عنایت فرمائیں تو میں فاختہ کو چھوڑ دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ نے اپنا اپنا گوشت پیش کیا لیکن باز نے لینے سے انکار کر دیا اور جب حضور چھری سے اپنے رخسار کا گوشت کاٹنے لگے تو باز نے یک لخت انھیں روکتے ہوئے کہا کہ یہ محض ایک امتحان تھا در اصل ہم فرشتے ہیں اور آپؐ کی سخاوت آزمانے آئے تھے۔

"فاختہ نامہ" یا "بازو فاختہ" دکنی کی ایک مقبول مثنوی ہے ادارہ میں اس کا ایک اور نسخہ موجود ہے (دیکھئے جلد اول مخطوطہ ۹۷ صفحہ ۱۸۱) ادارے کے علاوہ کتب خانہ سالار جنگ اور آصفیہ میں بھی اس کے چند نسخے موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ کتب خانہ آصفیہ ایک نسخہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۴۵

۲۔ کتب خانہ سالار جنگ دو نسخے فہرست صفحہ ۵۰۹

۱۲۸۳

فقر نامہ

مصنف : عنایت

اوراق ۲۱ — مسطر ۱۲ سطری

تقطیع $6\frac{1}{2} \times 9$ سنہ تصنیف ۱۱۲۹ ہجری

آغاز

ہوالاول ہوالاخر توں معبود — ہوالظاہر ہوالباطن توں موجود
اول کہوں حمد میں پروردگارا — کیا قدرت سوں جن منڈان سارا
سو اس کے لطف سوں اب دلکوں لکہوں — محمد مصطفیٰؐ کا فقر بولوں
نبوت ہے ختم احمد نبی پر — ولایت بخش ہے مولا علی پر

عنایت ہے اماماں پر شہادت   فقر ہے بخش بر خاتون جنت

درود واں ہور صلواتاں نبی پر   کرو پھیر کر فقر نامہ کو آخر

تمت تمام شد

۴۷۳ اشعار کی اس مثنوی میں حضرت محمد صلعم کے فقر وفقیری کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک خاتون جنت فاطمہ زہرہ نے حضور اکرمؐ سے کہا کہ آپؐ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر گذرے ہیں انھیں خدا نے مال و دولت، بادشاہت اور عیش وعشرت عطا کی تھی لیکن آپؐ کو کس لئے فقر وفاقہ کی زندگی گذرانی پڑ رہی ہے۔ تب حضورؐ نے فاطمہؓ سے فقر وفاقہ کی حرمت کا راز بتلایا معراج کے واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے کہا کہ جب خدا نے مجھ سے پوچھا کہ تم میرے لئے کیا لائے ہو تو آپؐ نے کہا کہ میں "عاجزی" "غریبی" "یتیمی" اور "ناچیزی" کا تحفہ لایا ہوں یہ جواب رب العالمین کو پسند آیا اور خدا نے میری امت کے لئے فقر وفقیری کی دولت عطا کی۔ فقر کی تعریف کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے۔

لباس اس فقر کا ہوا کیا ہے زیور

توکل ہور قناعت شکر ہور صبر

ختم ہے تم اوپر رتبہ فقر کا

کرو اب فقر پر تقویٰ صبر کا

اس مثنوی کا ایک نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اور کراچی کے کتب خانہ میں ہے جس میں مصنف کا نام سید محمد عاشق وحشی لکھا گیا ہے۔

۱۲۸۴ قصہ میراں محی الدین

مصنف :- محمد افضل قادری

ورق ۸ مسطر ۱۲ سطری
تقطیع ۲×۶ × ۹

زمانہ تصنیف قریب سنہ ۱۱۰۰ ہجری

آغاز

توہیں قطب عالم محی الدین قدیر — دو جگ ہے تیرے ہات توں ہے دستگیر
توہی چاند تجہ نور دو جگ منے — توں سلطان روشن ہے ربی منے
محمد کے اولیاوں میں توں روشن — علی فاطمہ کے توں دل کا چمن

اختتام

تصدق کیا جیو دونو او پر — کیا ختم افضل ثنا سر بسر
اگر کوئی ستا ہیں جکوی شک لے آئے — گنہگار عاصی ہو دوزخ میں جائے
کہ یک سو ستر دس یو بتیاں امول — کیا ہوں عشق دکھنی سوں کھول
عجب کچھ ہے نعمت آھے منقبت — مجھے کیا ہے طاقت کروں میں صفت

تمت تمام شد

"قصہ میراں محی الدین" یا "محی الدین نامہ" دکنی کی ایک مقبول ترین مثنوی ہے جس کے بیسوں نسخے ہندو پاک کے سرکاری اور غیر سرکاری کتب خانوں کی زینت ہیں۔

قصہ میراں محی الدین کا مصنف افضل قطب شاہی عہد کے آخری دور کا شاعر ہے وہ حضرت میراں شاہ معروف کا مرید تھا جنھیں وہ محی الدین ثانی سمجھتا ہے۔

میراں شاہ معروف مقبول ہے
محی الدین کے باغ کا پھول ہے
محی الدین کا لاڈلا جب ہتا
او ثانی محی الدین ہو آیا

میراں شاہ، معروف کے خلیفہ شاہ سلطان تھے۔ افضل کی روحانی تربیت میں شاہ سلطان کو بڑا دخل حاصل ہے۔ شاہ سلطان صاحب دیوان شاعر ہے۔ اس کے ایک مرید مرتضیٰ کا کلام بھی ادارہ میں موجود ہے۔

اس مثنوی میں افضل نے حضرت محبوب سبحانی کی منقبت اور ان کی کرامتیں تفصیل سے پیش کی ہیں شیخ صفا کا واقعہ اور اس بڑھیا کا قصہ بھی اس مثنوی میں شامل ہے جس کا نوجوان بیٹا جو دریا میں ڈوب کر فوت ہو چکا تھا لیکن محبوب سبحانی کی کرامت کی بدولت زندہ ہو جاتا ہے۔

"محی الدین نامہ" یا "قصہ میراں محی الدین" کے مخطوطات کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ محی الدین نامہ ادارہ ادبیات اردو ایک نسخہ (جلد اول صفحہ ۲۵۳)

۲۔ محی الدین نامہ کتب خانہ آصفیہ پانچ نسخے (جلد اول صفحہ ۲۰۶)

۳۔ محی الدین نامہ سالار جنگ تین نسخے (فہرست صفحہ ۷۸۴)

۴۔ محی الدین نامہ برٹش میوزیم اورینٹل نمبر ۵۔ ۶۵

۵۔ محی الدین نامہ انڈیا آفس ڈبلوم ہارٹ نمبر ۷۳/۵)

۶۔ محی الدین نامہ انجمن ترقی اردو کراچی چھ نسخے

(فہرست جلد اول صفحہ نمبر ۸۳۔ ۴۱۱۔ ۴۲۰۔ ۴۴۳)

۱۲۸۵ وفات نامہ رسول

مصنف :۔ دریا

ورق ۱۰ مسطر ۱۲ سطری

تقطیع $6\frac{1}{2}$ × ۹ زمانہ تصنیف ۱۱۱۱ھ ہجری

آغاز

بنا اول کروں حمد سے خدا میں — زبان اوپر الپی کے ابتدا میں
کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت — بنا کر جگ دکھایا اپنی حکمت
نتھا سو سب کیا ہر شی کو موجود — کوایا سب کسی کا آپ معبود

اختتام

کیا نین ہے رہے گا جاودانی — پچھانت خوب کر دیک عمر فانی
ہوا نسخہ یو ہجرت یاد سارا — ہوے تھے برس آبلیارا ہور الگیارا
دیا توفیق اپنا فیض سے آب — ہوا اس بیت ابر آخر مرتب

تمام شد

۲۳۵ ابیات کی اس مثنوی میں حضور صلعم کی وفات کے حالات بیان کئے گئے ہیں جسے ایک دکنی شاعر دریا نے نظم کیا ہے۔

شاعر کا نام ابیات کی تعداد اور سنہ تصنیف کا ذکر ان اشعار میں آیا ہے۔

لیجا جنت نبی کی امتاں سب — کیا دریا رسالہ نظم سوں سب
یو بیتاں ہیں دو سو دو بیس اوپر دو — بقائیں سے دائم بھی سبھی یو
(۲۴۲)
ہوا نسخہ یو ہجرت یاد سارا — ہوئے تھے برس ایکبارا ہوا ایکبارا
(۱۱۱۱ھ)

اس مثنوی کے اور دو نسخے ادارے میں موجود ہیں (دیکھئے جلد اول ص ۳۵، جلد چہارم صفحہ ۱۹۷) ادارے کے علاوہ اس مثنوی کے مخطوطات ذیل کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۱۔ انجمن ترقی اردو پاکستان چار نسخے (جلد اول صفحہ ۵۵)

۲۔ جامعہ عثمانیہ ایک نسخہ (فہرست صفحہ ۵۷)

۳۔ سالار جنگ دو نسخے (فہرست صفحہ ۵۹۰)

قصہ ابو شحمہ

۱۲۸۶

مصنف : اولیا

اوراق ۲۷ مسطر ۱۲ سطری

تقطیع ۹ × ۶½

زمانہ تصنیف ۱۰۶۷ھ

آغاز

الہٰی مرے دل میں تو گیان دے — ہمیشہ تو مجکوں تیرا دہان دے
نہ تجہ بن مجھے کوئی آدھار ہے — ہمیشہ تو مجکوں تیرا یاد رہے
تیرا ذکر دایم میں کرتا اچھوں — تیرے ناؤں کا ورد کرتا اچھوں

اختتام

میں بیناں جو چھہ سو اپر سات کر — پرویا ہوں موتی نمن داسٹ کر
اگر کوئی پڑنگے اسے پیار کر — رکھیں گے ایس کے گلے ہار کر
ہزاروں درود و ہزاراں سلام — زبان پر محمد علیہ السلام

تمت تمام شد کار من نظام شہر

اولیا قطب شاہی دور کا شاعر ہے یہ مثنوی ۶۰۷ ابیات پر مشتمل ہے جس میں ابتداً حمد، نعت، مدح گیسودراز، مدح عبداللہ قطب شاہ اور تعریف سخن موضوعات کے تحت خیال آرائی کی گئی ہے اور اس کے بعد اصل قصہ کا آغاز ہوتا ہے۔ قصہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمر کے فرزند ابو شحمہ نے شراب پی اور زنا کیا جس کے باعث شرعی احکام کے بموجب انھیں کوڑے مارے گئے ابھی ان کی سزا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ وہ انتقال کر گئے، باقی کوڑے ان کی قبر پر مارے گئے۔ ابو شحمہ

نے خواب میں آکر کہا کہ ان کو شرعی سزا دینے کے باعث خدا نے انھیں بخش دیا اور وہ جنت میں ہیں۔

اولیا نے اس مثنوی میں صراحت کردی ہے کہ اس نے نعمت اللہ نامی کی فارسی تصنیف کو دکھنی میں مختصراً ترجمہ کیا ہے۔

انتھا یو قصہ بھی اول فارسی — نظم خوش لکھا دیکی ہے آرسی
او تصنیف بنا نعمت اللہ کا — کیسے سو مدد پائے اللہ کا
تخلص اونو کا جو نامی رہے — یو نامی تخلص گرامی رہے
پروتے تھے دریو اس وقت پر — اتھی ان کی سولا برس کی عمر

شاعر کا نام، زمانہ تصنیف اور تعداد ابیات کا ذکر درج ذیل ابیات میں آیا ہے۔

بھی اس نے انگے تون ہر ا اولیا — قصہ مختصر بھوت موزوں کیا
ہزار یک برس ہور نود سات میں — رجب کی تادیس ویں رات میں
۱۰۹۷
یو توفیق خدا تے مجے جب دیا — پرویا ہوں موتی نمن دات کر

اس مثنوی کے دیگر نسخے حسب ذیل کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۱۔ کتب خانہ آصفیہ دو نسخے (فہرست جلد اول صفحہ ۱۰۰)
۲۔ ایک نسخہ یورپ میں ہے (یورپ میں دکھنی مخطوطات)
۳۔ کتب خانہ سالار جنگ میں ایک نسخہ (فہرست صفحہ ۲۰۳)
۴۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان ایک نسخہ

(فہرست جلد چہارم صفحہ ۲۱۸)

۱۲۸۷ **حضرت مخدوم الاولیاء**

مصنف : فیض کرشاہ چشتی

تقطیع ۷½ × ۶½ اوراق ۲۰ مسطر ۱۹ سطری

زمانہ کتابت قریب ۱۳۵۰ھ

آغاز

"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون"

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے نہ ما کنند

جب بارگاہ بنوت سے یہ ارشاد ہوا کہ " اے معین الدین ! تم سراپا دین ہو۔ تمہیں ہندوستان جانا چاہیئے " سلطان الہند نے آفتاب کی طرح طرح افق اجمیر سے طلوع ہو کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ کو نورِ ولایت سے منور فرما دیا۔"

اختتام

"ہر سال ۱۹ ربیع الاول کو عرس ہوتا ہے چونکہ آپ کا نسب اوس و خزاج کو منتہی ہوتا ہے اس لئے آپ انصاری کے لقب سے مشہور ہیں۔"

یہ نثری رسالہ مخدوم الاولیاء حضرت خواجہ مخدوم محمود صدیق انصاریؒ کے حالات پر مبنی ہے۔ مرتب کا بیان ہے کہ

"آج سے پچیس سال پہلے حضرت مخدوم انصاریؒ کے مناقب اور حالات

میں ایک قلمی مثنوی مصنفہ محمد علی محررہ ۱۲۷۹ھ مولوی امین الدین صاحب پاتوڑی کے ذریعہ حاصل ہوئی تھی۔ قدیم دکنی زبان تھی اس لئے میں نے اس کی نقل کرلی اور ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کے ذریعہ اس کو شایع کرنا چاہتا تھا مگر ۱۹۴۷ء کے پولیس ایکشن میں میرے جملہ اثاث البیت کے ساتھ وہ نقل بھی لوٹ کھسوٹ میں چلی گئی جب ذرا سکون ملا تو پھر اس قلمی نسخے کے حاصل کرنے کی کوشش شروع کی۔ تو الحمدللہ مولوی سید زین العابدین صاحب مشائخ منچلے گاؤں اور مولوی حفیظ الدین صاحب خادم درگاہ پاتوڑ شریف نے اپنے' اپنے قلمی نسخے مرحمت فرمائے۔ ان ہی دو قلمی نسخہ جات اور تاریخ بیڑ کی روشنی میں حضور مخدوم انصاری کے حالات قلم بند کئے جارہے ہیں"۔

اس رسالہ میں درج ذیل موضوعات کے تحت حضرت مخدوم انصاری کے حالات لکھے گئے ہیں۔

نام ونسب — وطن اور شاہی — ترک سلطنت — ترک وطن — دھارور میں ورود — شجرہ بیعت — وصال — عرس شریف وغیرہ

ابتدا میں مصنف نے "التجا" کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

خواجہ مخدوم شاہ انصاری — ہے سدا فیض آپ کا جاری
فیض مل جائے آج فیضی کو — وہ بھی خادم ہے شاہ انصاریؒ
لاج رکھو معین دیں کے لئے — دین ودنیا میں کر مددگاری
اے گل گلستان ہارونیؒ — قلب ہوجائے رات دن جاری
اک نظر کرم ہو فیضی پر — دور ہوجائیں مشکلیں ساری

اس رسالے کے درمیان ایک علحدہ کاغذ پر ایک قطعہ تاریخ طباعت

درج ہے، جس سے اس کی تاریخ اشاعت ۱۳۸۷ھ نکلتی ہے۔

دیوان دانش

۱۲۸۸

مصنف : دلاور علی دانش

اوراق : ۹۱ مسطر ۱۰ سطری تقطیع ۸½ × ۶

کتابت ۱۳۲۷ ہجری

آغاز

" بحمد اللہ والمنۃ کہ حقیر پیر کا آغاز شاعری مداحیٔ حضرت رسول و آل مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا اور انجام بھی بفضلہ اوسی پر ہے۔ عالم شباب بتقاضائے سن وصحبت احباب گاہ گاہ مشاعروں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا اور غزل گوئی کا مشغلہ رہا اس لئے ایک مجموعہ غزلوں کا فراہم ہوگیا تھا۔

اختتام

" تاریخ مع الخیر واپسی نواب صاحب ممدوح از سفر مذکور ا جینٹے سے نواب سالار جنگ مع الخیر واپس جو تشریف لائے تو دانش نے خوش ہو کے اس واپسی کا کہا سن،

مع الخیر سالار جنگ آئے"

۲۷ ۱۳ھ

میر دلاور علی دانش ابن آقا سید علی رشتی، حیدرآباد کے منصبدار، کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کے مہتمم، اردو اور فارسی کے ایک خوش گو شاعر ادیب ایک باکمال خوشنویس اور مورخ بھی تھے ان کی ایک کتاب کے " تاریخ ریاض مختاریہ" ادارہ

ادبیات اردو کی جانب سے طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کے علاوہ دانش کی درج ذیل قلمی کتابیں ادارے میں محفوظ ہیں۔

۱ــ مجموعہ قواعد خوش نویسی (جلد دوم صـ ۴۶)

۲ــ تذکرہ سلاطین دکن (منظوم) (جلد چہارم صـ ۱۱۵)

۳ــ ہفت بند نعتیہ (نظم فارسی) (جلد پنجم صـ ۲۶۵)

۴ــ پنجۂ حیدری (نظم فارسی) (جلد پنجم صـ ۲۶۶)

پیش نظر کتاب دانش کا قلمی دیوان ہے، جس کا اب تک کوئی اور نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ یہ دیوان نہایت خوش خط لکھا گیا ہے اور پہلی نظر میں یہ مخطوطہ نہیں بلکہ مطبوعہ معلوم ہوتا ہے گمان غالب ہے کہ دانش کی دوسری کتابوں کی طرح یہ بھی انھیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

دیوان دانش میں ۱۰۱ غزلوں کے علاوہ ایک قصیدہ "قصیدہ تہنیت و تاریخ وزارت میر لایق علی خاں بہادر سالارجنگ نیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنۃ مرحوم" اور چند تاریخی قطعات بھی ہیں۔

دانش نے اپنے دیوان کی ترتیب و تدوین کا قطعہ تاریخ بھی لکھا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں۔

اردو غزلوں کے مختلف پرچے تھے
تھا مثل مرے میرا پریشان سخن
احباب سخن شناس لیکن از بس
تدوین کے لئے مصر ہوئے سرو علن

جو حاصل طبع مختلف زمینوں میں تھا
مل کر ہوا سب وہ ایک چھوٹا خرمن
کہہ مصرعِ سال دانش اس دیوان کا
انجلائے ہوا آج پریشانِ سخن

۱۳۲۴ھ

دیوان کے آغاز میں دانش نے ایک مختصر سا مقدمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ان کی شاعری کا آغاز اور اختتام "مداحی حضرت رسول وآل مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں ہوا۔ نوجوانی کے زمانے میں انھیں مشاعروں میں شرکت کرنے کا موقع ملا، جس کی وجہ سے غزلیں بھی ان کے ہاں خاصی تعداد میں جمع ہوگئیں ۱۳۲۴ھ میں دوستوں کے اصرار پر انہوں نے اپنا ایک مختصر دیوان مرتب کیا تھا لیکن اس میں بعض ردیفوں میں غزلیں نہیں تھیں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے "گلزار داغ" سے استفادہ کیا اور داغ کی ردیفوں میں غزلیں کہہ کر مکمل دیوان مرتب کر لیا۔

دیوان کی پہلی غزل کے چند اشعار یہ ہیں۔

مجاز مثل حقیقت کے حق نما نہ ہوا
ہوے بہت سے خداوند پہ خدا نہ ہوا
خدا کا خاص نبیؐ مثل مصطفیٰ نہ ہوا
نبی ہوے پہ کوئی شاہ انبیاء نہ ہوا
وہ دار دہر میں بدتر ہے چار پایوں سے
کہ جس سے شاد کوئی بندۂ خدا نہ ہوا

گنوائی عمر عبث اہلِ دھر میں دانش
ضرر اوٹھائے بہت کچھ پہ فایدا نہ ہوا

ایک شعر میں دانش نے میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس کی رعایا پروری کی اس طرح تعریف کی ہے ؎

رعایا پروری میں آج کوئی پادشہ دانش
نظیر میر محبوب علی خاں ہو نہیں سکتا

آخر میں دیوانِ دانش سے چند منتخب اشعار پیش ہیں جن سے دانش کے رنگ تغزل کا انداز ہوگا۔

دوست ہے کون مرا جو کہ مجھے یاد کرے
ہچکی کیوں آئی انھیں، میں کسے یاد آیا

جان دینا ہجر میں تیرے مجھے مشکل نہیں
تو مگر رسوا جہاں میں میری جاں ہو جائے گا
ایک بوسہ خالِ لب کا آپ اگر دانش کو دیں
نکتہ داں ہو جائے گا شیریں زباں ہو جائے گا

نہیں سجدے سے سر اٹھتا ہے اپنا
کسی کا نقش پا ہے اور ہم ہیں
خبر دین کی ہے نہ دنیا سے مطلب
تصور آپ کا ہے اور ہم ہیں

بگڑ کے ہم سے چلے ہو کہاں سنو تو سہی
نہ اس قدر ہو خفا میری جاں سنو تو سہی
سوا تمہارے کسی پر فدا نہیں دانش
عبث تم اس سے ہو کیوں بدگماں سنو تو سہی

۱۲۸۹

فتح نامہ

مصنف : سید محمود

اوراق ۲۴۷ مسطر ۱۱ سطری

تقطیع ۷ × ۵ × ۱/۲ زمانۂ تصنیف قریب ۱۲۰۴ھ

(ناقص الاول و آخر)

آغاز

...... باریکی ہنر کی — لگایا جگمیں چنگاری نظر کی
...... گل دہن کا — ثمر بخشا او سے شیریں سخن کا
...... کو سنوارا — گگن کو سب ستاروں سے چیارا

اختتام

..... حنیف شہ کوں بلاتے — محمد مصطفیٰ کوں جب ستاتے
..... زین لعبادکوں دے خلافت — کئے تفویض ساروں کوں امامت
کئے تب بندوبست وہ شاہ عاقل — ہوا تب گھر طرف شہ کا مائل

اردو کی ادبی تاریخوں اور تذکروں میں محمود نام کے تین شاعروں کا ذکر ملتا ہے ۔

۱ــ سید محمود۔ سید محمود قطب شاہی عہد کے دور اول کا شاعر اور فیروز اور ملاخیالی کا ہم عصر ہے۔ جس کے بارے میں ابن نشاطی کہتا ہے ؎

۱ــ ہے صد حیف جوں سید محمود کتے پانی کوں پانی دو دکوب دد د

۲ــ محمود بحری :۔ قاضی محمود بحری (من لگن ۱۱۱۲ھ) شایع ہوچکی ہے

۳ــ سید محمود :۔ سید محمود نام محمود تخلص : ان کی تاریخ پیدائش اور سنہ پیدائش کا پتہ نہیں چلتا۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی محمود کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"افسوس ہے کہ ہم پوری طرح ان (محمود) کے حالات سے با خبر نہیں ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مذہبی آدمی تھے۔ سید اخوند میر شاہ سے بیعت تھی غالباً ان سے خلافت بھی حاصل ہوئی تھی"۔

(دکن میں اردو صفحہ ۴۳۹)

موخر الذکر شاعر پیش نظر مثنوی کا مصنف ہے جس کی دو مثنویوں کا پتہ چلتا ہے، ایک فتح نامہ یا ظفر نامہ (۱۲۰۴ھ) ہے اور دوسری "ملکہ مصر" (۱۲۰۶ھ) ہے۔

"فتح نامہ کا ایک نسخہ ادارہ میں "ظفر نامہ" کے نام سے موجود ہے جس کا ذکر تذکرہ مخطوطات جلد اول میں صفحہ ۹۱، ۹۲ پر آیا ہے، اس مثنوی کے بارے میں ڈاکٹر زور کا خیال ہے کہ اس کا واحد نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں محفوظ ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"زیر نظر مثنوی "ظفر نامہ" کا کوئی اور قلمی نسخہ غالباً حیدرآباد کے کسی مشہور کتب میں موجود نہیں ہے"

(تذکرہ مخطوطات۔ جلد اول صہ ۹۲)

حالانکہ ظفر نامہ کا ایک اور مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے (دیکھئے فہرست

مخطوطات سالار جنگ۔ مخطوطہ نمبر ۸۳۴ صفحہ ۲۶۰)

پیش نظر مثنوی کی درج ذیل ابیات میں اس کا نام فتح نامہ لکھا گیا ہے ؎

پکڑ اب جلد ے توں ہات خامہ

شروع کر شاہ کا اب فتح نامہ

نکالم روضۃ الشہداء کا لے کر

بنایا فتح نامہ اس وزن پر

فتح نامہ تقریباً پانچ ہزار اشعار پر مشتمل ایک ضخیم مثنوی ہے، جو محمد بن حنیفہ کے حالاتِ زندگی، جنگ اور شہادت کے بیان پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں حمد، نعت ہے پھر چاروں خلفاء کی مدح، سبب تالیف اور اس کے بعد نفس مضمون شروع کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر دکنی میں متعدد مثنویاں لکھی گئی ہیں چنانچہ قطب شاہی عہد کے ایک شاعر سیوک نے ۱۰۹۲ھ "جنگ نامہ محمد حنیف" مرتب کیا ہے، سیوک کی مثنوی کی تصنیف کے تین سال بعد ۱۰۹۵ھ میں حیدرآباد کے ایک اور شاعر غلام علی خاں لطیف قزلباش (سنہ پیدائش ۱۰۵۰ھ) نے بھی ایک ضخیم مثنوی لکھی ہے اور اس کا نام بھی ظفر نامہ ہے۔

سید محمود نے اپنی مثنوی کو ولی ویلوی کی "روضۃ الشہداء" کی طرز پر لکھ کر اس کو بھی دس مجلسوں میں منقسم کیا ہے "فتح نامہ" کے سبب تالیف کے سلسلہ میں وہ "در نعت اشعار میگوید" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے ؎

یکا یک ہم نے دیکھا اک مکاں پر

بھری تھی ایک مجلس لے منور

وہاں ایک یار پڑتا تھا جنگ نامہ
شہنشاہ یمن کا فتح نامہ
جو قاسم بن علی نے در نا در
پروتے ہیں ظفر کے لڑ میں ظاہر
نہ پایا فتح نامہ انے نامی
ولیکن وزن ہے اس کا گرامی
سبب اس کے میرا ایک یار جانی
محب و دلیر با دلدار گیانی
سنو دلبر غلام محی الدین ہے
سمن بر سیم وتن اور مہ جبیں ہے
کہا مجکوں کہ اے دلدار دلبر
مرا ایک عرض سن اے نیک محضر
پکڑا ہے جلد توں ہات خامہ
شروع کر شاہ کا اب فتح نامہ
تلاطم روضتہ الشہدا کا لے کر
بنایا فتح نامہ اس وزن پر
وتی اد روضتہ الشہدا کا ما لی
فراست کے کیا گلشن کون خالی
مجھے طاقت کہاں اس کے برابر
جو بولوں شعر تازہ اس برابر

دے تجہ حکم سے میں ہر کے لاچار
کہا ہوں اے مرد لبند دلدار
ختم کر یہاں سے اے محمود اب زود
خدا بر لاویگا تجہ دل کا مقصود

فتح نامہ کے تمام عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ ہر مجلس کا ابتدائی اور آخری شعر اور چند دیگر عنوانات یہ ہیں۔

۱۔ در نعت سید المرسلین ۲۔ در نعت حضرت صدیق اکبر
۳۔ در نعت حضرت عمر ۴۔ در نعت حضرت عثمان
۵۔ در نعت حضرت علی مرتضیٰ ۶۔ در نعت شاہ میگوید

مجلس اول

قلم ہو مجلس اول میں شاطر چلا میدان میں کاغذ کے رکھ سمر
ارے محمود اب یہاں ماجرا چھوڑ حنیفہ کی حکایت سے سخن جوڑ

مجلس دوم

حکایت مجلس دویم کا بولوں دین کے جام میں شکر گھولوں
ارے محمود کر اب بات آخر قلم دشت فرح میں کر مسافر

مجلس سیوم

قلم سوں مجلس سیوم کو مرقوم کروں اخبار پنہائی کوں مفہوم
ارے محمود اب کر مختصر بات ابس کے دل سے اب کہہ زود صلوات

مجلس چہارم در بیان خلافت

قلم اب ہات میں لے باشجاعت
تو کہہ مجلس چہارم کا حکایت
یزاں کہنے ستی خاموش راہ کر
پڑے فاتحہ بروح پاک سرور

مجلس پنجم

اتا اب مجلس پنجم بیاں کر
گرا دے شور سب روئے زمین پر
ارے محمود ہو جلدی سوں رہوار
شہ بغداد کوں پہنچا تو اخبار

مجلس ششم

قلم کا ہات میں اب لے کے نشتر
ششم مجلس کے تیں لہو سوں رقم کر
ختم کر یہاں ستی صلوات کہہ کر
بروح سید عالم پیغمبر

مجلس ہفتم

قلم ہو مجلس ہفتم میں چالاک
چلا عتبہ کے سر پر ڈالنا خاک
ارے محمود سٹ موزی کا گفتار
شہنشاہ کو لیف کرنوں اظہار

مجلس ہشتم

سنو شب تیر کلک جلد رفتار
ہوا کاغذ کے چوگاں میں رہوار
ارے محمود تو ل اپنی کمر بند
حضوری میں کھڑا رہ ہو کے خورسند

مجلس نہم در بیان شہادت مبارک محمد حنیف

قلم کا سر کٹا در ماتم حال
لکھا تب مجلس نہم کا احوال
ارے محمود سنگ ہت شاہ کا چھوڑ
سعادت ہے قدم سوں اپنا دل جوڑ

مجلس دہم در بیان زین العابدین

قلم غواص ہو دریا سے غم کا
دہم مجلس میں لا درالم کا

(ناقص الآخر)

"فتح نامہ" کے صفحہ نمبر ۴، ۵، ۶ اور ۷ کے حاشیے پر دکنی اردو کی دو غزلیں لکھی گئی ہیں جن کے مطلع ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ؎

کیتا ہوں تیرے نام کوں میں ورد زبان کا
کیتا ہوں تیرے شکر کوں عنوان بیان کا

وہ صنم جب سوں بسا دیدۂ حیران میں آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ

یہ مخطوطہ جناب محمد اکبر الدین صدیقی صاحب کا عطیہ ہے جس کو موصوف نے اس کتاب کی ترتیب کے دوران ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں داخل کیا ہے۔

۱۲۹۰ روایح الانفاس (اردو ترجمہ)

اوراق (۶۲۵) تقطیع (۲۲×۱۷ سمر)

مسطر ۱۷

کاتب۔ خود مترجم محمد اشرف خلف نواب لقمان الدولہ متخلص بہ دل

روایح الانفاس حضرت برہان الدین راز الہٰی کے ملفوظات کا مجموعہ جس کو حضرت شیخ ابراہیم گاذر الہٰی نے جمع کیا اور ان کے وصال کے بعد ان کے مرید و معتقد عبدالحی الحسنی الحسینی نے مرتب کیا۔ حضرت شیخ ابراہیم قادری گاذر الہٰی اوجین میں پیدا ہوئے ان کے والد شیخ موسیٰ بن شیخ احمد (۵۶۹ھ۔ ۲۶۴ھ) بن شیخ محمد شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے تھے۔ آپ سترہ سال کی عمر میں حقیقت

کی جستجو میں برہان پور پہونچے۔ یہاں حضرت نسیم الرشید فرید خلیفہ حضرت عین العرفا شاہ عیسیٰ جند اللہ معروف بہ مسیح الاولیا (م ۱۵/شوال ۱۰۳۱ھ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور پھر حضرت شاہ برہان الدین راز الہیٰ داماد حضرت نسیم الرشید شیخ فرید قدس سرہٗ سے فیض باطنی حاصل کی۔

عبدالجبار خاں ملکاپوری نے تذکرہ اولیاءِ دکن میں لکھا ہے کہ آپ شیخ لشکر محمد عارف باللہ کے خلیفہ ہیں اور وہ حضرت محمد غوث گوالیاری کے خلیفہ ہیں حضرت محمد غوث گوالیاری نے شیخ ابراہیم کو غوث الاولیاء کا خطاب عطا کیا تھا۔ آپ کی تاریخ وفات ۹۹۱ھ دی ہے لیکن یہ تاریخ صحیح نہیں معلوم ہوتی اس لئے کہ شاہ برہان راز الہیٰ نے ۱۰/ شعبان ۱۰۸۳ھ کو وصال فرمایا۔

تاریخ برہان پور کے مصنف لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت بھروچ میں ہوئی۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری نے خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔ جب گجرات سے برہان پور آئے تو محمد شاہ فاروقی اور اس کا وزیراعظم سیدزین الدین حضرت میاں آبا شیخ ابراہیم کے مرید ہوئے۔ سوائے شطاریہ طریق کے دوسرے سلاسل کے مشائخین سے بھی باطنی فیوضات حاصل کئے ۹۹۵ھ میں راہئی ملک جاودانی ہوئے اور مقبرہ محمد شاہ فاروقی واقع برہان پور میں مدفون ہیں۔

ان ملفوظات کو حضرت ابراہیم گاذر الہیٰ کے خلیفہ عبدالحی الحسنی الحسینی نے مرتب کیا ہے اس میں (۳۲۲) روائح ہیں۔ مرتب نے ان ملفوظات کو اپنے اشعار سے دو آتشہ بنانے کی کوشش کی ہے فاضل مترجم نے ان کا ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ بجنسہٖ پیش کر دئے گئے ہیں۔

پہلے حمد ہے پھر نعت اس کے بعد سبب تالیف بیان کیا ہے۔ روائح کی ترتیب کی تاریخ میں ایک قطعہ لکھا ہے اور "جوشش ہائے اسرار" سے تاریخ کا استخراج کیا ہے۔
۹۸۷ھ

ابتدا
آغاز

جو نقطہ کہ بہارستان معنی کے باغبان کی فیض افشاں زبان سے نکلتا ہے اس کا رسیلا پہلا پھل حضرت جل و علالہ' کی حمد ہے۔

ترقیمہ

جس نسخہ سے ترجمہ کیا گیا ہے اس کا ترقیمہ حسب ذیل ہے۔

شوال المکرم ۱۱۵۶ھ کے مہینے میں بارہ تاریخ قلعہ بنگلور سے متصل زمین دار سری رنگ پٹن کے تعلق میں آصف جاہ کی فوج میں بندوں میں سب سے حقیر محمد اشرف ولد حاجی محمد کے ہاتھ سے غفر اللہ ذنبہ' و ستر عیوبہ (یعنی اللہ اس کے گناہ بخشے اور اس کے عیوب کو چھپائے)

" اصلی نسخہ نادر الوجود ہے شاید ہی دوسرا نسخہ کہیں ہو[1] چونکہ نسخہ کرم خوردہ ہے اس لئے فقیر (محمد اشرف) نے اپنے قلم سے اس کی نقل ۲۹/ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ کو مکمل کی۔ اور مولوی قدرت رحیم صاحب اس کی ایک اور نقل تیار کروائی جو ۲۰/ ذی قعدہ الحرام ۱۳۷۱ھ کو مکمل ہو[2]۔

فقیر نے اس بصیرت افروز ملفوظات کا ترجمہ ۱۸/ ذی قعدہ الحرام ۱۳۷۱ھ ہجری کو سرسری طور پہ مکمل کر لیا اور ۲۵/ ذی الحجہ الحرام ۱۳۷۱ھ کو نظر ثانی مکمل کی۔

---

[1] سید محمد مطیع اللہ صاحب راشد کے پاس اس کا ایک نسخہ تھا جس کا ذکر انہوں نے "برہان پور کے سندھی اولیاء" میں کیا ہے ایک اور نسخہ محمد عمر یافعی صاحب کے کتب خانہ میں بھی جو اور ہزاروں مخطوطات کے ساتھ انجمن ترقی اردو کراچی میں انجمن کے کتب خانہ کو ملا۔ میں (محمد اکبر الدین صدیقی) محمد اشرف مرحوم انجینیر کے ملکی نسخہ کے مطالعہ کا شرف حاصل کر چکا ہوں۔

[2] یہ نسخہ اب کتاب خانہ گنج بخش لاہور میں ہے (دیکھئے فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش جلد دوم صفحہ ۷۲)

مرتبہ:- احمد منزوی

چونکہ یہ ترجمہ فقیر نے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی خاطر کیا ہے اور اس کے سوا وقت جو بیکاری میں گذرتا ہے اور بیکاری میرے نزدیک موت سے بدتر ہے اس لئے وقت بحمداللہ اچھا گزرا۔ اب دعا یہ ہے کہ ہادی مطلق بطفیل ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ واہل بیعتہ وسلم صراط مستقیم پر رکھے اور عاقبت بخیر فرمائے بحق پیران جملہ سلاسل وبحق خواجگان چشت اہل بہشت رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آمین ثم آمین

مولوی قدرت رحیم صاحب کی سفارش پر فقیر نے اس ترجمہ کے مسودہ کو ان کے کسی دوست کو جو عربی اردو فارسی کے عالم ہیں بغرض تصحیح حوالے کیا۔ موصوف کے نام اور نشان سے یہ فقیر واقف نہ تھا اور نہ ہے مصحح صاحب (۷) تو تصحیح تو کم فرمایا مگر تنقید دل کھول کے کی۔ ان کی تنقید کو حذف نہیں کیا گیا۔ مگر جہاں کہیں بزرگانِ دین کی شان میں انہوں نے گستاخی کی تھی اس کے جواب لکھدیا گیا۔ پھر تصحیح کردہ مسودہ کو فقیر نے اپنے قلم سے صاف کرنا شروع کیا اور یہ کام یکم صفر المظفر ۱۳۷۲ھ سے شروع کیا اور رائحہ (۲۵۳) تک مسلسل نقل کرتا رہا یہاں تک کام ۲۸/ صفر ۱۳۷۲ھ پھر ۲۹/ صفر ۱۳۷۲ھ سے نظر ثانی شروع کیا۔ کتاب کے شروع سے رائحہ (۹۷) تک از سر نو تصحیح کر کے عربی کا ترجمہ جہاں، جہاں چھوٹ گیا تھا اور احادیث قدسی کا حوالہ مشکوٰۃ شریف سے دیتے ہوئے اس حصہ کو مولوی قدرت رحیم صاحب کے حوالے ربیع المنور ۱۳۷۲ھ کو کیا تاکہ اس کی نقل کی جائے۔ اس کی نقل کی جائے۔ اس کی نقل چھ ماہ میں مکمل ہوئی اور ۲۵/ رمضان المبارک کو تکمیل پائی۔

مبیضہ کی تصحیح ۵/ شوال سے شروع اور اس کے ساتھ، ساتھ ان روائح کے عنوانات وحصول جو فقیر نے اضافہ کیا تھا ان کو علحٰدہ ترتیب دے لیا اور اس کتاب میں جو نام آئے ہیں ان کی ابجد واری فہرست کا مسودہ ۲۱/ شوال کو مکمل کر لیا۔

اشعار پر شعرا کے ناموں کا اضافہ کیا اور ایک سال سے زیادہ کے عرصے میں فقیر نے ثمراۃ الحیات (ملفوظات حضرت شاہ برہان راز الٰہی مرتبہ عاقل خاں رازی) اور مناجات عبداللہ انصاری بھی ترجمہ کر لیا اور "شرح آمنتُ باللہ؁" وصیت نامہ (تصانیف حضرت شاہ برہان راز الٰہی) کا بھی

؁ شرح آمنت باللہ حضرت شاہ برہان راز الٰہی کی تصنیف ہے جسکو قدرت رحیم نے نقل کیا تھا اب نسخہ کتابخانہ گنج بخش لاہور میں شریک ہے دیکھئے فہرست کتابخانہ گنج بخش جلد اول مرتبہ احمد منزوی صفحہ ۳۹۔

نوٹ :۔ الحاج مولانا محمد اشرف پیشہ کے لحاظ سے انجینیر تھے ان کے والد نواب لقمان الدولہ متخلص بہ دل حاذق ڈاکٹر اور صاحب دیوان شاعر تھے وہ کتب خانہ سالار جنگ میں غالباً ۵۹، ۱۹۵۸ء میں اسپیشل افسر برائے کیٹلاگنگ مقرر ہوئے اور ۱۹۷۳ء تک اس خدمت پر فائز رہ کر تذکرہ فارسی مخطوطات کی ۱۷ اور تذکرہ عربی مخطوطات کی دو جلدیں مرتب کیں فارسی کی ۵ جلدیں ان کے حین حیات اور دو بعد میں شائع ہوئیں عربی کی دوسری اور تیسری جلد بھی مرتب کی دوسری ان کے حین حیات اور تیسری بعد شایع ہوئی۔ وہ حیدرآباد سے پاکستان گئے اور ۱۹۷۴ء میں وہیں انتقال کیا۔

ڈاکٹر ذاکر حسین، پروفیسر ہمایون کبیر اور ڈاکٹر بیگم نے فہرستوں پر جو پیش لفظ لکھے ہیں اس میں مولانا محمد اشرف مرحوم کے تبحر علمی شغف اور لگن کی تعریف کی ہے۔

قدرت رحیم صاحب کم سنی ہی میں کتب خانہ آصفیہ میں ملازم ہوئے اور نصف صدی سے زاید وہ ان مخطوطات کے شعبہ میں خدمت انجام دی۔ حصول وظیفہ حسن خدمت کے بعد کتب خانہ نواب سالار جنگ میں مخطوطات کے شعبہ میں محمد اشرف صاحب کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اچھے خوشنویس تھے ۱۹۷۸ء میں انتقال کیا۔

۱۲۹۱ فقہ محمات

نام مترجم ندارد سنہ ترجمہ ۱۲۳۸ھ

اوراق (۳۸) تقطیع (۲۰ × ۱۵ سمر)

مسطر ۱۱ سطری کاغذ دیسی

اصل کتاب فارسی میں ہے جس کے مصنف ابو بکر محی الدین صدیقی ولد حبیب الہندی برہان پوری ہیں۔ عبدالرحمٰن نے مترجم سے فرمائش کی کہ فارسی کو مواد نہیں سمجھتے اس لئے اس کا ترجمہ زبان ہندی میں ہو تو عوام مستفید ہوسکیں گے۔

مترجم نے اس کا ترجمہ کیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے

دران دنوں میں کہ سنہ یکہزار دوصدوسی وہشتہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیل الاخوان

عبدالرحمٰن بواسطہ فرمائش اکثر احبا اپنے دامن گیر حال فقیر کے ہوں کہ اگر بیان اس کتاب کا زبان ہندی میں یہ سبیل دست ہوئے بہوت ایک مرد و زن کہ آرایش زیور فارسی سے عاری ہیں ذخیرہ اندوز فواید ہوں گے۔"

اس میں ایک تنبیہ، بارا فصلیں اور ایک خاتمہ ہے۔

"فصل اول: بیچ بیان غسل میت کے مسلسل دوسرا: بیچ کفن و غسل دینے شہدا کے فصل تیسرا: بیچ کو میت مرد و زن کے فصل چوتھا: بیچ احکام و ارکان و وجوب نماز جنازہ کے فصل پانچواں: بیچ اٹھانے جنازے کے فصل چھٹواں: بیچ دفن و نقل میت کے یک جاے دوسری جا پر و بنانے قبر کے فصل ساتواں: بیچ عذاب قبر و مناسب اوس کے فصل آٹواں: بیچ مسائل متفرقہ کے فصل نواں: بیچ عدت بیٹھنے کے فصل دسواں: بیچ حیلہ کفارت نماز روزے کے فصل گیارواں: بیچ تعزیت و بھیجنے کھانا طرف وارثان میت کے فصل باروان: بیچ زیارت کے کہ جو ہماری و تمہاری آبادیوں میں حاضر کوں تیسرے روز یعنی خبر موت کی سن کے دوسرے روز جو کرتے ہیں۔

خاتمہ الکتاب: بیچ جانے قبرستان کے تنبیہ: بیچ سکرات کے

ابتدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ گوہر حمد و ثنا بارگاہ خالقی کہ یخرج الحی من المیّت قطرہ ایک دریائے صفات سے اوس کے مروارید ثنا ایثار صانع کہ یخرج المیّت من الحی دانہ ایک انبار سے کمالات اوس کے۔

اختتام

اگر قبور مسلمین و کفار ملے ہوئے تو یہ فرماتے تھے السلام علی من اتبع الھدیٰ یا ز فرماتے۔ السلام علی اھل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ترقیمہ۔

نقہ حمات بتاریخ بست وہفتم رمضان المبارک روز چہارشنبہ از دست فقیر
حقیر سید شاہ عبدالقادر قادری باتمام رسانید۔

۱۲۹۲ قصہ جمجمہ

مصنف کمترین۔ کاتب عبدالقادر قادری

تعداد اشعار (۱۰۹) تاریخ تصنیف بعد از ۱۱۵۰ھ

اوراق۔ ۵ تقطیع (۲۰×۱۰ سم)

مسطر ۱۱ سطری کاغذ دیسی

مثنوی پر کوئی نام نہیں۔ قصہ کے لحاظ سے اس کو یہ نام دیا گیا ہے۔

کمترین دکنی شاعر ہے اس نے شاہ مصر کا قصہ نظم کیا ہے۔ اصل قصہ خواجہ فریدالدین عطار نیشاپوری نے نظم کیا ہے۔ کمترین نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک راستہ سے گذر رہے تھے ایک کھوپری نظر آئی اس سے پوچھا تو اس نے جمجمہ نام بتلایا اور کہا کہ وہ بادشاہ ظالم تھا اب اپنے ظلم کا بدلہ لے رہا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی اور اس کو عذاب سے نجات ملی۔

کمترین نے ماخذ کا پتہ اس طرح دیا ہے۔

فارسی نسخہ تھا یو عطار سے — عطر پروردہ تھا گویا ہر کسے
اس لئے میں نے کیا مرکہنی زباں — تاکہ سمجھے ناقصاں اور جاہلاں

تخلص کا شعر ہے۔

اب دعا کا اس کے حق میں کمترین — حق کیا تیرا سخن کرسی نشین
کمترین نسخہ توں کریاں سے تمام — بھیج پیغمبر پو صلوٰۃ وسلام

ابتدا

ازقضا روزے عکم کر دگار حضرت عیسیٰ چلے دریا کنار
ایک سر انساں کا کہیں رہ میتے حضرت عیسیٰ نے جا اس کے کہنے
سر انھا خالی نہ تھا تن کا نشان لحم، چمڑا، کچھ نہ تھا جز استخواں

اختتام

نام اوس کا اوس منے سن با شعور فیض سے ملِ ہے مخمر کا ظہور
کمترین نسخہ توں کریاں سے تمام بصحیح پیغمبر پر صلوٰۃ وسلام
از طفیل حضرت خیرالا نام ہو چکا نسخہ یہاں سارا تمام

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے دو نسخے قصہ حضرت عیسیٰ و جمجمہ اور قصہ عیسیٰ و بادشاہ مصر وشام کے نام سے موجود ہیں (دیکھئے وضاحتی فہرست صفحہ ۵۱۱، ۵۱۲)

۱۲۹۴ قصہ ابو شحمہ

نام مصنف ندارد سنہ تصنیف ندارد

کاتب سید عبدالقادر قادری

اوراق (۶) تقطیع (۲۰ × ۱۵ سمر)

مسطر ۱۱ سطری تعداد اشعار (۱۰۷)

قصہ ابو شحمہ کو اولیائے بھی لکھا ہے جو مثنوی کی صنعت میں ہے۔ یہ قصہ قصیدہ کی صنعت میں ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو شحمہ حضرت عمرؓ کے لڑکے تھے اور ناز و نعم میں پرورش پائی ـ زاہد مرتاض اور عبادت گذار تھے یہ راستہ سے گذر رہے تھے کہ کسی نے ان کو زبردستی شراب پلا دی یہ راستہ بھول کر غیر کے مکان میں چلے گئے جہاں ایک لڑکی سو رہی تھی اس سے زنا کیا لڑکی کو حمل ٹھہرا وضع حمل کے بعد اس نے دربار فاروقی میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ ابو شحمہ کو بلایا

گیا۔ ان پر حد مقرر کی گئی نوے درے لگنے کے بعد انتقال ہو گیا۔ تدفین کے بعد دس درے قبر پر لگائے گئے۔ اس واقعہ کو زیب داستان کے لئے وسعت دے کر بیان کیا ہے۔ شاعر کا نام معلوم نہیں اولیا کے تحریر کردہ قصے کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں لیکن اس شاعر کا تحریر کردہ قصہ ابو شحمہ کسی اور کتب خانہ کی فہرستوں میں نہیں۔ اس طرح یہ واحد نسخہ ہے۔

ابتدا

وصف رب الحمد للہ بولتا ہوں ابتدا شوق سے اپنے دیکھو روشن کیا ہر دو سرا

نواسوں اپنے نبی نوری کوں سب جہاں تاج شاہی دے کیا ہے جن کو ختم الانبیا

بے نیاز (ہ) سب امتوں کوں ذات شان اونکی مدام عاصیاں کے تئیں شاہی ہیں شافع روز جزا

اختتام

دے کفن آکر ملایک پر جنازے کی نماز

بولتے کلمہ شہادت دیں رکھے تربت میں لا

دس دُرے باقی تھے تو مار کر تربت اوپر

چل دئے گھر کوں عمرؓ نے امر حق لا کر بجا

بس اتا کر ختم ضم سوں فاتحہ پر دل سے

لادیں گے شحمہ نے بر سب دل کے تیرے مدعا

۱۲۹۴ وفات نامہ سرور کائنات

دریا یا عاصی تعداد اشعار ۲۴۸

سنہ تصنیف ۱۱۱۱ھ اوراق ۱۲

تقطیع (۲۰ x ۱۵ سمر) سطر ۱۱ سطری کاغذ دیسی

کاتب سید عبد القادر قادری

کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں اس کے تین نسخے ہیں اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ایک کتب خانہ آصفیہ میں ایک۔

ہر جگہ مصنف کا نام دریا بتلایا گیا ہے۔ اور بنیاد یہ شعر ہے۔

کیا دریا رسالہ نظم توں سا نچہ یو بیتاں میں دو صد دو بیت پر دانچہ

پیش نظر نسخے میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔

کیا ختم رسالہ نظم شعری یو یو بیتاں لکھے دو صد دو بیت پر دو

لیکن پیش نظر رسالے میں ۲۴۵ ابیات ہیں

تخلص کا شعر

گنہ توں دور کر ہو.... درویشی بخش ترا حامی گدا ہوں اے غنی بخش

ممکن ہے کہ یہ محمد اسمٰعیل حامی ہوں جو ارکاٹ کے باشندے تھے۔

رسالے میں آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات آپ کے وصال تک دئے ہیں۔

ابتدا

بنا اول کروں حمد خدا میں زبان اوپر اس کی ابتدا میں

کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت بنا کر جگ دکھایا اپنی حکمت

آخری اشعار

ہوا نسخہ یو ہجرت بعد سارا
ہوے تھے برس اگیارہ سو پو اگیا را
دیا توفیق اپنے فیض سے اب
کیا اس بیت پر آخر مرتب

۱۲۹۵ **معجزہ درود شریف**

نام مصنف ندارد تاریخ تصنیف غالباً سنہ ۱۱۵۰ھ

تعداد اشعار (۲۷) صفحے (۳)

تقطیع (۲۰ × ۱۵ سمر) مسطر ۱۱ سطری کاغذ دیسی

کاتب سید عبد القادر قادری

یہ ایک مختصر سی مثنوی ہے قصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم اصحاب کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی ایک برتن لے آیا اور کہا کہ میں نے ایک مچھلی خریدی اور پکانے کے لئے دی تین دن گذرے مچھلی گلی نہیں اس لئے یہاں لے آیا ہوں آنحضرت صلعم نے دریافت کیا تو مچھلی نے کہا کہ میں نے کسی کو درود شریف پڑھتے سنا تو اس کو یاد کرلیا اور ورد کرتی رہتی ہوں آگ مجھ پر اثر نہ کرنے کا یہی سبب ہے۔

ابتدا

کہ یکدن محمد علیہ السلام کہ یاراں سوں کرتے تھے ہم کلام

کہ اتنے میں یک شخص کوئی آئیا نبی کے اگلے یک طبق لائیا

عربی (اعرابی) تھا مردہ نیکنام ادب سے اگلے ہو کو کیتا سلام

انتہا

محمد نے کئے تجہ کوں کچھ یاد ہے کہی یو مچہ مجکوں او سب یاد ہے

جو بولو کہے تو علیہ السلام جو کچھ یاد ہے سو کہی سب تمام

جو کچھ یاد تھا سو سنائی تمام بحق محمد علیہ السلام

١٢٩٦
فضیلت درود شریف

کاتب سید عبدالقادر قادری

درود شریف کی فضیلت میں ایک چھوٹی سی بارہ اشعار کی مثنوی ہے۔ جو معجزہ درود شریف مندرجہ بالا کے بعد لکھی گئی ہے۔

ابتدا

درود شریف لکھا ہے اس کے بعد کا شعر ہے

محمد نے بولے سب اصحاب کوں
دیکھ ییکو سارا تمہیں یادسوں

آخری شعر

درود دیو نچہ ہے سب سنو یار ہو
اتا ساٹ کو غفلت کو ہشیار ہو

١٢٩٧
گلسری حضرت خاتون جنت

محمد اسمٰعیل عاصی
تعداد اشعار (٧٠)

اوراق (٤) تقطیع (٢٠ × ١٥ سم)

سطر (١١) سطری کاغذ بدیسی

عاصی نے یہ قصہ منظوم کیا ہے۔ کہتا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا کی شادی کے موقع پر جبرئیل ایک گلسر لے آئے۔ اس کا ایک کنگر کہیں دریا میں گر گیا اور ایک مچھلی نے نگل لیا۔ مچھلی کو مچھیرے نے پکڑا اور راجہ کے محل میں فروخت کیا۔ اس میں وہ کنگر ملا جس کو رانی نے بہ حفاظت تمام رکھا۔

ایک دن ایک فقیر حضرت خاتون جنت کے دروازہ پر آیا اور سوال کیا۔ گھر میں کچھ نہ تھا آپ نے گلسر دیدی۔ اس نے راجا کو بارہ ہزار دینار میں فروخت کیا۔

رانی نے محسوس کیا کہ ای گلسر کا کنگر ہے اور وہ اس کے پہننے کے قابل نہیں اس کے سوئے خاتون جنت ہی اہل ہوسکتی ہیں ۔ بہرحال وہ گلسر پھر حضرت بی بی فاطمہ تک واپس آگئی ۔

ابتدا

کہوں حمد سبحان کا دم بدم ۔۔۔ بعد نعت حضرت شفیع الامم

کیوں ایک قصہ اے الی (اہل) مقول ۔۔۔ جو حضرت کی دختر بھی خاتوں بتول

کہ خیرات کا ان کے بولوں بیاں ۔۔۔ سنو اے عزیز ال کہوں یک نشاں

اختتام

سخی دوست حق کا اچھے فاسفا (باصفا) جمیل زشت حق کا اچھے عابدا

اسمٰعیل عامی ہے اور بے خبر ۔۔۔ کردیا نبی کرم کی (نظر) اوس اوپر

ہوا ہے یو قصہ مرتب تمام ۔۔۔ کہو سب نبی پر درود و سلام

ترقیمہ

دعات نامہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و گلسری حضرت فاطمۃ الزہرا صلواۃ علیہ السلام ازدست عامی فقیر حقیر سید شاہ عبدالقادر قادری بتاریخ یازدہم رمضان المبارک ۱۲۶۲ سنہ ہجری باتمام رسید

۱۲۹۸ محی الدین نامہ

حسینی قادری

اوراق ۲۵ تقطیع (۲۵ × ۱۵ سم)

مسطر ۱۱ سطری کاغذ دیسی

کاتب سید شاہ عبدالقادر قادری

یہ ایک مثنوی ہے جس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی منقبت کی گئی ہے حمد میں دس شعر

ہیں اور نعت میں تو؟ اس کے بعد منقبت شروع کی گئی ہے جس کے تین شعر ہیں پہلا عنوان

درمنقبت حضرت پیر دستگیر شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

جس کے تیرہ شعر ہیں اور ہر شعر محی الدین سے شروع ہوتا ہے۔

دوسرا عنوان ۔ دربیان تولد حضرت پیر دستگیر عالی جناب گوید ہے اس میں (۲۶) اشعار ہیں

تیسرا عنوان ۔ دربیان سخن کردن گاؤ ہمراہ پیر صاحب و روانہ کردند والدہ مکرمہ بطرف

مکہ معظمہ اس کے بعد ہی ایک عنوان درمیان مناجات گوید ہے جس میں پیر دستگیر نے خدا سے دیدار کی

التجا کی اور بہرہ ور ہوئے۔

چوتھا عنوان ۔ دربیان آمدن حضرت خضر علیہ السلام نزد حضرت پیر دستگیر برائے

رفتن سیر ۔ اس کے بعد کا عنوان خوارق عادات پر ہے ایک عنوان دربیان اخلاق حمیدہ شاہ عالی

جناب گوید۔

ابتدا

هریک ذره موجود تجھ اسم سوں ۔۔۔ کہ جیوں آم مقصود ہے بسم سوں

الف بے کی صورت لیا ہے مگر ۔۔۔ ادسے بدسوں ظاہر ہوئی سربسر

رہی (یہی) بحرو بر یعنی دو نو جہاں ۔۔۔ ترے اسم سوں سب ہوا ہے عیاں

اختتام

ایسا کون ہے جگ میں دوسرا تو پیر ۔۔۔ برائی کے بدلے دیوے نیکی پھیر

نجا شاہ کا کمترین ہے غلام ۔۔۔ حسینی کگر قادری ہے یو نام

کیا اس رسالے کوں میں اختتام ۔۔۔ بحق محمد علیہ السلام

تحیات صلوٰۃ سوں دیدم

محمد کے اوکہا میں ختم

۱۲۹۹ نعت

ن وعقا بن ہویا انسان کوں

شاعر نامعلوم — تعداد اشعار (۱۹)

روشن کیا

ابتدائی دو شعر

پیدا کیا حق نے نبی ایسا کوئی نبیاں منے
دینے بڑائی ان کے تئیں نبیاں ستی محشر منے
سب اولیا اور انبیا کر گئے ہیں دل میں آرزو
یا رب دو جگ میں ہم شرف ہوویں جو امت اس منے

آخری دو شعر

جنگلی جناور تھے جتے لاگے نبی کے آ چرن
توڑے کفر دل کا سبھی لیائے صدق سب دل منے
نیکی عبادت تم کرو غافل نہ ہو ہشیار ہو
پینا پیالہ موت کا دنیا جو ہے فانی منے

۱۳۰۰ وصیت نامہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اوراق (۴) — تقطیع (۲۰ × ۱۵ سمر)

مسطر ۱۱ سطری — کاغذ دیسی

کاتب سید عبدالقادر قادری

یہ ایک ہدایت نامہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ارشادات جمع کئے گئے ہیں اور اس کا نام وصیت نامہ رکھا ہے۔

ہیں اور نعت میں تو؟ اس کے بعد منقبت شروع کی گئی

در منقبت حضرت پیر در'' ختم ہو، لی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کے منقبت فرمائے ہیں

میں کے تیرہ شعر ہیں اور ہر شعر

کے تمام دل میں یاد رکھو اور جو مسلمان ہے اس کو سکھاو اور تعلیم کرو یہ وصیت نامہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اول نازل ہوا ہے یارب العالمین۔

۱۳۰۱ **کشف الخلاصہ**

حافظ شجاع الدین سنہ تصنیف ۱۲۳۲ھ

کاتب سید عبدالقادر قادری

اوراق (۲۰) تقطیع (۲۰×۱۵ سمر)

مسطر ۱۱ سطری کاغذ بدیسی

تذکرہ اردو مخطوطات (ادارہ ادبیات اردو) کی پہلی جلد میں صفحہ ۱۷۴ پر اس کے متعلق نہایت تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ مصنف رسالہ کشف الخلاصہ کے حالات میں امیر اور برادر انوار اللہ فضیلت جنگ۔ بانی مدرسہ نظامیہ نے "مناقب شجاعیہ" لکھی ہے جو چھپ چکی ہے۔ تذکرہ اولیائے دکن جلد دوم میں مصنف کے حالات صفحہ ۱۰۰۲ تا ۱۰۱۲ پر دئے ہیں۔

اس کے متعدد نسخے تقریباً تمام بڑے اور چھوٹے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ یہ کتاب بارہا چھپ چکی ہے اور اب تک چھپ رہی ہے پچاس سال پہلے تک دینی مدارس میں اس کو تقریباً حفظ کرایا جاتا رہا ہے۔ فقہ کے موضوع پر بہت آسان اور بہت مقبول کتاب رہی ہے۔

محلہ عیدی بازار حیدرآباد میں حافظ شجاع الدین صاحب کے مزار پر ایک نہایت شاندار اور بلند گنبد بنا ہے۔

ابتدا

سب ثنا ہے حضرت رحمان کوں　　جان و عقل و دیں دیا انسان کوں
فضل سے اپنے ہمیں قرآن دیا　　اوس میں امر و نہی سب روشن کیا
عقل دے کر فقہ سمجھایا ہمیں　　راہ وہ نیکی کی بتلایا ہمیں

اختتام

آل و اہل بیت و اصحاب اجمعین　　تابعین و بعد تبع تابعین
بعد ازاں سب مومنات و مومنین　　انتجب مولا ہے رب العالمین
یہ خلاصہ فقہ ہندی شد تمام　　بر محمد باد صلوٰۃ و سلام

بیان ختم کتاب گوید کے زیر عنوان مصنف نے رسالے کی تاریخ تصنیف دی ہے اور اس کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے۔

ختم پہ گذرے تھے جو ہجرت کے سال　　ہندوی کشف الخلاصہ سے نکال ۱۲۳۲ھ
اس رسالے کی زبان تھی فارسی　　صاف اور پاکیزہ جیسے آرسی
اختصار اس کا بیاں کوئی کیا کرے　　جیسا کوئی دریا کوں کوزے میں بھرے
تھا مصنف اس کا مرد اہل دل　　دل بہت مشغول طاہر آب و گل
باوجود اس کے تھا عالی مقام　　نام اپنا نئیں لکھا وہ نیک نام

۱۳۰۲　　تمام النصائح

میر حیات

اوراق (۱۰)　　تقطیع (۲۰ × ۱۵ سمر)

کاغذ　　بدیسی

کاتب سید عبدالقادر قادری

میر حیات میسوری کے متعلق پچھلے صفحات (۴۶-۵۱) میں ذکر آچکا ہے۔ یہ تاج النصائح کا ایک اور نسخہ ہے۔

ابتدا

ربنا یا ربنا یا ربنا — کیوں زبان سے ہو سکے تیری ثنا

یا رحیمی یا رحیمی یا رحیم — یا کریمی یا کریمی یا کریم

اختتام

اس بیان طول کو لس کر حیات — بول دے باقی رہی ہے ایک بات

شرک دو ہیں یک خفی دوسرا جلی — جب ہوا تو دور اس سے ہے ولی

بھائی جان تاج النصائح ہوئی تمام — مصطفیٰ پر ہو درود اور سلام

۱۳۰۳ وفات نامہ خاتون جنت

مصنف نامعلوم

کاتب سید عبدالقادر قادری

اوراق (۵۲) تقطیع (۲۰ × ۱۰ سمر)

مسطر ۱۱ سطری کاغذ دیسی

اس کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو) وضاحتی فہرست کتب خانہ سالار جنگ۔ صفحہ (۵۱۷) جناب نصیر الدین ہاشمی مرحوم نے اس کو امیدی کا بتلایا ہے اور ثبوت یہ شعر پیش کیا ہے۔

امیدی دعا مجھکو تم ستی میں رکھوں — تمہاری دعا کی یو برکت بچھوں

پیش نظر نسخہ میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔ جو صحیح ہے۔

امید دعا تم سیتے میں رکھوں　　　تمھاری دعا کی برکت چھوتوں

تذکرہ نسخہ سالار جنگ غلط تحریر ہوا۔ شعر وزن میں بھی نہیں ہے۔ اس لئے امیدی اس کا مصنف نہیں ہوسکتا۔ امیدی قطب شاہی دور کا شاعر ہے اس کی ایک مثنوی "شمع و پروانہ" جو بالکل طبع زاد ہے "نکر و نظر" علی گڈھ کے دو شماروں میں راقم الحروف نے اپنے مقدمہ کے ساتھ شائع کردیا ہے۔

اس مثنوی میں وزن سے گرنے والے شعر کئی ہیں اور امیدی کی شعر گوئی کا معیار بلند ہے۔

یہ مثنوی نگار خود کہتا ہے۔

محی الدین کا مدح بولوں جتا　　　مرگے رگ منے تازہ گی ہوی وتا

کئے جب مدد اپنی خادم کیتیں　　　کدین نے سو کہنے لگیا شعر میں

وہ کہتا ہے کہ میں گیارھواں باب لکھ رہا ہوں جس میں ایک جز تو ایک جز تو وفات حضرت بی بی فاطمہ کا ہے اور دوسرا تاج کا جو حضرت علیؓ کو پہنایا گیا۔

ممکن ہے کہ اس کی اصل کتاب کا نام شہنشاہ نامہ ہو۔ وہ لکھتا ہے۔

شہنشاہ نامے کوں قرآں جباں　　　یہ قرآن کے جوہراں کا ہے کھاں

اس کا یہ گیارواں باب ہو۔ جس کے بارے میں وہ کہتا ہے۔

گیاراز دہم باب قصہ بیاں　　　ہزاراں سوں بیتاں دکھن کی زباں

ولیکن بھی باقی انگیں کئی ہزار　　　کرے ختم بیگی سوں پروردگار

شروع اب کروں میں یہ گیارواں باب　　　سو دل سوں اب مومناں کامیاب

ایگارا میں حیدر کا ہے سب کلام　　　جو خاتون جنت کوں بوے عتام

سو او میں ہے فاطمہ کا وفات　　　یو سننا مسلماں کو ہے نجات

اس کے ہزاروں اشعار کی مثنوی شہنشاہ نامے کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا ۔

پہلے جز کی ابتدا

محی الدین کا حب کوں ہوے مدد   ہوے فضل حق او [illegible] ے عدد
محی الدین کا جو ہوے دوستدار   مدد ہو دیں گے اس تیئیں چار یار
محی الدین پر جو ہویگا خدا   نوازیں گے اوس کوں رسول خدا

اختتام

طفیل محی الدین جیلانی شاہ   کرے عفو میرے خطایا الٰہ
الٰہی بلاوے منجے توں حضور   بلاسات ایمان کے یا غفور
کہا یو مدح فاطمہ کا الٰہ   مددسوں محمد کے صلو علیہ

ترقیمہ

این وفات حضرت خاتون دوجہاں رضی اللہ عنہ بتاریخ چہارم ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۵۹ھ ہجری از دست فقیر حقیر سید شاہ عبدالقادر قادری صبغتہ اللہی باتمام رسید۔ حسب فرمایش رقیہ بی بی نوشتہ دادہ شد آیندہ کے تقاضا و دعویٰ کند باطل است۔

دوسرے جز کی ابتدا

سنو اے عزیزاں تو باقی بیاں   کروں تاج کی اب حقیقت عیاں
رکھا تھا حکایت یو موقوف میں   کتا ہوں اتا کھول کر اس کے تئیں

اختتام

طفیل محی الدین منجہ یا غفور   حضوری میں رکھ اپنے ہر دم حضور
ہوا گیارھوں باب سارا تمام   محمد پو بھیجو درود و سلام

ترقیمہ

این رسالہ تاج نامہ از دست فقیر حقیر سید شاہ عبدالقادر قادری شطاری صبغۃ اللہی بتاریخ یازدہم ربیع الثانی روز آدینہ ۱۲۵۹ھ ہجری اتمام رسانید حسب الفرمائش رقیہ بی بی نوشتہ دادہ شدہ آیندہ سے دعوی و تقاضا کفر باطل و نا مسموم است ۔

۱۳۰۴ ترجیع بند شاہ صادق

میر محمد صادق اورنگ آباد کے رہنے والے تھے ان کے دیوان کے تعلق سے راقم الحروف (محمد اکبرالدین صدیقی) نے ایک تفصیلی مضمون تحریر سہ ماہی جلد ۳ عدد ۱ ڈسمبر ۱۹۲۹ء میں شایع کیا ہے ۔ دیوان کے علاوہ ان کی ایک فارسی مثنوی "محبوب المعانی" حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی منقبت میں ہے اور یہ محمد باقر آگاہ نے اپنی تصنیف "محبوب القلوب" لکھتے وقت پیش نظر رکھی ہے (ملاحظہ ہو تفصیلی فہرست اردو مخطوطات جامعہ عثمانیہ صفحہ (۱۱۰))

پہلا بند

جاگو جاگو میرے لالہ ہوا ہے وقت فجر کا — موذن نام لیتا ہے سنو اللہ و اکبر کا
قبادی مو قلم نے کر چتر تا محل سندر کا — کہ جوں زر دوز نے پھر تا ہر سو تارے زر کا
کیا کوندن سکل گھر کوں ہر یک نور تن جوہر نے (کندن) — گلا دا صحن میں سارا صندل ہور رشک عنبر کا

آخری قوال بند

یو حضرت شاہ صادق کا حقی سب کل ہوا دا ہے — سچی صاحب سجادے او سہارے زیب منبر کا
ایس حال کے دولارے میں او نو کو یوں جھلاتے ہیں — اچھو قائم ہو یو جھولا کہ جوں سد ہے سکندر کا

جاگو جاگو میرے لالہ ....

۱۳۰۵ **مجلس نہم در بیان شہادت حضرت امام حسینؑ و فرزندان و خویشان و یاران رضی اللہ تعالیٰ عنہم**

اوراق (۲) تقطیع (۲۵ × ۱۵ سمر)

مسطر (۱۱) سطری ناقص الآخر

روضۃ الشہداء محمد عباس ولی ویلوری کی مجلس نہم ہے کتاب میں دس مجالس ہیں یہ بارہا چھپ چکی ہے۔

ابتدا

قلم کا لیکر نشتر دل پو ماروں نہم مجلس کوں اب بھوں نگاروں

آخری دو شعر

مدینہ کوں گیا دریں کر کو پرواز کرشہ کے قتل کا ظاہر کرے راز

رسول اللہ کے روضے کے اوپر لگیا چوگرد اد ڑنے اد کبوتر

۱۳۰۶ **آثار حیات**

مصنف سید علی منظور

اوراق ۱۰۶ مسطر ۱۰ سطری

تقطیع (۷ × ۸ ½) کتابت ۱۹۴۰ء

آغاز

"لکھے پڑھے شرفا کا دستور ہے کہ اور خاص خاص یادداشتوں کی طرح اپنی اولاد کی تاریخ ولادت بھی لکھ رکھتے ہیں، میرے والد ماجد نے بھی میری تاریخ ولادت کسی نہ کسی بیاض میں ضرور

لکھی ہوگی مگر افسوس ہے کہ مرحوم کی کوئی بیاض اور کوئی کتاب مجھے نہیں ملی۔"

اختتام

"جب مالک خانقاہ ہوجاتا ہے   مجھ جیسا گدا بھی "شاہ" ہوجاتا ہے

دنیا میں ضیائے دیں کے پھیلانے کو   ذرہ خورشید جاہ ہوجاتا ہے"

سید علی منظور حیدرآباد کے ایک پُرگو اور کہنہ مشق شاعر تھے، ۱۹/ستمبر ۱۸۹۶ء میں حیدرآباد کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے اور ۱۱/نومبر ۱۹۵۵ء میں انتقال کیا، منظور بنیادی طور پر ایک نظم گو شاعر تھے، ان کا کلام ہندوستان اور پاکستان کے معیاری رسالوں میں شایع ہوتا تھا۔ علی منظور کے کلام کے حسب ذیل تین مجموعے شایع ہوچکے ہیں۔

۱۔ کلام منظور

۲۔ نمود زندگی ۱۹۴۰ء

۳۔ ترجمان زندگی ۱۹۵۴ء

کلام منظور کی مقبولیت کا سب سے بڑا سبب سادگی و پرکاری جدت بیان اور حقیقت نگاری ہے۔

علی منظور کے کلام کے دو مجموعے (نمود زندگی اور ترجمان زندگی) ادارہ ادبیات اردو کی جانب سے علی الترتیب ۱۹۴۰ء اور ۱۹۵۴ء میں شائع ہوئے ہیں پیش نظر مجموعہ بھی ادارہ کی جانب سے خواجہ حمید الدین شاہد کے زیر اہتمام مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کلام کا دیباچہ عموی ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور نے لکھا ہے، ڈاکٹر زور کے دیباچہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"سید علی منظور صاحب جدید حیدرآباد کے پختہ مشق اور مشہور شاعروں میں سے ہیں اور حضرت امجد کی طرح ان کی شاعری کی شہرت صرف اس سرزمین میں محدود نہیں ہے۔ ان کے کمال کے قدردان دور دور پھیلے ہوئے ہیں۔ اردو کا کوئی مشہور و مستند رسالہ ایسا نہیں جس میں آئے دن ان کی غزلیں اور

نظمیں نہ چھپتی ہوں"۔

پیش نظر کتاب میں علی منظور کی (۱۰۰) نظمیں (۱۷) غزلیں اور (۴) رباعیاں موجود ہیں اور ہر نظم یا غزل کے نیچے اس کی تاریخ اشاعت اور رسالہ [illegible] ھا گیا ہے۔

ابتدا میں "عرض حال" کے عنوان کے تحت علی منظور کی چند یادداشتیں جمع کی گئی ہیں۔

پہلی نظم (بزرگ خاندان) کے چند اشعار یہ ہیں۔

مجلۂ زرکار ہے جہر مبیں نکلا نہیں — سامنے ابتک شعاعوں کا ہجوم آیا نہیں

نور پھیلاتا ہے جو اس کا نہیں حاصل شہود — جلوہ فرما ہے مناظر میں ضیائے بے نمود

رشک جنت ہے مجھے یہ مختصر سا خانہ باغ — میں نے اے ہمدم یہاں عشرت کا پایا ہے سراغ

"آثار حیات" ادارہ ادبیات اردو کی جانب سے ۱۹۴۰ء میں "نمود زندگی" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۳۰۷ مثنوی اسرار قرآن

مصنف — محب حسین

اوراق (۷۰) — مسطر ۱۵ سطری

کتابت ۱۳۴۵ ہجری — تقطیع ($\frac{1}{2}$ ۶" × $\frac{1}{2}$ ۸")

کاتب — سید حبیب الدین

آغاز

نام سے اللہ کے آغاز کر — اے محب یہ مثنوی مختصر

ہے وہی رحماں رحیم اے ذی شعور — غرق رحمت میں ہیں سب ابرو مجور

چھ مراتب ہیں تنزل کے یہاں — ذرے ذرے میں وہی حق ہے نہاں

مرتبہ پہلا ہے ہویا ہویت — دوسرا ہے نام اس کا احدیت"

اختتام

اے محمد تم نہ ہو دل میں ملول — تم سے پوچھے جائیں گے کیا وہ جہول
تم سے ہوگی کچھ نہ اون کی باز پرش — اور نہ اون سے جن کے وہ کرتے تھے عُروس
ان سے پوچھے جائیں گے اون کے عمل — کیا تمہارے کام میں ان سے خلل
جوکوئی کرتا ہے اچھا یا بُرا — دوسرا پاتا نہیں اس کی جزا

ترقیمہ

"تمت بالخیر۔ طبعزاد مولوی محب حسین صاحب معلم نسوان مقام حیدرآباد دکن محلہ منگل ہاٹ تاریخ ۱۰ اردی بہشت ۱۳۳۶ف م ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ روز سہ شنبہ بوقت آٹھ ساعت شب۔

کاتب الحروف وحقیر سید حبیب الدین عفی عنہ

محب حسین نام محب تخلص، حیدرآباد کے ایک کہنہ مشق صاحب دیوان شاعر تھے بقول مولوی نصیر الدین ہاشمی "محب حسین حامی حقوق نسواں" کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے تھے۔ حیدرآباد میں پہلے یہی شخص تھے جنھوں نے نسوان اور پردہ کے دور کرنے کے متعلق توجہ کی اور اپنے لکچروں اور کتابوں سے سالہاسال مسلسل کوشش کرتے رہے، خواتین کے لئے علٰحدہ نصاب کے لئے متعدد کتابیں نظم ونثر میں لکھیں۔"

حیدرآباد کے مختلف کتب خانوں میں محب حسین کی متعدد منظومات کے قلمی نسخے موجود ہیں ان کا کلیات شایع ہوچکا ہے۔ محب حسین نے ۱۳۴۸ھ میں انتقال کیا۔

مثنوی اسرار قرآن سورہ "آلم" (پہلا پارہ) کا منظوم ترجمہ ہے جو کم وبیش (۴۰۰) ابیات پر مشتمل ہے ابتدا سورہ فاتحہ اور بعد میں سورۃ البقر کا منظوم ترجمہ کیا گیا ہے ذیل میں صرف "الحمد للہ" کے منظوم ترجمے کے اشعار نقل کئے جاتے ہیں جس سے محب حسین کی قادر الکلامی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جتنی تعریفیں ہیں جتنی ہیں ثنا — مستحق ان سب کی ہے ذات خدا
ذات کے محتاج ہیں سارے صفات — اس کی ہستی سے ہے ساری کائنات
حسن بندہ اصل میں ہے حسن حق — ہے پڑھ کچھ تو قرآں کے ورق
آسمان و آفتاب و ماہتاب — سب اُسی کے حسن کے رخ ہیں حباب
جملہ افعال اور اشکال و صفات — سب کی مظہر ہے وہی اک پاک ذات
گل کی جانب حسن کی نسبت ہے خام — جانتے ہیں اس کو سب عالی مقام
نسبتی وہمی خیال ہیں محب — اور حقیقت سے یہ خالی ہیں محب

١٣٠٨ مخمسات محب حسین

مصنف — محب حسین

اوراق ۲۵ — مسطر ۹ سطری

تقطیع (۶½″ × ۸¼″) — کتابت ۱۳۴۷ ہجری

آغاز

نفس بدکا نہ پوچھے احوال — ہے جہنم یہی یہی وبال
بانیٔ ظلم اصل رنج و ملال — خلق ہے اس کی چال سے پامال
اس کا ہر جا بچھا ہوا ہے جال

اختتام

نام حسین پر کبھی علم کو دے تو اشرفی — بازو سے صنع کر تو ہی ملک میں مدد سے بنا
خیر کے کام ہیں یہی جن سے ہو جسم و جاں قوی — حق سے نہیں ہے آگاہی مردوں کو قبر سے اٹھا
ماہ محرم ابر و بار — تیرہ سو سات پر ہیں چار
سنہ ہے محب بہ باوقار — خوب لکھا یہ مرثیہ

یہ بیاض دراصل محب حسین محب کے مخمسات کا مجموعہ ہے جس میں چار طویل مخمسات ایک ترجیع بند اور ایک مرثیہ شامل ہے۔ مخمسات کی تفصیل یوں ہے۔

۱ـــ خصوصیات نفس امارہ ۱۰۲ بند

۲ـــ مخمس در مزمت پردہ ۱۵ بند

۳- مخمس در بے ثباتی دنیا ۸ بند

۴- مخمس در ریاکاری اور اخلاص ۱۶ بند

۱۳۰۹ قصائد و ترکیب بند

مصنف محب حسین

اوراق ۱۳ مسطر ۱۲ سطری

تقطیع (۶½ × ۸¼) کتابت قریب ۱۳۴۷ھ

آغاز

" غفلت میں کاٹی عمر سب۔ دیکھا نہ مہر کے سوئے رب
گذری جوانی کی جو شب۔ ہے صبح پیری سر پہ اب
سمجھا نہ تھا دنیا ہے کیا۔ ہے باوفا یا بے وفا
گذری جوانی تو کھلا۔ فرزند و دن ہیں غریب
دن رات فکر زر رہا۔ آیا نہ یاد اک دم خدا
آئی قضا تو چل بسا۔ محنت میں گذرے روز و شب "

اختتام

دشمن جہل تعصب یہ ہیں جملے الٰہ کے
انسان کا رسالہ نہیں کچھ نوح سے کم

گٹکھوں میں یہی محب مختصر احوال ان کا

ان کے [illegible] نہ جمیدہ نہیں ہونے کے رقم

محب حسین کی دو منظوم بیاضوں کا ذکر [illegible] قبل ہو چکا ہے پیش نظر بیاض میں تین قصیدے دو ترکیب بند اور ایک قطعہ شامل ہے۔ قصائد کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱ـــ قصیدہ در مدح حضرت نفس (شیطان)

در صفت تاکید الذم بما یشبہ المدح

۲ـــ قصیدہ در مدح مولوی منظور احمد خاں صاحب بتقریب خطاب (جنگ)

۳ـــ قصیدہ بتقریب خیر مقدم مسز ہمایون صاحبہ (صغرا بیگم) از سفر یورپ

۱۳۱۰ کشف الخلاصہ

مصنف حافظ شجاع الدین

اوراق ۱۳ مسطر ۱۱ سطری

کاتب مرزا یوسف علی بیگ

تقطیع ($5\frac{1}{2}$ × $8\frac{1}{2}$) کتابت ۱۲۷۶ھ

(ناقص الاول) سنہ تصنیف ۱۲۳۲ھ

آغاز

مرد بائیں پانوں پر قعدہ کریں چوتڑوں پر بیٹھیں ساری عورتیں

فرض کے آخر کی جو رکعت ہیں دو اس میں صرف الحمد سنت ہے سنو

اور درود آخر کے قعدے میں پڑھے پھر دعا مانگے کہ حق بخشش کرے

سیدھے اور بائیں طرف بولے سلام ہو چکی سنت یہ ستر ہ اختتام

اختتام

بعدزاں سب مومنات و مومنین .... مولا سے رب العالمین

ہے شجاع حافظ کا کلام تم سنو..... خلاصہ کو تمام

بتاریخ بیس و سیوم ۲۳ ماہ صفر المظفر ۱۲۷۶ھ بوقت ظہر تمام شد کاتب الحروف مرزا یوسف علیبیگ نوشتہ

پیش نظر مخطوطہ مولوی سید شجاع الدین قادری (۱۱۹۱ھ ـــ ۱۲۵۶) کا ایک منظوم رسالہ ہے جو "کشف الخلاصہ" کے نام سے کئی دفعہ چھپ چکا ہے۔ حافظ شجاع الدین مولانا شاہ رفیع الدین قندہاری کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان کے تفصیلی حالات "مناقب شجاعیہ" مرتبہ قاضی امیر اللہ قندہاری میں موجود ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ تذکرہ اولیاے دکن، فہرست مخطوطات اردو جامعہ عثمانیہ، تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اور جلد اول، اسٹیٹ سنٹرل لائبریری کے اردو مخطوطات جلد دوم میں بھی حافظ شجاع الدین کے حالات کا ذکر ہے۔ ان کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جوہر النظام۔ عربی میں فقہ کا رسالہ۔ ۲۔ رسالہ علم قرات (اردو)

۳۔ رسالہ رویت (فارسی)۔ ۴۔ رسالہ فوائد جماعت (فارسی)

۵۔ رسالہ جبر و قدر (فارسی)۔ ۶۔ رسالہ رضا و تسلیم (فارسی)

۷۔ رسالہ سماع (فارسی)۔ ۸۔ رسالہ قادریہ (فارسی)

۹۔ رسالہ سلوک نقشبند ۱۰۔ مناجات ختم قرآن (عربی)

۱۱۔ خطب عربی (خطبوں کا مجموعہ) ۱۲۔ غزلیات فارسی

۱۳۔ معمات (فارسی) ۱۴۔ مکتوبات و قصائد

۱۵۔ تفسیر پارۂ عم ۱۶۔ کشف الخلاصہ (اردو)

مندرجہ بالا کتب میں سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت کشف الخلاصہ کو ہی حاصل ہے۔ حیدرآباد کے کتب خانوں میں اس کتاب کے متعدد مخطوطے محفوظ ہیں خود ادارہ ہٰذا کے تین قلمی نسخے ہیں دیکھو مخطوطات نمبر (۱۳۱، ۱م، اور ۸۰۹)

اس مشہور و مقبول رسالہ میں فقہ کے مسائل قلم بند کئے گئے ہیں حسب ذیل بیت سے تاریخ تصنیف نکلتی ہے۔

ختم ہوگذرے تھے جو ہجرت سے سال — "ہندوی کشف الخلاصہ" سے نکال
۱۲۳۲ھ

شاعر کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ "کشف الخلاصہ" دراصل فقہ کے موضوع پر ایک فارسی رسالہ تھا جو غالباً ۱۱۵۶ھ میں تالیف ہوا اور جس کے مصنف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا (کشف الخلاصہ ۱۱۵۶ھ سے اس کی تاریخ تصنیف نکلتی ہے) اسی کتاب کو حافظ شجاع الدین نے اردو نظم میں منتقل کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اس رسالہ کی زباں تھی فارسی — صاف اور پاکیزہ جیسے آرسی
اختصار اس کا بیاں کوئی کیا کرے — جیسا کوئی دریا کو کوزے میں بھرے
تھا مصنف اس کا مرد اہل دل — دل بحق مشغول ظاہر آب و گل
باوجود اس کے تھا عالی مقام — نام اپنا نہیں لکھا اسے نیک نام
اور جو اس کا ترجمہ ہندی کیا — بندہ مسکین ہے تجھ درگاہ کا

کتاب کے آخر میں ایک نسخہ "ترکیب تیار کردن پنیر" چند منتخب اشعار اور ایک رباعی موجود ہے جن میں سے ایک غزل فیض کی ہے جس کا مطلع اور مقطع درج ذیل ہے۔

مردود خلائق ہیں کہ مقبول خدا ہیں — اتنک نہیں معلوم کہ ہم کون ہیں کیا ہیں
کہتے ہیں جنھیں فیض انھیں جانتے ہیں ہم — درویش کی صورت ہیں عجب فقرا ہیں

(یہ مخطوط محمد اکبر الدین صدیقی صاحب کا عطیہ ہے)

۱۳۱۱

تفسیر پارہ عم

مصنف حافظ میر شجاع الدین

اوراق ۶۱ مسطر ۱۱ سطری تقطیع ۵½ × ۹

کتابت ۱۲۴۳ھ

آغاز

سزاوار کل حمد ہے پاک ذات کیا فرض بندوں کے اوپر صلوٰۃ

ہے وہ ماحیہ للذنوب وخطا ہے وہ مطفی النار نور خدا

تو ہے مالک الملک ذی من تشا تو ہے تنزع الملک ممن تشا

اختتام

"یعنے جن بھی وسوسہ ڈالتے ہیں اور خدا کی عبادتوں سے باز رکھتے ہیں وہ سب شیاطین ہیں حق تعالیٰ سب مومنوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے اور بد خطروں سے اپنے پناہ میں رکھے بحق محمد وآل محمد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً کثیراً تفسیر حسینی میں لکھے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف شروع کیا "ب" سے اور ختم کیا "س" یعنے بس مومنوں کو جو کچھ کہ اس میں ہے تمام من تصنیف حضرت شجاع الدین صاحب تمت تمام شد بروز دوشنبہ تحریر فی التاریخ نہم ماہ شعبان المعظم ۱۲۴۳ھ

حافظ سید شجاع الدین قادری کے حالات کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے پیش نظر کتاب پارہ عم کے ترجمے اور تفسیر پر مبنی ہے اس مخطوطے کے دو اور نسخوں کا پتہ چلتا ہے جن کی تفصیل یہ ہے

۱۔ تفسیر تفرح ۔ تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو مخطوطہ ۱۰۷۶ جلد پنجم صفحہ ۲۴۳

۲۔ تفسیر پارہ عم بیتسادون ۔ اسٹیٹ لائبریری کے مخطوطات مخطوطہ نمبر (تفسیر ۲۹) جلد دوم صفحہ ۳۶ ۔

اس کتاب میں قرآن مجید کے تیسویں پارہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اگرچہ کہ اس کی ابتدا حمد و نعت سے ہوئی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی دو اوراق کسی اور رسالے کے اس کے ساتھ چسپاں ہو گئے ہیں جن کا مسطر ۱۳ سطری ہے۔ مخطوطے کے آخر میں کچھ [illegible] اشعار اور حضرت بندہ نواز کا ایک فارسی رسالہ نقل کیا گیا ہے جو تین اوراق پر پھیلا ہوا ہے۔

(یہ مخطوطہ محمد اکبیر الدین صدیقی صاحب کا عطیہ ہے)

۱۳۱۲ ملک الشعراء غواصی کے حالات زندگی اور اس کی شاعری

مصنف محمد بن عمر

اوراق ۱۲۸ مسطر ۲۳ سطری

تقطیع ۸" × ½۱۳" ٹائپ شدہ

آغاز

"تفصیلی فہرست مندرجات

بہمنی سلطنت کی پانچ شاہی خاندانوں میں تقسیم۔ گولکنڈہ میں قطب شاہی حکومت کا قیام سلطان قلی قطب شاہ بانی قطب شاہی خاندان کے حالات۔ قلعہ گولکنڈہ کی تعمیر سلطان قلی کی زندگی سلطنت کی توسیع واستحکام میں گذری۔ جمشید قلی قطب شاہ۔ جمشید کی شاعری۔ سبحان قلی قطب شاہ ابراہیم قلی کی وطن کو واپسی"

اختتام

"شاعری کے علاوہ فن موسیقی اور فن مصوری کو بھی کافی سرپرستی حاصل تھی۔ دولت کی فراوانی.... عیش وعشرت کی ارزانی۔ معاشی آسودگی اور شاعر کی محفلوں کی گرم بازاری نے

ایک خاص تہذیبی وثقافتی ماحول پیدا کر دیا تھا۔ دکن کے بیسیوں ادیب اور شعرائے اردو کے سینکڑوں کارنامے۔ جواہر ریزے اور شہ پارے اس قطب شاہی تہذیب وتمدن کی لافانی پیداوار ہیں۔

محمد بن عمر کا شمار جامعہ عثمانیہ کے باصلاحیت فرزندوں میں ہوتا ہے انہوں نے اس جامعہ سے انگریزی اور اردو میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی تھی اور پی ایچ ڈی کے لئے اردو زبان میں مغربی زبانوں کے الفاظ کے موضوع پر مقالہ لکھا تھا لیکن بعض وجوہات کی بناء یہ مقالہ ترمیم کے لئے واپس ہو گیا۔ اس عرصہ میں محمد بن عمر صاحب نے ناگپور یونیورسٹی سے فارسی میں بھی ایم۔اے کی تکمیل کی اور اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے لئے غواصی پر اپنا تحقیقی مقالہ لکھ رہے تھے کہ حکومت کی طرف سے ترکی زبان سیکھنے کی غرض سے وظیفہ دے کر انھیں ترکی روانہ کیا گیا وہیں پر چند دن کی علالت کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ محمد بن عمر صاحب کی حسب ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

۱۔ کلیات غواصی ۲۔ ایک ایکٹ کے ڈرامے

۳۔ نثری جائزے ۴۔ اردو میں یونانی اور لاطینی الفاظ

۵۔ پرتگالی زبان کا اثر اردو زبان پر۔ ۶۔ اردو میں فرانسیسی الفاظ

۷۔ ڈاکٹر زور ۸۔ وجدی ۹۔ اردو میں بعض یوروپی زبانوں کے عناصر۔ ۱۰۔ لسانی مقدمات ۱۱۔ اردو میں یوروپی الفاظ کا لسانی مطالعہ۔ ۱۲۔ اردو میں دخیل یوروپی الفاظ۔ ۱۳۔ اردو زبان میں انگریزی کے الفاظ

پیش نظر مسودہ محمد بن عمر صاحب کے تحقیقی مقالے "غواصی" کا پہلا حصہ ہے جس میں دکن کا تاریخی پس منظر پیش کیا گیا ہے چند عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱۔ بہمنی سلطنت کی پانچ شاہی خاندانوں میں تقسیم

۲۔ گولکنڈہ میں شاہی سلطنت کا قیام

۳۔ قطب شاہی بادشاہوں کی علمی و ادبی سرپرستی

۴۔ اردو شاعری سے ایک ذاتی دلچسپی

۵۔ غواصی کے سرپرست عبد اللہ قطب شاہ

۶۔ قطب شاہی دور کے مشہور شعراء

ابتدا میں مقالے کے موضوعات کی تفصیلی فہرست دی گئی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب نے اپنے مقالے کو حسب ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

۱۔ پہلا حصہ ۔ تاریخی پس منظر

۲۔ دوسرا حصہ ۔ تحقیقی (حالات زندگی اور شاعری)

۳۔ تیسرا حصہ ۔ لسانیاتی (غواصی کے کلام کی لسانی خصوصیات)

۱۳۱۳ ملک الشعرا غواصی کے حالات زندگی اور اس کی شاعری (دوسرا حصہ)

مصنف محمد بن عمر

اوراق ۱۰۰ مسطر ۱۷ سطری

تقطیع ۸" × ۱۳½" (مسودہ)

پیش نظر مسودہ محمد بن عمر صاحب کے تحقیقی مقالے "غواصی" کا دوسرا حصہ ہے جس میں غواصی کی حیات اور اس کے کلام پر روشنی ڈالی گئی۔

اس حصہ میں غواصی کے حالات زندگی اور خصوصیات کلام سے بحث کی گئی ہے

اور درج ذیل عنوانات کے تحت اظہار خیال کیا گیا ہے۔

غواصی کے ہم عصر شعراء

بیجاپوری معاصرین گولکنڈوی معاصرین۔

مثنویوں کا جائزہ

سیف الملوک و بدیع الجمال مثنوی کا ماخذ خلاصہ

طوطی نامہ ۔ ماخذ ۔ نخشبی اور غواصی کے طوطی ناموں کا مقابلہ

طوطی نامے کا افتتاحی حصہ ۔ خلاصہ ۔ اختتامی حصہ ۔

خصوصیات غواصی بہ حیثیت مثنوی نگار

کردار نگاری ۔ واقعہ نگاری ۔ منظر نگاری ۔ جذبات نگاری

رزمیہ نگاری ۔ کلام کی لطافت ۔ خیال کی بلندی و نزاکت

تشبیہات ۔ صنایع بدایع ۔ کلام کی سادگی ۔ غواصی، وجہی، ابن نشاطی

طبعی اور فائز کے کلام کا مقابلہ

(اس مسودہ کا کچھ حصہ کلیات غواصی مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں شامل ہے)

ابتدائی دو صفحات پر غواصی کے مرثیے اور کچھ یادداشتیں ہیں موجودہ صورت میں مسودہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"زیر نظر مقالہ کا یہ دوسرا حصہ ہے ملک الشعراء غواصی کے معاصرین کی زندگی اور تصانیف پر مشتمل ہے غواصی کے گولکنڈہ کے معاصرین کا ذکر کرنے سے قبل اس کے چند بیجاپوری معاصرین کا ذکر ضروری ہے کیونکہ وہ عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں ۱۰۴۵ھ میں ملک خوشنود کے ساتھ بیجاپور گیا تھا۔ بیجاپور کے بادشاہ محمد عادل شاہ نے اس کی آؤ بھگت کی اور بیجاپوری شعراء نے اس کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔"

اختتام

"غواصی کے کلام کا دبھی' ابن نشاطی طبعی اور فائز کے کلام سے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قطب شاہی دور کا سب سے بڑا مثنوی گو شاعر تھا۔ اس کی مثنویوں میں اس دور کی مثنویوں کی تمام اعلیٰ خصوصیات پائی جاتی ہیں قطب شاہی عہد کے اکثر شعرا نے اس کی خدمت میں خراج تحسین ادا کیا ہے وہ استادوں کا استاد اور شاعروں کا شاعر تھا۔ اس کی قادر الکلامی مسلم تھی دکن میں مثنوی کے ارتقا' وسعت ترقی اور ہر دلعزیزی" میں غواصی کی مثنویوں نے نہایت اہم حصہ لیا ہے۔

۱۳۱۴ **کلام غواصی ۔ ۱**

اوراق ۱۱۵ مسطر ۱۳ سطری

تقطیع ۸ × ۱۳½ کتابت ۔ محمد بن عمر

آغاز

عدم سو ہے عدم ہستی سو ہے ہستی و لیکن یاں
عدم کون ہست کریا تو ہست ....
ہے دل میں آرزو تیرے جو ہونا یار سوں محرم
تو اول پاک سینے کی ....

اختتام

دین داری کا شرف اے یار اگر منگتا ہے تو
مصطفیٰ کی پیروی کرتوں کہ ہوگا کامیاب
مرتضیٰ کا مار دم دائم ہور اس کی آل کا
جو دنیا ہور دین کا ہوے تجے روز صواب

گر توں عارف ہے تو اس دو دیں کے جینے منے

فکر کر ایسا چ جو نا سخ چلے نا کباب "

یہ مسودہ دراصل غواصی کے واحد دیوان کی نقل ہے جو کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ اس مسودہ میں جگہ جگہ اشعار کے مفہوم کو کھونے کی کوشش کی گئی ہے اور الفاظ کے معنی لکھے گئے ہیں۔ اس دیوان کو محمد بن عمر صاحب کے انتقال کے بعد ڈاکٹر زور نے ۱۹۵۹ء میں ایک مفید مقدمے کے ساتھ ادارہ ادبیات اردو سے "کلیات غواصی" کے نام سے شایع کیا ہے۔ یہ غواصی کا مکمل کلام نہیں ہے اس لئے اس کو "انتخاب کلام غواصی" کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ خود ڈاکٹر زور کو اس بات کا اعتراف ہے چنانچہ "کلیات غواصی" کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں۔

"کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ کلیات نہ صرف ناقص الطرفین ہے بلکہ اس میں درمیان میں سے بھی کئی اوراق غائب ہیں اور موجود ہیں ان میں بھی متعدد اشعار صحیح و سالم محفوظ نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اس کلیات کا کوئی اور نسخہ اب تک کسی کو دستیاب نہیں ہوا ہے ورنہ یہ تمام و کمال شایع ہو سکتا ہے بحالت موجودہ اس کلیات غواصی کو حیدرآباد کے اس ملک الشعراء کا منتخب کلام ہی سمجھنا چاہیئے"۔

۱۳۱۵ کلام غواصی ۔ ۲

اوراق ۲۶ مسطر ۱۳ سطری

تقطیع ۷ × ۱/۲ ۱۰ کاتب نامعلوم

آغاز

" نپاسک تیرے صدر کا فرش اچھوں پھرے چرخ ہو رات دن عرش اچھوں

کسی پو نہیں نام مایا ترا　　نیائی زمیں کینچے سایا ترا
جو شیر خدا تجے کوں داماد ہے　　سدا قوت اس کوں خدا داد ہے"

اختتام

دم کوں دم کہیا جائے جس دم　　تری یاد سوں جم نکل جی دم آیا
پڑیا بات بج عشق کا حکمت منج　　سو عشاق میں شہ الیس میں کوایا"

"دیوان غواصی" جو کتب خانہ آصفیہ کی ملکیت ہے ناقص الطرفین اور کرم خوردہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کلام غواصی کے چند منتشر اوراق کو یکجا کیا گیا ہے۔ پیش نظر مودہ میں غالباً غواصی کا کرم خوردہ اور ادھورا کلام جمع کیا گیا ہے جس میں دو ایک مثنویوں کے علاوہ چند غزلیں اور قصیدے بھی شامل ہیں۔

۱۳۱۶　　کلام غواصی۔ ۳

اوراق۔ ۵۷　　مسطر ۱۳ سطری

تقطیع ۷" × ۱۰"　　کاتب نا معلوم

آغاز

عطر سوں پروردہ کر تو تازی پھول　　از تکی دیس عنایت کیا ہے مسخ ستار
....کی کہ ہیں نہ باسی ہوئی　　کہ جو تلک ہے جہاں تو تلک ہے جھکنار
....پھولاں تو رنگ بھرے ہیں دے　　خزاں ہے ہر برس اے یاراں کوں نیں ہے قرار

اختتام

سب پیا کے ہیں حسن کے بیہوش　　شہر میں کوئی ہوشیار نہیں
حال مرنے ہوا ہے کیوں جیوں میں　　جیونا جگ میں دوئی بار نہیں

عشق کے جام تھے ہے مست جنے   اس کی مستی کوں کیں اتار نہیں

یہ غواصی کے کلام کا تیسرا مسودہ ہے جس کو محمد بن عمر صاحب نے کسی کاتب سے خوش خط لکھوایا ہے، بعض صفحات پر پنسل سے تصحیح کی گئی ہے۔

متذکرہ بالا پانچوں مخطوطات محمد بن عمر صاحب مرحوم کے تحقیقی مقالہ غواصی کے مسودات ہیں جنھیں مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے بھائی مولوی علی بن عمر صاحب نے ادارہ کے سپرد کیا تھا۔

۱۳۱۷ **غواصی شخصیت اور فن**

مصنف   محمد علی اثر

اوراق   ۱۱ × ۸½   (ٹائپ شدہ) مسطر ۱۶ سطری

آغاز

"پیش نظر مقالہ کا مقصد قدیم اردو کے ایک عظیم المرتبت شاعر غواصی کے شاعرانہ کمال کا قدرے تفصیلی جائزہ لینا ہے۔ ایم۔اے کی تعلیم کے دوران قدیم اردو کے طالب علم کی حیثیت سے مقالہ نگار نے یہ محسوس کیا کہ غواصی دبستان دکن کا ایک ایسا جوہر گراں مایہ ہے جس کے شاعرانہ مرتبہ کا ہنوز خاطر خواہ تعین نہیں ہو سکا۔"

اختتام

قدیم دکنی شاعری کے سرمایہ میں غزل کے مقابلے میں مثنوی کی صنف کو زیادہ فروغ حاصل ہوا وجہی کی قطب مشتری، ابن نشاطی کی پھول بن نصرتی کی گلشن عشق اور علی نامہ دبستان دکن کی مشہور مثنویاں ہیں لیکن شاعرانہ کمال کے نقطہ نظر سے قطب مشتری ہے گلشن عشق غواصی کی سیف الملوک و بدیع الجمال مناسبت و نبی اور طوطی نامہ کے مقابلے میں بے رنگ

معلوم ہوتی ہیں۔

یہ مسودہ دراصل ڈاکٹر محمد علی اثر کے یم' اے (جامعہ عثمانیہ) کا مقالہ ہے جو ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر غلام عمر خاں کی نگرانی میں لکھا گیا اور ۱۹۷۷ء میں کتابی شکل میں شایع ہوا۔ مقالہ کو درج ذیل چھ ابواب میں تقیم کیا گیا ہے۔

باب اول سماجی اور ادبی پس منظر باب دوم حالات زندگی باب سوم مثنویاں باب چہارم تغزل باب پنجم قصیدے اور رباعیاں باب ششم قدیم اردو شاعری میں عوامی کا مقام۔

آخر میں حوالہ جات اور ان کتابوں کی فہرست بھی دی گئی ہے جن سے اس مقالہ میں مدد لی گئی ہے۔

اس مقالہ کو ڈاکٹر محمد علی اثر نے ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ کو تحفۃً عنایت کیا ہے۔

۱۳۱۸ ریاض غوثیہ

مصنف غوثی

تاریخ تصنیف نام مصنف سید محمد غوث قادری

تاریخ تصنیف ۱۱۶۹ھ اوراق (۹۷)

تقطیع ۲۰×۱۴ سمر مسطر ۱۵ سطری

کاغذ دولت آبادی۔ خط نستعلیق شکستہ

غوثی بیجاپور کا شاعر ہے اس کے والد فصیحی بھی شاعر تھے وہ حضرت ہاشم حسینی علوی معروف بہ ہاشم پیر کے نواسے تھے۔ ہاشم پیر محمد ابراہیم عادل شاہ

اور محمد عادل شاہ کے مرشد اور وجیہہ الدین علوی گجراتی کے برادر زادہ تھے انصحی کے نام کا علم نہ ہوسکا۔ انجمن پاکستان میں سید ہاشم خداوند ہادی کو انصحی کا نانا بتلایا گیا ہے۔ ہمیں اس سے اختلاف ہے۔

غوثی کے ایک دوست غلام محی الدین نے انھیں ریاض غوثیہ لکھنے پر متوجہ کیا۔ پہلے تو غوثی نے اپنی بے بضاعتی اور کم استعدادی کا گلہ کیا پھر لکھنے پر آمادہ ہوئے اور چھ ہزار اشعار کی یہ مثنوی لکھدی۔ ان کا بیان ہے کہ یہ فارسی سے ترجمہ کی گئی ہے کہتے ہیں

ہے مناقب غوثیہ جو فارسی　　　اس کوں ہندی بول کر توں آرسی

غوثی نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ اگر یہ تکمیل پا جائے تو ایک یادگار رہے گی جس طرح دوسروں کی کتابیں یادگار ہیں اس سلسلے میں حسب ذیل اشعار لکھے ہیں جس میں دکنی شعرا کے ذکر کیا ہے۔

نصرتی ہو بحر گلشن میں ٹھنگ　　　گوہر مقصو لایا اپنے سنگ
انصحی ہو عندلیب خوش نوا　　　نو بہار اپنا کھلایا اک نوا
پھر غواصی قصۂ سیف الملوک　　　کر گیا کر شعر کے فن سوں سلوک
دھر فراقی فضل رب کا اشتیاق　　　او مراۃ الحشر بولے بے فراق
ہاشمی بولیا زلیخا ذوق سوں　　　عشق میں جگ رو کے کھویا شوق کوں
سب اداپی طبع کی جودت دکھا　　　چھوڑ گئے آخر سویو خانی ہمرا
جب تلک ہے سبز دنیا کا چمن　　　ہور ہے کا عندلیب ان کا سخن

غوثی نے اس کتاب کو گیارہ ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب کو گیارہ فصلوں میں باب کے لیے اس چمن کا اور فصل کے لیے گلدستہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس نے اکثر چمن اور گلدستہ کے آخر میں اپنا تخلص استعمال کیا ہے۔ دو تین شعر حسب ذیل ہیں۔

فکر ساری غوثیا اب چھوڑ دے　　　دل کوں اپنے غوث کوں توں لوڑ دے

غوثیا اب چپ تو اللہ یار ہے ۔۔۔ فضل سوں اس کے تو دریا پار ہے

محویت بخش اپنے غوثی کوں مدام ۔۔۔ دور دھر ہر ماسوا سوں والسلام

غوثی نے کتاب کے نام اور گیارہ ابواب اور فصلوں کا بھی اس طرح اظہار کر دیا ہے۔

دستور رکھیا لکھ یہ بیاض غوثیہ ۔۔۔ نام اس کا ہیں "ریاض غوثیہ"

ہے چمن اس میں اگارہ جان توں ۔۔۔ یہ ریاض قادری پہچان توں

ہر چمن گلدستہ گیارہ یار ہیں ۔۔۔ بلبل بیدل کے دل آدھار ہیں

غوثی نے چمن اور گلدستہ آغاز میں اپنے قلم کو طرح طرح سے مخاطب کیا ہے چار شعر میں چمن ا گلدستہ ۳ و ۱۱

اے قلم دانات کا اب ڈھانکنا ۔۔۔ کھول کر اس کی طرف ٹک جھانکنا

اے قلم چل اب فلک کے گھر کوں جائیں ۔۔۔ زندگی کے شور ہر اثر کون گنوائیں

چمن ۲ گلدستہ ۳ ۔۔۔ اے قلم چل سرخ رو ہونے بدل ۔۔۔ درد دوری دل سوں سب کھونے بدل

چمن ، گلدستہ ۲ ۔۔۔ اے معلم کلک دریا دل مرے ۔۔۔ چل دکھانے مجکوں کچھ جو پڑے

غوثی نے اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے سوانح حیات، اخلاق، عادات کرامات، زہد و ریاضت اور ذکر اشغال وغیرہ سب نہایت تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

گیارھویں چمن کے آٹھویں گلدستہ میں سات اشغال کا نویں گلدستہ میں چھ مراقبوں کا اور دسویں گلدستہ میں گیارہ اوضاع کا ذکر کیا ہے اور آخری گلدستہ اختتامیہ ہے افسوس ہے آخر کے ایک دو اوراق ضایع ہوگئے ہیں ورنہ اس نے سنہ تصنیف و تمہید پر روشنی پڑتی۔

جناب نصیر الدین ہاشمی نے فہرست اردو مخطوطات میں اس کا سنہ ۱۰۹۱ ہجری بتلایا ہے اور وضاحتی فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں بھی یہی سنہ دیا ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ یہ سنہ غوثی ماہی ارکاٹی کی قصص الانبیاء کا ہے نہ کہ ریاض غوثیہ کا۔

ریاض کا ایک نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی میں ہے اور ایک انجمن ترقی اردو دہلی میں پاکستانی نسخہ میں تاریخ کا یہ شعر دیا گیا ہے۔

باغ یو باغاں کوں سارے باغ ہے اس کی تاریخ "بلبل باغ" ہے

۱۱۶۹ھ

یہی تاریخ انجمن دہلی کے نسخے میں بھی دی گئی ہے۔

واضح رہے کہ دکن میں ۱۱ ربیع الثانی عرس حضرت محبوب سبحانی کی تاریخ ہے اس لئے عام طور پر اس مہینے کا نام ہی گیارھویں کا مہینہ ہے۔ غوثی نے اسی مناسبت سے گیارہ چمن اور ہر چمن میں گیارہ گلدستہ متعین کئے ہیں۔

فہرستوں میں غوثی کی مزید تین کتابوں چکی نامہ (غوثی نامہ) شادی نامہ اور ضیافت نامہ کا ذکر ملتا ہے۔

یہ مخطوطہ محمد اکبرالدین صدیقی نے "ادارہ" کو عطا کیا ہے۔

۱۳۱۹ خزانۃ الفواید

مصنف سید علی ولد سید پیر ساکن رائچور

سنہ تصنیف ۱۱۱۵ہجری

اوراق (۱۲۷) تقطیع ۲۴½ × ۱۳½ سم

وضاحتی فہرست کتب خانہ سالار جنگ صفحہ ۸۹، کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد اول صفحہ ۲۱۲ مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان جلد اول صفحہ ۷۳ تا ۷۵ فہرست مخطوطات اردو (انجمن ترقی اردو ہند) اردو ادب جولائی تا ستمبر ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۸۵۔

(۱۱ اور ۱۲ سطری)

خط شکستہ نستعلیق کاغذ دولت آبادی

ناقص الآخر کرم خوردہ

کتاب پہلے اور دوسرے ورق پر تصنیف سید علی ولد سید پیر ساکن رائچور لکھا ہے۔ مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں موضوع فقہ ہے۔ ابتداء ہی میں مصنف نے فارسی سے ترجمہ کرنے کا اظہار کردیا ہے متن میں اس نے اپنا نام کہیں نہیں دیا۔ ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے ترقیمہ بھی نہیں۔

اس کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو پاکستان میں ہے اس میں مصنف کا ترقیمہ میں نام عبدالمحمد دیا ہے۔ اور کاتب عبدالستار سنہ تصنیف ۱۱۱۵ھ ہم نے اسی سنہ کو اختیار کیا ہے

کتاب سوال وجواب کے طرز پر ہے "اگر کوئی پوچھے سے سوال شروع ہوتا ہے پھر اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ کتاب عام آدمی کے لئے بہت سے فقہی سوالوں کا جواب ہے۔

آغاز

الحمد للہ الذی........ واھل الوجود بلحسنه

بدانکہ لیسعدک اللہ تعالیٰ۔

پوجتوں نیک بخت کرے اللہ تعالیٰ تجکوں اور جہاں میں جو دیکھا میں عالم کوں اور بے بہرا ہوئے ہیں کتاباں میں عربی ہو........سے کے واسطے ترجیع اس کا رکھنے زبان سو بیان کئے ہیں تاکہ فائدہ ہوئی خلق کوں خدا کے بعد از تفحص ہور مطالعے کر کر کتاباں ہور فقہ کے ہور حدیثاں کی مسائل دین وملت کے سات حدیث دلیل سوں بیان کئے گیا ہے ہور نام افضل کا خزانۃ الفوائد

تا فائدہ ہووے عالم ہور خاص

اختتام

(صفحہ کی ابتدائی عبارت) یا کہ اچھیکا تو پڑیکا اس واسطے بزرگاں فرمائے ہیں چراغ لگائے بعد چراغ دیکھ کر اول لاحول پڑناکیا سبب فرشتے کی غیبے سوں شیطان آتا ہے۔ ...... اگر فرشتے اچھے تو سامنے کھڑے رہتے۔

یہ کتاب بارھویں صدی ہجری کے اوائل کا عمدہ نمونہ ہے یہ کتاب محمد اکبر الدین صدیقی نے ادارہ کو تحفتاً عنایت کی ہے۔

۱۳۲۰ رحیما

قائم شاہ

سنہ تصنیف ۱۲۵۰ ہجری (فارسی)

اوراق (۲) تقطیع (۲۳ × ۱۴ سمر)

مسطر ۱۴ سطری خط نستعلیق خوشخط

یہ ایک مختصر رسالہ کریما کی طرز پر ہے۔ قائم شاہ اس کا مصنف ہے وہ مولانا شاہ رفیع الدین قندھاری کا مرید ہے۔ مولانا شمس الامرا امیر کبیر کے مرشد تھے۔

قائم شاہ نے اس رسالے میں ان کی اس طرح تعریف کی ہے۔

در مدح شاہ رفیع الدین قدس سرہ

شناسندۂ راز پرور دگار ولی و ذکر عارف نامدار

ہزاراں ز سالک ازو کامیاب زفیضش ہمہ عالمی فیض یاب

بچرخ ولایت زہے آفتاب　　رفیع الدین شاہ علی جناب

ندیدیم چنیں عالم و عاملی　　مسیحا دم و چوں خضر کاملی

ہر آنکس کہ بر آستانش رسید　　ز آب حیات حقائق چشید

قائم نے رسالے کی ابتدا حمد نعت اور مدح صحابۂ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما و مدح آل اطہار علیہ السلام کے بعد مندرجہ بالا مرشد کی مدح کی ہے اس کے بعد عنوانات در توحید الہیٰ گوید، در ذکر الہیٰ گوید در جہان سخاوت گوید، در ذکر تحمیل گوید اسی طرح تواضع جاہل، عدل، ظلم کاذب طاعت اور روزگار کا بیان کرتے ہوں رسالہ ختم کرتا ہے۔

ابتداء

رحیما کرم ساز برحال ما　　کہ پنہاں ز تو نیست احوال ما

غفوراست نام تو بخشندہ　　تو دانا و قیوم وہم زندہ

اختتام

دو صد یکہزار و ز پنجاہ بود　　کہ تصنیف قائم شہ ایں را نمود

ندارد جہاں مہر لیرا اعتبار　　ز قائم بدار ایں سخن یادگار

الہیٰ بیامرز نو اس　　مصنف نویسندہ خوانندہ را

تاکہ خواند درح طمع دارم　　زانکہ من بندۂ گنہگارم

یہ نسخہ محمد اکبر الدین صدیقی نے ادارہ کو تحفتاً دیا ہے۔

۱۳۲۱

گنج شکر (مثنوی)

مصنف نامعلوم   زمانہ تصنیف ماقبل ۱۲۰۰ھ

اوراق (۸)   تقطیع (۲۱ × ۱۳ سم)

مسطر ۱۱ سطری   کاغذ دولت آبادی

اس مثنوی کا یہ موضوع ہے مستقبل میں جو وقوع پذیر ہوگا اس کا کس طرح قیاس کیا جائے شاعر ایک عمل بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس طریق سے اس کا جواب دیا جاسکتا ہے وہ کہتا ہے۔

کوئی حاجت مند کرے آکر سوال   اس کو دیویگا جواب وہ حال

گئے بزرگاں یہ عمل کو کر عزیز   وہ ہوئے صاحب کرامت بوج نیز

اس نے بتایا ہے کہ یہ رسالہ پہلے فارسی میں تھا اس کو دکھنی نظم میں مختصراً بیان کیا ہے۔ فارسی میں اس کا نام گنج شکر ہے۔

نظم دکھنی سو کیا ہوں مختصر   فارسی تھا یہ شکر گنج سو کر

ابتداء

ہے سزاوار حمد سب اس کو عزیز   جو کہ ہے سب کی حقیقت بوجھ نیز

کس کو نیں ہے علم غیب خبر کردگار   گر کہے کوئی اس کا نا کہ اعتبار

اختتام

نظم دکھنی سو کیا ہوں مختصر   فارسی تھا شکر گنج سو کر

واسطے تو جس کہ ہے عالم تمام   اس اوپر درود داں وسلام

رسالہ کے ختم پر فاتحہ کا طریقہ تین صفحہ میں تبلایا گیا ہے۔

یہ رسالہ محمد اکبر الدین صدیقی نے ادارہ کے کتب خانہ میں داخل کیا ہے۔

من لگن

۱۳۲۲

قاضی محمود بحری — سنہ تصنیف ۱۱۱۲ھ ہجری

اوراق۔ (۸۵) — تقطیع ۱۲ × ۱۵ سم

مسطر ۱۱ سطری — کاغذ بدلیسی

خط۔ معمولی نستعلیق — فرہنگ (۵)

قاضی محمود بحری۔ بحرالدین قاضی دریا کے لڑکے تھے قاضی دریا حضرت برہان الدین جانم کے مرید اور خلیفہ تھے موضع گوگی تعلقہ شاہ پور (دگلبرگہ) کی قضاوت پر مامور تھے۔ بحری نے گوگی ہی میں علم حاصل کیا اور شاہ محمد باقر کے دست حق پرست پر بیعت کی انہوں نے تمام اصناف سخن پر طبع آزمائی کی ہے۔ سکندر عادل شاہ کے عہد میں وہ بیجاپور گئے سکندر عادل شاہ ان کا بے حد معتقد تھا۔ عادل شاہی سلطنت کے خاتمہ ۱۰۹۷ھ کے بعد وہ حیدرآباد آرہے تھے کہ راہزنوں نے سارا اثاثہ لوٹ لیا اور ان کا پچاس ہزار کا ذخیرہ بھی اسی میں تلف ہوگیا۔ حیدرآباد میں ایک امیر نے ان سے خواہش کی کہ کچھ لکھ دیں۔ انہوں نے معذرت کی اور امیر کے اصرار پر "من لگن" لکھدی۔

من لگن میں سنسکرت الفاظ زیادہ ہیں اس لئے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے اسی لئے شہادت جنگ کی فرمائش پر سید شاہ اسمٰعیل نے ارتھ من لگن مرتب کی۔

یہ کتاب متعدد بار شائع ہوئی ہے مولوی عبدالحق نے ڈاکٹر محمد حفیظ سید کو ایک مطبوعہ ۱۲۷۲ء کا دیا تھا جو مطبع عظیم الاخبار میں چھپا تھا۔ راقم الحروف کے پاس اس کے تین مطبوعہ نسخے ہیں ۱۔ در مطبع قادری جامی سید عبدالقادر قادری کے مطبع میں ۱۲۷۷ھ میں طبع ہوا۔

۲۔ در مطبع فردوسی عسکر بنگلور ۱۲۹۸ء۔

۳- در مطبع نظامی مدراس ۱۳۲۸ھ ہجری۔
سخاوت مرزا مرحوم نے انجمن ترقی اردو پاکستان سے اپنے مقدمے کے ساتھ شایع کر دیا ہے۔

پیش نظر نسخے کے ابتدائی دو اوراق کا بالائی حصہ ضایع ہو گیا ہے
تیسرے ورق کی ابتدا

توں وہ جو سورج کو چرخ بخشیا　　معروف کے تیں تو کرخ بخشیا
بحری جو پڑا ہے غیر کے غار　　اے غار کے یار اسے نکو غمخوار
ہر عبادت اسے توں بھار لیا تھا　　آسیں کی لطافتوں لیھا نا

آخری اشعار

بو جیا ہے عبث ہوسی کے تیں ہوس　　گر ہوش کہ سبھی فراموش
رکھ اصل یہ جیت نس جیھوں اوپر　　کہ ختم خدا کے نام اوپر

فرہنگ کے آخری الفاظ
ڈھور، داس، دس

یہ نسخہ محمد اکبر الدین صدیقی نے کتب خانہ کو تحفتاً دیا ہے۔

خطوط منظومہ

۱۳۲۳

مصنف افزا　　سنہ تصنیف وکتابت ۱۲۷۶ھ
صفحے (۹۸)　تقطیع (۱۸ × ۱۵ سم)
مسطر ۱۱ سطری　کاغذ نیلا انگریزی
افزا کے متعلق کوئی معلومات نہیں یہ جنوبی ہند کے شاعر ہیں اور یہ خطوط فرضی طور پر لکھے گئے ہیں اور ان کے مکتوب الیہ بھی فرضی ہیں۔ کسی خط میں کوئی نام نہیں۔

انشاء کی کتابوں میں جس طرح خطوط لکھنے کے آداب بتلائے گئے ہیں اسی انداز پر یہ خطوط لکھے گئے ہیں اور حفظ مراتب کا خیال رکھا گیا ہے۔ سبب تالیف بتلاتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ وہ منظوم لکھ کر رکھ دیا کرتا تھا۔ ایک دن ایک عزیز نے ان کو جمع کر کے مرتب کرنے کا مشورہ دیا تاکہ لوگوں کے کام آئے اور شاعر کی یادگار ہو۔ کہتا ہے کہ

ان کو بہتر ہے جمع کر یکسر ۔۔۔ کیجئے ایک کتاب چھوٹی تر
تاکہ یہ بہرہ ور ہماری ہو ۔۔۔ یادگاری بھی کچھ تمہاری ہو

اسی لئے یہ خطوط مرتب کئے گئے۔ ان کی تعداد (۳۵) ہے پہلا خط استاد کے نام ہے دوسرا مرشد تیسرا والد اور اس کے بعد والدہ بڑا اور چھوٹے برادران اور عزیزوں کے نام ہیں لیکن نام کسی کا نہیں۔

آخر میں تاریخی قطعات ہیں۔ ایک قطعہ ناطق کا ہے دوسرا مدرس محمد شریف کا تیسرا مروت کا چوتھا خود مصنف کا پانچواں مشتاق کا

ناطق کی تاریخ خوب ہے نظم افراد جس سے (۱۲۷۲) متخرج ہوتے ہیں

کتاب کا پہلا صفحہ ضایع ہو گیا ہے دوسرے صفحہ پر حمد اور اس کے بعد مناجات ہے پھر نعت اور دعا بہ بارگاہ سرور کائنات اس کے بعد بیت تالیف لکھ کر مکتوب اول شروع کیا ہے۔

ابتدا (دوسرا صفحہ)

طاہر فہم کو رسا ہی کیا ۔۔۔ جلتے ارواح کے جہاں "پر" ہا"
کیا ہمارا یہ وجود اصل ۔۔۔ ذات وحدت میں خیال کے دیو جل

اختتام ۔۔۔ قطعہ مشتاق

کرد تصنیف چوں کتاب افراد ۔۔۔ است فا ۔۔۔ خطوط منظومہ
تا صد دل رسانده بے لطف ۔۔۔ بہر کامش خطوط منظومہ

الٰہی بیاد رز خط بماند یادگار
عطیہ محمد اکبر الدین صدیقی۔

انشائے حیبان

۱۳۲۴

مصنف مہدی فارسی

اوراق (۵۶) تقطیع (۲۷ × ۱۴ سم)

مسطر ۱۳ سطری سنہ ندارد قبل ۱۲۵۰ھ رقعات نویسی کے طریقے بتلائے ہیں۔ اور اس کو (۳۶) ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ دو کاتبوں نے لکھا ہے۔ ایک کاتب جس نے ابتدائی ابواب لکھے ہیں اس قدر کم سودا ہے کہ لفظ کو دو حصوں میں لکھتا ہے۔

مثلاً "آ" ایک سطر کا آخری حرف "اے" دوسری سطر کا پہلا حرف اسی طرح ابلا۔ غ، جا۔ نب، فر۔ ماید، خو۔ ب، وغیرہ

ابتدا

نام اس کتاب کا انشائے سبیان است۔ حمد بے حد خدای را کہ منشی عقل ہمہ داں از تحریر اخلاص انشائی کہنہ صفات دانش بجز مشہور و معروف است

اختتام

جہت طلامی سوار یعنی دست برنجن و خلخل و طوق گلوئیت ماجزادگان وغیرہ مصدیان بپرداختگی مجلد نخواہد۔

جامع القوانین

۱۳۲۵

مصنف نامعلوم قنوجی

اوراق (۵۶) تقطیع (۲۱ × ۱۵سمر)

سطر خط شکستہ نستعلیق

مصنف نے مکتوب نگاری کے طریقے تیلے ہیں کتاب کو چار بفصلوں میں تقیم کیا ہے۔

۱۔ مکتوبات ۔ ۲۔ رقعات (مراسلات تہنیت اور مکاتبات تعزیت) آداب والقاب خاتمہ کتاب

ابتدا

ستائش ونیائش مراهدی راکہ کاتب فصاحت بیان فرد دانشوران از تحریر انشا ہے ہتائے بیکرانش چوں قلم سر گردانست۔

اختتام

چوں صحیفۂ رخسار نازنیہاں زہرہ جبیں منظور نظر دانا ولای سحر آفریں باد از حرمت ایزد پاک کردہ است مخاطبش بلولاک۔ تمت تمام بعون اللہ

۱۳۲۶ **گلدستہ گفتار**

مصنف شیر محمد خاں ایمان تاریخ تصیف ۱۲۲۰ ہجری

اوراق (۱۸) تقطیع (۲۱ × ۱۵ سمر)

سطر ۱۵ سطری خوش خط نستعلیق

شیر محمد خاں ایمان ولد محمد عاقل خاں وقایع نگار حیدرآباد کے مشہور شعرا میں ہیں وہ ارسطوجاہ وزیراعظم نظام علی خاں آصف جاہ ثانی وسکندر جاہ آصف جاہ ثالث کے مصاحب اور درباری شاعر تھے۔ ایمان کا ذکر تذکرہ شعرائے دکن، تزک آصفیہ اور دکن میں اردو کے علاوہ مرقع سخن " تذکرہ مخطوطات وضاحتی فہرست کتب خانہ سالارجنگ

فہرست کتب خانہ جامعہ عثمانیہ اور کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ ادارہ ادبیات اردو سے کلیات ایمان کا ایک انتخاب ایمان سخن شایع ہو چکا ہے۔ تزک آصفیہ میں شاہ تجلی نے اپنے شاگرد ایمان پر فخر کا اظہار کیا ہے۔ وہ بہت پرگو شاعر تھے اور ماہ لقا بائی چندا (پہلی صاحب دیوان شاعرہ) کے استاد حال ہی میں شیر محمد خاں ایمان پر سیدہ ہاشمی نے جامعہ عثمانیہ میں ایم فل کا مقالہ لکھا ہے۔

وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی جن میں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کلیات جس میں تمام اصناف سخن شامل ہیں

۲۔ سردار نامہ شطرنج

۳۔ گلدستۂ گفتار

موخر الذکر کتاب کا نام ضلع جگت بھی بتلایا گیا ہے۔

ابتدا

ضلع برگ تنبول سے ہوئی ہے۔

جاں سپاری بابرگ سرخ رو سرسبز استنبول زبان لال یکرنگ بدرنگ۔

محمل تغابن چوں نباشد بیخ دین ضلع وما صلح ما تصد

دو مصرعہ

ہرچند کہ بوالہوس اٹھادے بیڑا ۔۔۔ چکنی صورت سے جاں سپاری معلوم

آخر میں دو رباعیاں ہیں۔ دوسری رباعی تصنیف سے متعلق ہے۔

پہلی رباعی

ایمان وہ سید لپسرا اپنا ہے امام ۔۔۔ تسبیح ہے دن رات ہمیں اکی مدام

دانا سی جس رشتہ اخلاص ہے یاں ۔۔۔ منکا ڈھلکے تلک ہے اس کا ہی نام

"دوسری رباعی تاریخ اتمام" ہے

ایمان میں اب سخن یہ کہتا ہوں راست — اس نسخہ کی تاریخ جو کی میں درخواست
چٹ غنچہ لب نے چمن میں مجھ سے — "گلدستۂ گفتار" کہا بے کم و کاست

اختتام

... پوست کندہ آپ سن لی جی — بات نی نہ ترش روئی کسی سے
... اب رلیشہ دوانی تو اترس یں آیمیر — اب پال میں جل کے فکر شامس

غالباً ناقل نے یہیں تک نقل کیا ہے اور باقی حصہ چھوڑ دیا ہے۔

۱۳۲۷ مثنوی سحرالبیان

(بے نظیر و بدر منیر)

میر غلام میر حسن حسن

اوراق (۸۴) تقطیع (۲۱ × ۱۵ سم)

سطر ۱۱ تا ۱۳ خط شکستہ نستعلیق

ناقص الآخر کرم خوردہ

اس سے پہلے اس کا ذکر آچکا ہے (صفحہ ۱۶۸) متعدد نسخے ادارہ میں موجود ہیں۔

ابتدا

کروں پہلے توحید یزداں رقم — جھکا جس کے سجدے میں اول قلم
وہ دولت سرا خانہ نوز تھا — سدا عیش و عشرت میں معمور تھا

اختتام

ہمیشہ خوشی راحت دل سے فراغ — نہ دیکھ کسی دل پہ جز لالہ داغ
سدا عیش و عشرت سدا رنگ رنگ — نہ تھا ذلیت سے اپنے کوئی تنگ

یہ بار ہا شائع ہو چکی ہے ... درسیات میں شریک ہے اور خطی نسخے یہ کتب خانہ میں موجود ہیں اس کی مقبولیت میں کوئی فرق نہ آئی ۔

اعجاز احمدی

۱۳۲۸

نوازش علی خاں شیدا

سنہ تصنیف

اوراق (۱۴۰) تقطیع (۲۲ × ۱۵سم)

مسطر ۱۲ سطری

کرم خوردہ اول وآخر ناقص

یہ نسخہ اعجاز احمدی کی دوسری اور تیسری جلد ہے قبل ازیں اس کے متعلق تفصیل پیش کی گئی ہے (ملاحظہ ہو نمبر ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰) صفحہ ۵۴ تا ۵۶ اور ۱۲۴۳ صفحہ ۱۴۶)۔ ابتدائی اوراق نہیں ہیں ۔ اس شعر سے آغاز ہوا ہے۔

عداوت محمد سے تھی دین کی — نہ تھی دشمنی اوس کے آئین کی

پہلی جلد کے آخری دو شعر حسب ذیل ہیں ۔

اے شیدا قلم پر ہے یہ اضطراب — کہ منزل کوں مقصد کے پہنچے شتاب
بھلا ہے تو کر اوس کے مطلب کے کام — کروڑوں سے کہتا نبی پر سلام

ترقیمہ

تحریر فی التاریخ غرہ صفر المظفر سنہ ۱۳۰۰ ہجری بروز یکشنبہ اختتام رسید این جلد دهم اعجاز احمدی کاتب حروف میر رضا

اس کے بعد صفحہ پر آخری سطر میں شعر درج ہے۔

سنو مومناں صدق سے دھیان دے — میں کہتا فضائل صلوات کے

اس کے بعد دوسرے صفحہ سے تیسری جلد کا آغاز ہوتا ہے عنوان ہے۔

جلد سوم در بیان شرف بخش شدن اشرف الانبیا مدینہ مشرف را۔

پہلا شعر۔

الہٰی تو کر فضل کا فتح باب   مجھے میرے مطلب سے کر کامیاب

آخری شعر

نہیں فکر اب جان جانے کی ہے   یہی امید اب سر کٹانے کی ہے

عنوانات سرخی سے لکھے گئے ہیں۔

یہ نسخہ محمد احمد اللہ خاں صاحب نے عنایت کیا ہے۔

۱۳۲۹ دیوان رمز

سدا نند جوگی بہاری لال رمز (۱۲۴۰ ہجری ۱۳۲۵ ہجری)

اوراق (۳۸) تقطیع (۲۱½ × ۱۷½ سمر)

مسطر (۱۳) سطری کاغذ انگریزی معمولی

خط نستعلیق

رمز کے والد منشی گنولال مددگار مختار الدولہ کے فرزند تھے اردو فارسی' عربی اور ہندی میں معقول دستگاہ تھی۔ پہلے اپنے والد کی جگہ منشی گیری پر مامور ہوئے پھر دنیا ترک کر دی۔ میر شمس الدین فیض کے شاگرد اور معتقد تھے فیض کے عرس کے موقع پر جو مشاعرہ ہوتا اس میں شریک رہتے ایک عرس (۱۲۲۵ ہجری) کے موقع فیض کے مزار کے پاس غزل پڑھ رہے تھے کہ فوت ہو گئے۔ اردو' فارسی اور ہندی میں دیوان ترتیب دیئے اور سب کلام ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

(تفصیلات کے لئے دیکھئے تذکرہ مخطوطات جلد پنجم ص ۱۷۸ تا ص ۱۸۱)

رمز کے اردو دیوان کا ایک انتخاب رمز سخن کے نام سے ادارہ ادبیات اردو کی

جانب سے شایع ہو چکا ہے رمز کا تذکرہ مرقع سخن جلد دوم میں بھی آچکا ہے۔ بہاری لال رمز شخصیت اور فن کے موضوع پر عثمانیہ یونی ورسٹی میں زہرا عزیز نے ۱۹۷۵ء میں ایم۔ اے کا مقالہ لکھا ہے۔

پیش نظر نسخہ میں ردیف الف سے ت تک کی غزلیں ہیں۔

پہلا شعر

ہے بسم اللہ پر دیوان یہ سکر شاہ مرداں کا ۔۔۔ علی نام خدا الاریب ہے ہمقام سبحان کا

آخری شعر

بت بن گئی تھی جان کی خوابان تمام رات ۔۔۔ اللہ ہی تھا ہمار انکھیاں تمام رات

۱۳۳۰ دکنی سنگھاسن بتیسی

مترجم نامعلوم ۔۔۔ اوراق ۹۵

مسطر ۱۱ سطری ۔۔۔ کتابت ۱۲۶۷ ہجری

تقطیع (۶ × ۹)

ابتدا

"شکر اللہ تعالیٰ کا ایں اللہ تعالیٰ کہ بزرگ ہیں بزرگیاں اس کی اور بے شمار ہیں بخششاں اس کے جہان کو پیدا کرنے والا طرح طرح کی پیدائش کرنے والا اور پرورش کرنے والا عالم کا ہے اور خطا بخشنے والا گنہگاروں کا ہے اور بادشاہی اس کی بے زوال ہے۔ انصاف اور عدل اس اللہ تعالیٰ کا حد سے زیادہ ہے اور صلواۃ اس کے رسول پر کہ نام بزرگ ان کا محمدؐ ہے"

اختتام

یہ مجلس راجہ اندر کی معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس مجلس کی سوائے مجلس راجہ اندر کی دوسری نہیں ہے۔ رحمت اوپر راجہ بھوج کی کیا اور تعریف کالداس شاعر کی اور مجلس کو کیا اور وہاں

سے رخصت ہو کر طرف راجہ اندر کے روانہ ہوا اور رخصت اس کی راجہ بھوج سیونکو خلعتاں بخش اور انعام بھوت دیا اور تمام خوش وقت ہوے اور دعا کئے کہ اے پروردگار اس راجہ کو سلامتی دے اور ہمیشہ دولت اس کی قائم رکھ مرقوم بست و دویم۔

شہر صفر المظفر ۱۲۶۷ ہجری تمام شد"

"سنگھاسن بتیسی" ایک سنسکرت الاصل قصہ ہے، جس کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے بےشمار۔ اس کا سنسکرت زبان سے فارسی میں ترجمہ سب سے پہلے چتر بھوج داس نے شہنشاہ اکبر کے زمانے میں "شاہ نامہ" کے عنوان سے کیا تھا۔ پیش نظر کتاب اسی "شاہ نامہ" کا دکنی ترجمہ ہے کتاب کے سبب تالیف میں شہنشاہ اکبر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"سایہ اللہ تعالیٰ کا بیٹھنے والا تخت کا لینے والا ملک کا اور پناہ دینے والا خلق کا جمشید کے مرتبے کا اور بزرگی کی قدرت کا حاتم سخاوت کا نوشیروان عدالت کا فریدوں کے برابر کا راحت بخشنے والا عالم کا سربلند کرنے والا بادشاہوں کا آسمانوں کی بلندی کا قطب زمانے کا نام اس کا جلال الدین اکبر شہنشاہ غازی ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ ملک اس کا وہ بادشاہ اپنے فضل اور بخشش سے عالم پر نوازش کیا ہے اور نشانیاں ظلم وستم کی اپنے ملک سی دور کیا ہے۔

قصہ کا ماخذ اور سبب تالیف کا ذکر کرتے ہوئے مترجم نے "آغاز داستان" کی سرخی کے تحت لکھا ہے۔

"اول یہ کتاب چتر بھوج داس بیٹھا سردیپ چند کا فارسی زبان میں لکھ کر نام اس کا شاہنامہ رکھا ہے اور بتیس حکایتیاں بھوت فصاحت اور نزاکت سے ظاہر کیا ہے۔ ہندوی زبان میں اس کو سنگھاسن بتیسی کہتے ہیں کتنے شخص فارسی زبان سے واقف نہیں کہتے ہیں اس واسطے ترجمہ اس کا دکنی زبان میں اس طرح لکھا گیا۔ اب جگکو دانشمندوں اور صاحب کمالوں سے التماس یہ ہے کہ اگر کچھ فراموشی اور خطا اس میں ظاہر ہوئے اپنے عنایت سے معاف فرماویں۔"

"سنگھاسن بتیسی" دراصل بتیس کہانیوں کا مجموعہ ہے اور اس میں راجہ بکرماجیت کی داستان

بیان کی گئی ہے۔ اس قصہ کو بکرماجیت کے دربار کی بتیس (۳۲) پتلیاں بیان کرتی ہیں راجہ بھوج بکرم جب سنگھاسن پر بیٹھنا چاہتا ہے تو روزانہ ایک پتلی بکرم کی سخاوت کا ایک واقعہ سنا کر تخت نشینی سے باز رکھتی ہے لیکن آخر کار راجہ بھوج تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ان کہانیوں کا مقصد راجہ بکرم کی شجاعت اور سخاوت کا بیان ہے۔

فورٹ ولیم کالج کی جانب سے بھی سنگھاسن بتیسی کا اردو اور ہندی ترللو لال جی اور کاظم علی جوان نے ۱۸۰۱ء میں لکھا تھا جو ۱۸۰۵ء میں چھپ چکا ہے۔

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے اپنی کتاب "اردو نثر کا آغاز و ارتقا" میں دکنی سنگھاسن بتیسی کا ذکر کرتے ہوئے یہ قیاس ظاہر کیا ہے کہ یہ ترجمہ فورٹ سینٹ جارج کالج کے لئے ہوا تھا۔ لیکن مترجم نے کہیں بھی اس امر کی صراحت نہیں کی۔

دکنی سنگھاسن بتیسی کا ایک اور قلمی نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں محفوظ ہے۔ (فہرست مخطوطات صفحہ ۲۱۸)

۱۳۳۱ **سحر البیان**

مصنف میر حسن

اوراق ۳۷ سطر ۱۵ سطری

تقطیع ، (۵½" × ۹½")

سنہ تصنیف سنہ ۱۱۹۹ ہجری (ناقص الاول)

کتابت ۱۲۴۷ ہجری

ابتدا

ہوا کو کہ ظاہر میں اتی لعنت ـــ یہ علم لدنی کھلا دل پہ سب

ہوا علم دیں اس کا یوں آشکار ـــ گذشتہ ہوئے حکم تقویم پار

اختتام

میاں مصحفی کو جو بھائی یہ طور　　اُنہوں نے یہی کرنکراز راہ غور
کہی اوسکی تاریخ یوں برمحل　　یہ بت خانہ چین ہے بے بدل

۱۱۹۹

بتاریخ بست و دوم شہر ذی الحجہ ۱۲۴۷ھ ہجری

سحر البیان میر حسن کی ایک مقبول ترین مثنوی ہے ادارہ میں اس مثنوی کے جملہ ۱۵ مخطوطات ہیں جن کا ذکر اسی جلد میں صفحہ نمبر ۱۲۷ — ۱۲۸ پر کیا گیا ہے۔

۱۳۳۲　　**سحر البیان**

مصنف　　میر حسن

اوراق　　(۸۸)　　مسطر ۱۳ سطری

کتابت　　۱۲۶۰ھ　　کاغذ ولایتی

تقطیع　　(۵ × ۸)

کاتب　　عبد المجید بن غلام قادر علی

آغاز

کروں پہلے توحید یزداں رقم　　جھکا جس کے سجدے میں اول قلم

اختتام

میاں مصحفی کو جو بھائی یہ طور　　اُنہوں نے یہی کرنکراز راہ غور
کہی اس کی تاریخ یوں برمحل　　یہ بت خانہ چین ہے بے بدل

ترقیمہ

"تمت الکتاب بعون الملک والوہاب بتاریخ چہاردہم شہر جمادی الثانی در ۱۲۶۰ھ

بروز شنبہ بوقت سہ پاس در مقام بلہاری ازخط عاصی پر معاصی عبدالمجید ولد غلام قادر علی مرحوم ساکن بلدہ نظر کو صورت اختتام یافت۔"

اس سے پہلے سحرالبیان کے چودہ مخطوطات کا ذکر کیا گیا ہے یہ ادارہ کا پندرھواں نسخہ ہے۔ پیش نظر مخطوطہ اس قدر کرم خوردہ ہوگیا ہے کہ اس کی اوراق شماری بھی مشکل سے کی جاسکتی ہے۔

۱۳۳۳ اسرارِ حقیقت

مصنف محب حسین

اوراق ۳۲ مسطر ۹ سطری تقطیع $\frac{1}{2}$ ۶" × ۸"

آغاز

"اے خدا جان دو جہاں تو ہے روح ہے جسم اور جاں تو ہے
غیر تیرا فقط ہے وہم و خیال زر و نقرہ کے جس طرح چال ل
وہم بھی ہے تو ہی خیال تو ہی تو ہی ممکن ہے اور محال تو ہی"

اختتام

"جب تعصب کا آپ کے ہے یہ حال لائیں کس طرح سے زباں پہ مقال
جاہلوں کی روش ہے مولانا کہا ہر اپنی بات کو اچھا
دوسرے کی ہر ایک بات بری یہ جہالت کی ہے دلیل قوی"

اس سے قبل محب حسین کی تین تصانیف "اسرار قرآن" (مخطوطہ ۱۳۰۷ صفحہ ۲۳۲) قصائد و ترکیب بند" مخطوطہ ۱۳۰۹، صفحہ ۲۳۵ اور "مخمسات محب حسین (مخطوطہ ۱۳۰۸، صفحہ ۲۳۴) کا ذکر آچکا ہے پیش نظر کتاب میں مختلف حکایتوں کو مختصر مثنویوں کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ چند حکایتوں کے عنوانات یہ ہیں

۱ــــ ایک محقق افلاک کی حکایت ۲ــــ حکایت بچۂ شیر

۳ ۔ ایک مرشد و وزی کی حکایت　　۴۔ حکایت

۵ ۔ ایک مرشد کی حکایت　　۶ ۔ ایک صحابی کی حکایت

۱۳۳۴　اسرارِ حقیقت (حصہ دوم)

مصنف　محبّ حسین

اوراق　۳۰　مسطر و سطری　تقطیع　″۶½ × ″۸

آغاز

"اس سے قرآن نے باز رکھا ہے　　سبق عجز جس سے سکھا ہے
بولا وہ خیر کچھ بیاں تو کرو　　بات کا میرے کچھ جواب تو دو
ہم یہ کرتے ہیں اعتراض وہ کیا　　کرتے ہیں کیا بتوں کو ہم سجدہ"

اختتام

" یہ ہے عدل فاروق جس سے کہ آج　　ہے دنیا میں تمام مسلمان کا راج
عدالت ہے بنیاد شہنشہی　　اسی خلق پر ہے فلاح و بہی
محب ختم کر داستاں نبرد　　کہ اہل سخن کا ہے بازار سرد"

تمام شد

یہ کتاب مثنوی اسرار حقیقت کا دوسرا حصہ ہے اس میں بھی چند منظوم حکایتیں بیان کی گئی ہیں، بعض حکایتوں کے عنوان قران کی آیتیں ہیں۔

۱۳۳۵　اسرار قرآن

مصنف　محبّ حسین

اوراق　۳۱　مسطر　۱۳ سطری　تقطیع　″۶ × ″۸

آغاز

"ہے اس آیت کا یہی شان نزول | جس کو اہلِ عقل کرتے ہیں قبول
قوم میں آیا مسافر ایک جب | تو رہے خاموش بیٹھے سب کے سب
دی نہ دعوت اور نہ ٹھہرایا اسے | شہر میں میدان دکھلایا اُسے"

اختتام

"تم ڈرو اللہ سے اے اہلِ دیں | اس کی باز و پرس سے بچنے نہیں
جلد لے گا وہ حسابِ ہر عمل | اور نہ آئے گا حسابوں میں خلل
جو حرام اشیا یہاں ہیں اور حلال | ہوگا ان سب کا حساب اے خوش خصال"

اس کتاب میں محب حسین معلم نسواں حیدرآبادی نے قرآن شریف کے چھٹے پارے "لایحب اللہ" کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ اس سے قبل محب حسین کی درج ذیل کتابوں کا ذکر ہو چکا ہے

۱۔ ۱۵ اسرار قرآن" (السحر) مخطوطہ ۱۳۰۷ء، صفحہ ۲۳۲

۲۔ مخمسات محب حسین مخطوطہ ۱۳۰۸ء، صفحہ ۲۳۴

۳۔ قصائد و ترکیب بند مخطوطہ ۱۳۰۹ء صفحہ ۲۳۵

۴۔ اسرار حقیقت مخطوطہ ۱۳۳۳ء صفحہ ۲۶۹

۱۳۳۶ احوال ہیئت

مصنف محمد شمس الدین شمس اودگیری

اوراق (۲۱) مسطر ۱۱ سطری تقطیع ۵½ × ۸½

سنہ تصنیف ۱۲۰۰ ہجری کتابت ۱۲۷۶ء ہجری

کاتب مرزا یوسف علی بیگ

آغاز

"شروع کرتا ہوں میں نام سے حق سبحانہ جل شانہ کے پیدا کرنے والا اور جلانے والا مختار اپنے ملک کا ہے خواہ کسی کا بیٹا چھین لیوے خواہ کسی کی بیٹی، کسی کو جگ میں اوس کے دم مارنے کی طاقت نہیں"

اختتام

"شکر حق سبحانہ جل شانہ کا کہ یہ رسالہ احوال میت کا گیارویں تاریخ ماہ مبارک رمضان شریف میں وقت نماز جمعہ کے سن بارہ سے ہجری میں تیار ہوا بمنہ کرو تمت تمام شد"

اس نثری رسالہ میں مسائل تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور زیارت قبور وغیرہ کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

محمد شمس الدین اردو اور فارسی کے اچھے شاعر تھے' ادارہ میں اس رسالہ کے ایک اور نسخہ (دیکھیے فہرست مخطوطات جلد اول صفحہ ۱۵۹) کے علاوہ ان کی دو اور کتابیں "ترتیب النکاح" (جلد اول صفحہ ۱۶۸) اور "ترتیب نماز" (جلد اول صفحہ ۱۶۹) بھی موجود ہیں۔

کتاب کے آخر میں گیارہ (۱۱) اشعار کی ایک فارسی مناجات بھی شامل ہے۔ مناجات کے بعد یہ ترقیمہ ہے۔

"...... بتاریخ چہارم ماہ صفرالمظفر سنہ ۱۲۷۶ ہجری کاتب الحروف مرزا یوسف علی بیگ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد بوقت ظہر اتمام ...."

"احوال میت" کے اس نسخہ کو محمد اکبرالدین صدیقی صاحب نے ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں داخل کیا ہے۔

۱۳۳۷ - قصیدہ فخر الدین

سائز ۲۰ × ۱۲ سم - اوراق ۲۱ - قصیدہ اور ۷ ورق دیگر۔

یہ قصیدہ موسیٰ رضا جھکری کی روزہ کشائی کے موقع پر فخر الدین نے کہا ہے۔ ۴۲ اشعار ہیں۔ ہر صفحہ پر ایک شعر تحریر ہے۔ ابتدا کی عبارت حسب ذیل ہے۔

ایں قصیدہ و تاریخ در تہنیت روزہ داری صاحب زادہ والا مرتبت عالی منزلت موسیٰ رضا صاحب جھکری مد اللہ عمرہ و زاد قدرہ یعنی فرزند ارجمند سعادت پیوند بہاء الدین صاحب جھکری دام افضالہ استمر قوم بیست و ہفتم شہر رمضان المبارک ۱۲۶۲ھ ہوئی۔ در بلدہ میسور تحریر یافت۔

مطلع ہے:-

سال میں یک ماہ معظم ہے مکرم دو شان اس کی ہے تعظیم و توقیر پہ تمامی مومنان

اور آخری شعر میں تاریخ بھی ہے۔

سال و تاریخ روزے کی یوں بولا خرد بارہویں صدی پہ باسٹھ ہے سن ہجری بیاں

۱۲۶۲ھ

اس بیاض میں سات اوراق علاوہ زنگ کے کاغذ ہیں۔

پہلے ورق پر یہ اطلاع تحریر ہے۔

بفضلہ و بتصدق حبیب و محبوب برخوردارم محمد موسیٰ رضا جھکری مد اللہ عمرہ و زادہ قدرہ را تاریخ پنجم ماہ مبارک رجب المرجب روز پنجشنبہ شب دعا ۱۲۸۵ھ ہجری نبوی مطابق بیست و دیم ماہ اکتوبر ۱۸۶۸ء سنہ قلعہ داری تعلقہ گنڈل پرٹ بدست گردیدہ از آں تاریخ بر ۲ ورز داخل گردید حق سبحانہ جل شانہ روز بروز ترقی جاہ و مراتب نصیب فرماید۔

اس ورق کے دوسرے صفحے پر محمد جعفر فرزند محمد باقر کی ولادت کا قطعہ تاریخ تحریر ہے۔

نونہال باغ جاں پیدا اور لفظ "غنوثہ" سے تاریخ مستخرج ہوتی ہے۔

۱۲۱۶ھ ۱۲۱۶ھ

دوسرے ورق پر محمد سلطان نے محمد موسیٰ رضا جھکری کے لڑکے کی تاریخ پیدائش کا قطعہ کہا ہے۔ تاریخ کا شعر ہے۔

دو صد الف و ہفت بر ہشتاد . بود، پیدا شد آں نہال مراد
۱۲۸۷ھ

اس میں محمد موسیٰ رضا جھکری کے والد بہاؤ الدین کی شادی کی تاریخ کا قطعہ طیب علی نے لکھا ہے۔ یہ شادی محی الدین علی خاں کی سرپرستی میں ۱۲۳۲ھ میں ہوئی۔ موسیٰ رضا جھکری کے لڑکے کی تاریخ پیدائش پر دو فارسی قطعے حاجی محمود حسین المتخلص بہ علامہ نے لکھے ہیں۔ اس لڑکے کا نام سعادت اللہ خاں بتایا ہے۔ موسیٰ رضا جھکری کسی سفر پر گئے تھے۔ اس کا ایک تاریخی قطعہ ۱۲۸۵ھ کا ہے۔

بہاؤ الدین جھکری کا ایک تاریخی قطعہ احسان اللہ خاں جھکری کی ولادت پر ہے۔ تاریخ کا شعر حسب ذیل ہے۔

کردہ تقلیم حاسد آں مردم چشم . گفت دل سال کہ "لخت جگرم" پیدا شد

اس سے تاریخ ۱۲۸۵ نکلتی ہے نا کہ ۱۲۸۷ جیسا کہ الفاظ کے نیچے تحریر ہے۔

محمد موسیٰ رضا کی شادی کا ایک قطعہ سید شاہ فخر اللہ صاحب دری نے لکھا ہے۔ تاریخی شعر ہے

کہا تاریخ سر سے بدر روشن . ہوا ہے جلوہ لبس موسیٰ رضا کا

اس ورق کے دوسرے صفحے پر محمد موسیٰ کی لڑکی کی ولادت پر ۲۴ اشعار کا ایک قصیدہ ہے۔ جس کو غلام احمد طاہر نے لکھا ہے۔ دوسرا قطعہ موسیٰ رضا جھکری کے دو لڑکوں کی شادی کی تقریب پر ہے۔ تاریخ ۱۲۸۹ھ ہے۔ یہ دو لڑکے محمد باقر جھکری اور محمد سعید عرف صاحب جان ہیں۔ ایک اور قطعہ تاریخ حسب ذیل ہے۔

کہ خدا گشتہ از فضل الہ . باقر و محمود و نور الدین سعید
بادل خوش گفت احمد سال خوش . زیب جم یابند از بخت سعید

اس کے بعد ایک دعائیہ نظم موسیٰ رضا جھکری کے والد محمد بہاؤ الدین جھکری نے ۱۲۶۹ھ اپنے لڑکے کے لئے لکھی ہے۔

جھکری خاندان میسور میں ممتاز رہا۔ اور اعلیٰ خدمات پر مامور رہا ہے۔ جھکری خاندان والوں کے لئے ممکن ہے کہ اس کا مطالعہ زیادہ کارآمد ہو۔

۱۳۳۸ھ لغت منظوم :

اوراق ۳۵ ۔ تقطیع ( ) مسطر ۱۱ سطری، کاغذ دولت آبادی۔
کاتب ۔ غلام محی الدین مصنف نامعلوم ۔ تاریخ کتابت ۱۲۷۹ھ تصنیف ۱۲۴۷ھ

یہ منظوم لغت خالق باری یا رازق باری کی طرح ہے۔ لیکن شاعر نے اس میں عنوانات دیئے ہیں۔ اور اس سے متعلق تمام فارسی، الفاظ کے معنی اردو میں بتلائے ہیں۔ ابتدا میں کوئی عنوان نہیں درمیان میں جو عنوانات ہیں ان میں سے چار پانچ حسب ذیل ہیں۔

درمیان طائراں گوید۔ درمیان چارپایاں گوید۔ درمیان بازی وغیرہ گوید۔ اسی طرح باغ سراپا انسان، کتب، حساب، عیش و عشرت وغیرہ رسالے کی تصنیف کی تاریخ اس طرح دی ہے۔

پی اتمامش پس این مال ہزار و دو صد و ہفت و چہل سال

جنوبی ہند ارکاٹ کے شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ بعض ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو آج بھی جنوبی ہند میں مستعمل ہیں۔

اس کے درمیان سے کچھ اوراق غائب ہو گئے ہیں۔

ابتداء:

کریم و خالق و اللہ و سبحان خدا کے نام ہیں پڑھنے کے شایان
محمد مصطفیٰ احمد پیمبر یہ ہیں کئی نام پیغمبر کے خوشتر

اختتام:

نباشد دور از لطف کریمت نباشد دور از لطف عنیمت (عنیمتا)
چناں این نسخہ را بخشی روائے شود مطبوع بر عالی مزاجے
ندارم غیر تو کس را مربی فاقبض ما سألت منک ربی

ترقیمہ: بخط عزیب غلام محی الدین برائے خواندن فرزند خود غلام محمد علی بتاریخ بست و چہارم ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۵ھ روز شنبہ بوقت دوپہر تمام شد۔

رسالے کی ابتداء میں ایک مہر چوکور عنایت جنگ اور آخر میں ایک مدور مہر محمد الطاف و عنایت حسین ثبت ہے۔ یہ رسالہ ادارہ کو نواب عنایت جنگ کا عطیہ ہے۔

۱۳۳۹۔ رسالہ اردو

مصنف نامعلوم۔ ترقیمہ ندارد۔ اوراق ۱۷۔ تقطیع (۲۲ × ۱۵ سمر) مسطر ۱۳ سطری نستعلیق صاف خط۔

یہ رسالہ اول و آخر ناقص ہے اس لئے اس سے کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئیں۔ اس

رسالے کو چند فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ اس میں اصناف سخن کی تعریف اور مثالیں، نثر کی قسمیں خطوط لکھنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

ابتدا:۔ کہ سوا تیرے کبھی کوئی نہ بھایا ہم کو

اور ان سب قسموں میں ہو سکتا ہے کہ جس میں چاہیں دو دو مصرعے غزل کے تضمین کریں۔

اختتام:۔ پہلا خط ہمسر کے نام

مولوی صاحب شفیق مکرم معظم زاد لطفہ، بعد سلام و نیاز اور اشتیاق۔ (ملاقات بترک)

۱۳۴۰۔ رسالہ تجوید

اوراق ۲۷۔ تقطیع (۹″ × ۱/۲ ۶″) مسطر ۹ سطری کاغذ دیسی دولت آبادی قدرے کرم خوردہ۔ نستعلیق خوش خط۔

رسالہ کا کوئی نام نہیں موضوع کے لحاظ سے یہ نام دیا گیا ہے۔ الفاظ کا مخرج کیا ہو۔ الفاظ کیسے ادا ہوں۔ اس موضوع پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔

ابتدا:۔

حرف حلقی شش بود اے نور عین حا و خا و ہا و ہمزہ عین و غین

حرف حلق کے چھ ہیں۔ اے نور آنکھوں کے کون کونسے ہمزہ غ ع ح خ ہ یہ چھ حرف جو حلق کے ہیں ان میں تفریق ہے۔

اختتام:۔

دیکھو تو نگا سب جسکا مخرج ہے جس کا جوف میں کھینچیں تو اس لا کے تیئں بہوت خوش لحن مخرج تو ہے اس کا دو کا دا کی دین سے فقط

ابتدا اور آخر میں نواب عنایت جنگ کی مہر کور اور مدور مہر مصدر الطاف و عنایت حسین ثبت ہے۔ یہ نسخہ نواب موصوف کا عطیہ ہے۔

۱۳۴۱۔ حالات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف نامعلوم۔ اول و آخر ناقص مابعد ۱۲۵۰ھ ہے۔ اوراق ۱۵۴۔ تقطیع (۲۱×۱۴ سمر) مسطر ۱۱ سطری کاغذ انگریزی نیلا، سفید، زرد۔

یہ رسالہ اول و آخر ناقص ہے۔ اس میں پیغمبر خدا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور معجزات بیان کئے گئے ہیں۔ زبان صاف ہے۔

ابتداء:-

اور تیرہ مقام عجز و انکساری کا ہے اور چوتھا مقام محبت و مروت کا ہے۔ پس نور مبارک کو محمد علیہ السلام کے بیچ ان مقاموں کے لایا ہر ایک مقام میں ہزار سال رکھا تھا۔

اختتام:-

من بعد اوس کے وہ فرشتہ دریا میں جا کو ڈوبتا ہے اوس وقت اوس کے پر سب دھوے جائیں گے اور وہ فرشتہ دریا سے باہر آکر اپنا بدن جھٹکتا ہے۔ جب اوس کے پروں سے جتنے بوندہ گرتے ہیں۔ اتنے ہی فرشتے جدید قدرت کا ملہ سے۔

۱۳۴۲۔ انشائے جیان (فارسی) از مہدی۔

اوراق ۵۶۔ تقطیع ۲۳ × ۱۴ سمر۔ مسطر ۱۳ سطری۔

مصنف کے متعلق کوئی علم نہیں۔ یہ بچوں کے لئے انشائے جیان لکھی گئی۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اس میں ۲۶ ابواب ہیں اور اس کے تین حصے کئے گئے ہیں۔ ہر حصہ ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے۔ البتہ تمام ابواب میں خطوط نگاری کے طریقے بتلائے گئے ہیں اور نمونتاً خطوط لکھے گئے ہیں۔

ابتداء:-

حمد بے حد خدائی را کہ منشی عقل ہمہ داں در تحریر افلاس، اتنائے کمینہ صفات ذاتش بعجز مشہور و معروف است۔

اختتام:-

جہت طلائی سواری یعنی دست بر سخن و خلخل و طوق گلو بیت ماجزادگان وغیرہ۔ متعدیان پر روانگی مجلا فی خواہد۔

۱۳۴۳۔ احادیث فضائل قرآن۔

مرتبہ: نامعلوم۔ ناقص الآخر۔ اوراق۔ (۱۹) تقطیع (۲۰ × ۱۴ سمر) کاغذ دول دار نیلی روشنائی سے تحریر۔ مسطر ۱۷ سطری

یہ ایک مختصر سی نوٹ بک ہے جس میں فضائل قرآن کے تعلق سے احادیث جمع کئے گئے ہیں۔ ایک کالم میں احادیث اور اس کے محاذی اردو ترجمہ۔

ابتدا:۔

منذرجہ بالا اقاویل و تقریکات، حقائق و تاثرات، اعجاز آموز واقعات کے بعد خود حضور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے ارشادات فیض ہدایات کے لمعات میں قرآن جامع الصفات کے محاسن و برکات کا ملاحظہ ہو۔

اختتام:۔

یہ واقعہ ہے کہ بحیثیت مجموعی اعراب، نقاط، رموز و اوقاف خط نسخ کے حروف صاف میں مجلہ متجدول جیسے آج متداول ہے ایسے اس کا یک وقت نزول مکمل نہیں ہوا۔ بلکہ یہ اوقات مختلف متصل منفصل سفر حضر خلوت جلوت ساعات دن بلا قید زماں"۔

۱۳۴۴۔ بیاض:

۲۰ × ۱۱ سمر اوراق (۹)

اشعار اردو و فارسی۔ طبی نسخہ جات

ابتدا:۔

محرم از الم آمد کہ کنم بحر طویل۔ بحیث از صفت حمد خدائے دو جہاں۔ سودا۔ تضحیک روزگار غزلیات ہلالی، رباعیات، سودا ہجو حکیم۔

اس میں شمس الامراء اولیٰ کی وفات کی تاریخیں درج ہیں۔ چند حسب ذیل ہیں۔

شمس الامراء وزیر شاہ دکن — گوئی نیکی سپرد حاکم وقت

وقت آخر بدیدہ دل از خلق — جاں بخلق سپرد حاکم وقت

سال تاریخ فوت او جستم — شد ندا آہ مرا حاکم وقت

بہ دیدہ اور آرزوئے جہاں — شد شمس الامراء امین جہاں ۱۲۰

بعیزکیا لکھے تاریخ بات ہے باریک — دلوگ شمس ہوا گیا ہوا جہاں تاریک

آخری شعر:۔

ہستم گدائے مرترا فارغ کن از دو دہر مرا — خیر تو اندم سردرا در دین و دنیا پیشوا

یہ بیاض نواب عنایت جنگ نے ادارہ کو عنایت کی ہے۔ اس کے آخری صفحہ پر ان کی چوکور مہر " عنایت جنگ " ثبت ہے۔

۱۳۴۵۔ اوراق الادب۔

اوراق ۷۴۔ تقطیع (۲۰ × ۱۵ سمر) کاغذ رولدار۔ نیلی روشنائی کی تحریر

مولف۔ حبیب عبداللہ ابن حبیب ابوبکر (حبیب یار جنگ) مابعد ۱۳۵۷ھ۔

اوراق الادب چند ادبی مضامین اور نظموں کا مجموعہ ہے۔ ابتدا میں عربی خطبہ ہے اس کے بعد اردو مضامین اور نظمیں ہیں۔ مضامین اور نظمیں مختلف مضمون نگاروں اور شعرا کی ہیں۔ مولف نے اپنی پسند سے ان کا انتخاب کیا ہے۔ مضامین میں مذہبی اور اخلاقی اور نظموں میں نعت بھی ہے غزلیں بھی ہیں اور رباعیات بھی۔ اس سے مولف کے ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔

ابتدا:۔ (عربی خطبہ اور دعا کے بعد) تصورات کے عنوان کے تحت۔

اگر تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمھیں برا کہے تو اس خواہش کے پیدا ہونے سے پہلے تم اپنے دشمنوں کے عیوب سے چشم پوشی کرو۔

اختتام:۔

یہ شرف یہ اوج یہ حق رسی — بلغ العلی بکمالہ
یہ ضیا یہ حسن یہ روشنی — کشف الدجی بجمالہ
کوئی خوبی نہ ان سے بچ سکی — حسنت جمیع خصالہ
ہے درود پڑھنے کی جگہ یہی — صلو علیہ و آلہ

کوئی ترقیمہ نہیں۔

۱۳۴۶۔ زائچہ مبارک عظمت یار : سید مراد علی طالع

اوراق ۷۴۔ تقطیع ۲۰ × ۱۵ سمر۔ مسطر ۱۳ سطری۔ ۱۳۷۰ھ طائپ کاپی

مراد علی صاحب طالع حیدرآباد کے منجموں میں بلند مقام کے حامل ہیں۔ اکثر پیشن گوئیاں کی ہیں۔ جو صحیح ہوئی ہیں۔ آپ سررشتہ تعلیمات میں ملازم تھے۔ اور وہاں سے وظیفہ حسن خدمت حاصل کیا ہے۔ طالع صاحب نے آصف جاہی سلاطین کی مختصر سوانح حیات لکھی جو ادارہ سے شائع ہو چکے

ہیں۔ اولیائے حیدر آباد کا ایک تذکرہ بہ اعتبار ربانی لکھا ہے۔ یہ بھی تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق کے خطوط بھی مرتب کرکے شائع کیے ہیں۔

پیش نظر کتاب میں پہلے انتساب ہے۔ طالع صاحب نے اپنے استاد نجوم امام الدین عرف سردار خاں صاحب مست کے نام معنون کیا ہے۔ اُس کے بعد ایک مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں علم نجوم میں اپنے استاد کی مہارت فن کا اظہار کیا ہے۔ کتاب کو ۲۵ عنوانات پر تقسیم کیا ہے اور زائچہ تیار کرنے کے طریقے بتلائے ہیں۔

آغاز: مقدمہ:

پیش گوئی پڑھنا مری دیکھ بھال کر کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کر

کہنے کو تو علم غیب کی بہت سی شاخیں ہیں۔ مثلاً علم النجوم، علم الجفر، علم الرمل، اور علم القیافہ اور علم الید اور علم الاعداد، علم الآثار، علم الاحجار وغیرہ وغیرہ۔

اختتام:۔ (کرائے حضرت استاد محترم کا آخری شعر)

جز بیخودی و مستی کار دگر نہ دارم در نظر من جہاں است اسے دل چوں ائمۂ

یہ کتاب مصنف نے کتب خانہ ادارہ کو تحفۃً عنایت کی ہے۔

۱۳۴۷۔ بیاض

اوراق ۱۴۸۔ تقطیع ۲۳ × ۱۸ اسمر سطر ترچھے اشعار کسی صفحہ پر ۹ اور کسی پر ۱۱ لکھے گئے ہیں۔

یہ ایک مختصر سی بیاض ہے۔ جس کو نواب محمد فیاض الدین خاں متخلص بندہ کے اکثر نعتیہ قصائد ہیں۔ بندہ صاحب کا ذکر گزشتہ صفحات میں آچکا ہے۔ آپ اپنی تمام جائداد وغیرہ سے بے نیاز ہو کر تصوف کی طرف رجوع ہوئے۔ نعت گو شعرا میں اپنا ایک مقام بنا لیا۔ اس میں آخری مستزاد ہے جو مولائے روم سے منسوب ہے۔

ابتدا:۔

کوئے خواجہ بس ہے بندہ کے لئے اے خداوندا پھر امت کو بچو

اختتام:۔ رومی سخن کو نگفتہ است نہ گوید کس در ہمہ عالم

کافر شود آنکس کہ بہ انکار برآمد مردود جہاں شد

۱۳۴۸ ۔ خنگ نواز نامہ :

اوراق ۹ تقطیع ۲۳ × ۱۵ سمر مسطر ۷ سطری جلی قلم
اول و آخر ناقص ۔ مصنف نامعلوم ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۴۰ھ

یہ رسالہ علم بیطاری سے متعلق ہے ۔ اس میں دو باب اور چار فصل ہیں ۔ پہلا باب زور کے بیان میں ہے ۔ جس میں دس فصلیں ہیں اور دوسرا باب سواری کے بیان میں ہے جو ۲۲ فصلوں پر مشتمل ہے ۔

ابتدا :-

تمام و کمال فائدہ حاصل کریں ۔ پس کہ معنی سے وہ ۔۔۔۔ کے زیج سنہ ہجری میں
ایک ہزار دو صد چہل سال میں رمضان شریف کے گیارویں کو اپنی ہندی زبان سے
یہ رسالہ خنگ نواز نامہ کو اوپر دو باب اور اسی چار فصل کو اوپر مرتب کیا ۔

اختتام :

اور روز بروز تھوڑا تھوڑا تیلا توڑتے جاتی یعنی فقط ردمال رہے ۔ اس طور سے
ہر ایک چیز کی تعلیم دیں ۔

۱۳۴۹ ۔ مکتوبات بنام مولوی عبدالحق

تعداد خطوط ۲۷ تقطیع مختلف عموماً (۳۴ × ۲۲ سم) سنہ کتابت ۱۳۲۶ ف

یہ متعدد سرکاری و غیر سرکاری خطوط ہیں ۔ جو مولوی عبدالحق کے نام ان کے دور پروفیسری (جامعہ عثمانیہ) میں لکھے گئے ۔ کاتبوں میں حسب ذیل اصحاب شامل ہیں ۔

۱ ۔ محمد عبدالرحمن خاں صدر کلیہ
۲ ۔ سید عباس حسین مہتمم کتب خانہ آصفیہ
۳ ۔ حمید احمد انصاری مسجل جامعہ عثمانیہ
۴ ۔ سید ابوالقاسم
۵ ۔ رشید احمد مددگار مسجل
۶ ۔ محمد صدیق حسن منیجر انجمن ترقی اردو
۷ ۔ الیاس برنی
۸ ۔ محمد یوسف حسین عابد اور محمد علی منتظم انٹرمیڈیٹ کالج اورنگ آبادی
۹ ۔ لطف اللہ
۱۰ ۔ محمد تراب علی خاں بانہ
۱۱ ۔ میر کاظم علی واصل
۱۲ ۔ فدا حسین
۱۳ ۔ مناظر احسن گیلانی

۱۴۔ انگریزی خط ۱۵۔ ڈاکٹر سید عبداللطیف
۱۶۔ محمد اظہر حسن معتمد مجلس اعلیٰ جامعہ عثمانیہ ۱۷۔ یو ایس ایس۔ آر۔ فار کلچرل ریلیشن و
۱۸۔ میر طلب علی خاں افسر سیول دلٹری اکونٹس فارن کنٹریز ماسکو۔
سرکار عالی ۱۹۔ روئداد اجلاس (۵) مجلس تصنیف و تالیف
۲۰۔ محمد لیاقت اللہ خاں افسر انجارج توشک خانہ جامعہ عثمانیہ دستخطی محمد الیاس برنی
عامرہ سرکار عالی۔ ۲۱۔ ناظم تعلیمات

ان حضرات میں حمید احمد انصاری مسجل کے ۴، محمد الیاس برنی ناظم دار الترجمہ کے پانچ، رسید احمد مددگار مسجل کے دو اور باقی حضرات کا ایک ایک خط شامل ہے۔ زیادہ خطوط سرکاری کاموں میں عبدالحق سے یا تو دریافت کیا گیا ہے یا اطلاع دی گئی ہے۔ روئداد ہے۔ اوس وقت کے کاروبار پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۳۵۰۔ آمدن و قواعد فارسی و لغت مع اردو ترجمہ۔

ناقص الاول والآخر۔ حاشیئے قدرے کرم خوردہ

اوراق ۲۱۔ تقطیع (۳۰ × ۲۱ سم) مسطر۔ ۱۶ سطری۔ کاتب۔ وحید اللہ

یہ نصاب الصبیان کے طرز پر ایک رسالہ ہے۔ جو بطور خاص قاضی احمد منیر الدین فاروقی کے مطالعہ کے لیے لکھا گیا۔ ابتدا "آمدن" سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد اردو میں فارسی قواعد لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد لغت ہے۔ آمدن کے ابتدائی اوراق خارج ہو گئے ہیں۔ اب یہ ردیف "س" سے شروع ہوتا ہے۔ اردو میں معنی لفظ کے نیچے سرخی سے تحریر کئے گئے ہیں۔

آمدن کی ابتدا :

سرائیدن، بسرایند، سرودن، بستاید، ستایدن

آمدن کو پہلا عنوان بنایا ہے۔ دوسرا عنوان ہے۔ "در کیفیت معنی اسمائے ہجی ہے۔ انیسویں صفحہ پر سرخی سے لکھی ہوئی حسب ذیل عبارت ملتی ہے۔

"کتبہ سید وحید اللہ و بقلم دمعی نوشتہ محمود بادشاہ است فقط مرقوم ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ بمقام بلدہ بازار نور خاں برائے برخوردارم قاضی احمد منیر الدین نوشتہ شد"

نیچے سیاہی سے تحریر ہے ایں کتاب قاضی احمد منیر الدین حسین فاروقی پر بھی است۔ قاضی منیر الدین نے بھی کچھ مذہبی رسائل لکھے ہیں۔ جو ادارے کے کتب خانے میں موجود ہیں۔

اس کے بیسویں صفحہ سے لغت کی اس طرح ابتدا ہوتی ہے۔
ہذا این ایشاں شاں ۔ ہر سطر میں چار لفظ ہیں اور لفظ کے نیچے سرخی سے اردو ترجمہ ہے
اختتام : سرین الکفل ، کمر ، ذکر ، خصیہ

۱۳۵۱۔ بوستان سعدی

اوراق ۵۱ تقطیع (۱۸½ × ۱۱½ سمر) مسطر ۱۴ تا ۱۶ سطری
شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی بوستان کا یہ نسخہ بہت خوبصورت خط میں تحریر کیا گیا ہے۔ لیکن ناقص الآخر ہے۔ ابتدائی ۵ اوراق میں پہلے تین اوراق میں فارسی اشعار ہیں اور دو سادے اوراق کے بعد بوستان کی ابتدا ہوتی ہے۔

ابتدا :- بنام جہاں دار جاں آفریں   حکیم سخن بر زباں آفریں

آخری اشعار :-

بدنیا تواں آخرت یافتن   بزر پنجۂ شیر بر تافتن
اگر تنگدستی مرو پیش یار   دگر سیم داری بیا و ببار

آخری اشعار دوسرے باب کی ایک فصل کے ہیں۔ اور نسخہ اسی پر ختم ہو جاتا ہے۔
عطیہ مولوی احمد اللہ خاں

۱۳۵۲۔ صرف دکنو (فارسی) مع اردو ترجمہ ۔ کرم خوردہ

اوراق ۲۸ تقطیع ۲۱ × ۱۵ سمر مسطر ۷ اسطری ۔ فارسی قدرے جلی قلم اور اردو دکنی قلم
مصنف : نامعلوم
ابتدا : الحمد للہ رب العالمین ۔۔۔ اصحابہ اجمعین
مضارع کہ در آنہا ماقبل علامت مصدر حرف صغیر است در آں ہم بمضارع یا بدل کی شورد

اختتام :- کجا نہ خواہی کرد   کجا نخواہید کرد   کجا نخواہم کرد
کہاں نہیں کریگا تو ایک مرد   کہاں نہیں کرو گے تم تمام مرداں   کہاں نہیں کروں گا میں ایک مرد
کجا نخواہیم کرد
کہاں نہیں کریں گے ہم تمام مرداں
حرف نفی فعل مستقبل استفہام مکانی مجہول۔

۱۳۵۳- میزان - (فارسی)-

اوراق ۱۱- تقطیع ۲۱ × ۱۵ سمر سطر ۱۳ سطری

ابتدا: الحمد للہ . . . . . اسلاک البر فی الدارین . کہ جملہ افعال متصرفہ بر سہ گونہ است- ماضی و مستقبل و حال-

اختتام: مفعولۃٌ ، مفعولتان ، مفعولات

ترقیمہ:-

تمام شد کتاب میزان بوقت شام بست و پنجم شہر صفر ۳۹ سنہ یوم چہارشنبہ در حیدرآباد از اصل محمد قاسم نقل کردہ شد-

۱۳۵۴ منشعب (قواعد و عربی)

اوراق- ۱۳ تقطیع ۲۱ × ۱۵ سمر سطر ۱۵ سطری (بہت کرم خوردہ)

ابتدا:- الحمد للہ . . . . فی الدارین کہ جملہ افعال از روے فدن بر دو نوعیت و رباعی اما ثلاثی آنست کہ مرکب باشد-

اختتام:- مفعولان مفعولون مفعولۃٌ مفعولتان مفعولات

ترقیمہ:-

تمام شد تاریخ شانزدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۵۲ھ-

۱۳۵۵- رسالہ قوالی (فارسی)

ملا عبد الرحمٰن جامی- اوراق ۶- تقطیع ۲۱ × ۱۵ سمر سطر ۱۳ سطری

ابتدا:- بعد از این موزون ترین کلامی کہ قافیہ سنجان انجمن فصاحت ابداں تکلم کنند اعنی سپاس و ستائش حضرت واہب العطیات جل جلالہٗ ا لخ

اختتام:- آرزو دارم کہ شبہا بشنوم آواز یار یا ہمیں مقدار خود بسندم من شنیدا از یار

ترقیمہ:- الحمد للہ رسالہ قوالی من تصنیف مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ یازدہم شہر جمادی الاول در ۱۲۷۶ھ مرقوم گردید- در جلوس بادشاہ دکھن ناصر الدولہ بہادر ادام اللہ اقبالہ و حشمتہ-

۱۳۵۶۔ رقعات امان اللہ حسینی

ناقص الآخر ۔ اوراق ۴۲ تقطیع ۲۱ × ۱۵ سمر ۔ مسطر ۱۴ سطری

ابتدا :۔ باید کہ مدام چگونگی حقائق آں عدد درا معروض میداشتہ باشد کہ پسندیدہ خواہد بود۔

اختتام :۔

شیخ عبداللہ و شیخ عبد الکریم تعہد نمودند۔ الحاق وارث دیگر پیدا شود و دعوی نماید داد از عہدہ آں جواب گویند ایں چند کلمہ در محکمہ شریعت تعلیم آمدہ۔

۱۳۵۷۔ دیوان سلطان محمود۔

اوراق ۸ تقطیع ۲۱ × ۱۵ سمر مسطر ۱۲ سطری

یہ ایک غیر معروف شاعر کا دیوان ہے۔ ہر ردیف میں ایک ایک غزل لکھی ہے۔

ابتدا :۔

اے داغ بردل از غم خالِ تو لالہ را شرمندہ ساخت آہوے چشمت غزالہ را

اختتام :۔

یافتہ محمود یہ مرد رہ شاہ باز ایں گدا را ہم دراں دربار بودے کاشکے

ترقیمہ :۔ تحریر فی التاریخ بست و نہم ماہ صفر المظفر ۱۲۴۹ھ روز دوشنبہ وقت ظہر باتمام رسید برائے خواندن سلطان محمود۔ گردید۔

۱۳۵۸۔ حکایات راجہ سکھ لال۔ (فارسی)

اوراق ۵۱ ۔ تقطیع ۲۱ × ۱۵ سمر مسطر ۱۳ سطری

راجہ سکھ لال نے چند پر لطف حکایتیں قلمبند کی ہیں۔ کوئی ترقیمہ نہیں۔

ابتداء :۔

صانع کہ عالم گونا گوں را با چندی شیون از کتم عدم بجلوہ ظہور آوردہ و وجود بشر را از کارگاہ قدرت خود کسوت حیات پوشانید۔

اختتام :۔ ہر چند پایان گفتار و کنار دریاے حکایات بیرون از حیطہ تقریر و تحریر است لہٰذا

دعا ہم احرام اطراف کعبۂ اجابت بستہ لب بخاتمہ بکشاد۔

۱۳۵۹۔ منشات العابدین

مصنفہ عبداللہ بن بدیع الزمان جوہوری و سنہ تصنیف ۱۱۰۱ھ۔ اوراق ۶ تقطیع ۲۱×۱۵ سمر مسطر ۱۱ سطری۔

عبداللہ بن بدیع الزمان جوہوری نے یہ رقعات تحریر کئے ہیں اس کے دو باب ہیں۔ پہلے باب سلاطین امراء وزراء کے تمام رقعے لکھے گئے ہیں۔ دوسرے باب میں قبالا و پروانہ وغیرہ۔

ابتداء: حمد بے عدد مر خالق و حمد کہ روزی بے عدد جملہ کائنات و دریات و محومت را ۔ ۔ ۔ رسانید و شجر اشجار را از کرامت خویش بہ میوہ ہائے گوناگون و گل ہائے بہرہ در کرد۔

اختتام: بہر چہ حکم کن جاکریم خدمت گار زحال ما نظر عاطفت دریغ مدار۔ گر رسد حکم کہ چوں خانہ رسد ساز قلم، مخلصاں را چارہ بجز ماں بردن۔

ترقیمہ:

تمت کتاب بعون الوہاب قمر نگر ساکن الیور بتاریخ بیست و دویم صفر المظفر ۱۳۲۱ھ محررہ محمد یار صاحب جمعدار۔

این کتاب منشات العابدین تصنیف شیخ عبداللہ ہفت قلم ولد بدیع الزمان جوہوری کاتب الحروف سید صاحب برائے خواندن بھائی سلطان محمود میاں قلمی کو دست۔

۱۳۶۰۔ بیاض عملیات

۴ اوراق (۲۲×۱۲ سمر) تین اوراق (۲۱×۱۲) سمر چار اوراق ۲۰ سطری اور تین اوراق کے ۱۱ تا ۱۳ سطر)

یہ عملیات کی ایک مختصر سی بیاض ہے۔ آسیب کے دفع کرنے کے لئے عملیات تحریر ہیں۔ گیارہ زیخرے جو عملیات کی ایک قسم ہے۔ ہر زیخرہ کی ابتداء بسم اللہ سے اور اختتام کلمہ طیبہ پر ہوتا ہے۔

ابتدائی عمل سرسبز درخت کو خشک کر دینے سے متعلق ہے۔ اس کے بعد دفع آسیب کے لئے عمل اور

زنجرے لکھے گئے ہیں۔

ابتدار: کالی بھولی کل کل کریو مذ دمیکی پھتر بھریو کالی بھری کیل چیٹ مار۔

اختتام:۔

قفل کردم بحق کہ توریت موسیٰ وانجیل عیسیٰ وزبور داؤد و فرقان محمد حبیب اللہ و زبانان ہمہ دشمنا
بر من بستم تا من نہ کشہایم ہیچ کس۔ نہ کشود یا نبی دارد و اصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً برحمتک
یا ارحم الراحمین۔

۱۳۶۱۔ بیاض مناقب

اوراق (۲۵) سادے اوراق (۹) تقطیع (۲۳×۱۵ سم) کاغذ دولت آبادی۔ خط معمولی
نستعلیق۔ (کہیں ترچھے اور کہیں سیدھی سطریں اشعار تحریر کیے گئے ہیں) مابعد ۱۲۰۰ھ

بیاض قدرے آب زدہ ہے اور ایک طرف کے چند اوراق کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ بیاض کے آخری
حصہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی منقبت ہے اور ایک منقبت حضرت زندہ شاہ مدار کی۔ اول الذکر منقبت
نصرت نے لکھی ہے اور موخرالذکر کی فرید نے سید حسینی عادل کے آٹھ عقلان کے پانچ بلہار کے دو یوسف کے دو
مناقب ہیں۔ اور نثار، ارمان، عشق، نیاض، امیر، شباب، معنی اور برہان کی ایک ایک منقبت شریک ہے۔
اس سے قبل بھی ایک بیاض میں نثار اور عقلان کی منقبتوں کا ذکر آیا ہے۔ لیکن کسی کے حالات کا علم نہیں اور نہ
زمانہ کا قطعی تعین کیا جاسکتا ہے۔ بیاض میں کہیں تاریخ ہے اور نہ کوئی نام۔ کوئی مہر بھی نہیں۔ یہ مناقب مرثیوں
کی شکل میں ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علاوہ تمام شہدائے کربلا کا ذکر موجود ہے۔ بعض مناقب انھیں
حضرات کے اسمائے گرامی سے موسوم ہیں۔

۱۳۶۲۔ اعجاز احمدی۔ (دفتر چہارم) نوازش علی خاں شیدا

تاریخ تصنیف۔ ۱۱۸۶ھ اوراق (۱۰۳) تقطیع (۲۸×۱۸ سم) سطر ۱۷ سطری۔ تعداد ابیات
(۳۷۸۰) ابتدائی دو اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔

قبل ازیں اعجاز احمدی کے تین نسخوں (۱۱۶۹، ۱۱۷۰ اور ۱۳۴۳) کا ذکر آچکا ہے۔ یہ چوتھا نسخہ ہے
خوشخط لکھا گیا ہے۔ آخری ابیات میں تاریخ تصنیف کا ذکر ہے۔ شیدا لکھتے ہیں۔

سخن ختم کرتا ہوں صلاۃ پر نظر کر کے تیری عنایات پر

بحمد ہو کہے مومنیں جب تمام
ہوا فضل حق نسخہ کا اختتام

ای شیدا تو اس تاریخ لکھ اسکی اب
کریں ختم کا سال دریافت میں

اگرچہ نہ تھا مجھ میں اتنا کمال
لکھوں وجہ احسن میں تاریخ سال

دلی ہاتف غیب بولا پکار
نہ کر فکر اس امر میں اینہار

کتاب یہ نبی پاس ہوئی ہے قبول
تو اس تاریخ لکھ اس کی "فیض رسول"

کہے کون میں اس کے آیا تھا
وہی سال تاریخ اس کی لکھا" ۱۲۸۶ھ"

ابتدا :۔

نہ مظلوم کو اں کوئی ظالم ستائے
لندی میں کس پر نہ کوئی ہاتھ اٹھائے

امانت کو کرے خیانت نہ پائیں
ضلالت کی ہرگز نہ کوئی راہ جائیں

اختتام :۔

مندرجہ بالا تاریخ کے اشعار :۔

ترقیمہ :۔ جلد چہارم کتاب اعجاز احمدی من تصنیف مولانا نوازش علی خاں شیدا از دست عقیدت اندیش سید درویش ابن سید شاہ ابراہیم قادری در قصبہ نرمل بوقت چاشت بروز دوشنبہ بتاریخ ماہ صفر المظفر ۱۲۸۲ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ خطی نسخہ محمد اکبر الدین صدیقی صاحب نے ادارہ کے کتب خانہ کو عطیہ دیا ہے۔

۱۳۶۳۔ تحفۃ الاجاب ۔ محمد باقر آگاہ

تاریخ تصنیف۔ ۱۲۰۶ھ تاریخ کتابت ۱۲۸۲ھ اوراق (۱۲۷) تقطیع (۲۸×۱۸ سمر) مسطر (۱۷ سطری) کاغذ ہینی انگریزی۔

محمد باقر آگاہ کے والد محمد مرتضیٰ بیجاپور سے ویلور آکر قیام پذیر ہوئے۔ آگاہ ۱۱۵۸ھ میں ویلور میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی اور شاہ ابوالحسن قربی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حصول علم میں کافی جد وجہد کی اور پندرہ سال کی عمر سے شعر کہنے لگے۔ وہ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور تینوں میں شعر کہتے۔ ان کے علم وفضل کا شہرہ دور دور تک پہنچا۔ نواب والا جاہ (مدراس) نے انھیں اپنے لڑکوں امیرالامراء اور عمدۃ الامراء کا اتالیق مقرر کیا اور قصبہ ایلور بطور جاگیر عنایت کیا۔ آگاہ بہت پُرگو شاعر اور زود نویس ادیب تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ۳۰۳ کتابیں تصنیف کیں۔ ان کا بیشتر حصہ منظوم اور مذہبی ہے۔ انہوں

نے متعدد اف لوں کو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ان کی تصانیف میں جن کتابوں کے حوالے ملتے ہیں۔ اس سے ان کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

آگاہ ۱۲۳۲ھ میں مدراس میں انتقال کیا۔

پیش نظر نسخہ میں پہلے (۲) اوراق دیباچہ کے ہیں جو نثر میں ہیں۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ کتاب لکھنے کا سبب دیباچہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"یہ سب کتابیں عربی ہیں۔ اکثر علماء ہندوستان ان کتابوں کو پڑھتے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تمام دلالات معقولات میں مشغول ہیں۔ جب اس ملک کے علماء کا یہ حال ہے عوام کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال کی کیا خبر اور فارسی زبان میں اس بیان اندر کتابیں کم ہیں بلکہ نہیں ہیں۔ مگر سید جمال الدین محدث رحمۃ اللہ علیہ (نے) روضۃ الاحباب میں کچھ لکھا ہے پس ہندی زبان میں جو تمام معلوم اس واسطے یہ عاصی مجملاً ذکر خیر صحابہ کا اخبار کا اور مفصلاً ذکر یار ابرار کا بہت اختصار سے اس رسالہ میں لکھا اور نام اوس کا "تحفۃ الاحباب در مناقب اصحاب" رکھا۔

کتاب کے ماخذ کی فہرست حسب ذیل دی گئی ہے۔

۱۔ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ ۲۔ تاریخ ابن کثیر ۳۔ تاریخ الخلفا امام سیوطی۔ ۴۔ صواعق محرقہ از علامہ شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی۔ ۵۔ روضۃ الاحباب ۶۔ شواہد النبوۃ از عبد الرحمن جامی

کتاب کو پندرہ ابواب اور ہر باب کو متعدد فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلے باب میں چھ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل صحابی کی تعریف دوسری فصل صحابیت کے ثابت کرنے کی حقیقت تیسری فصل کثرت کثرت صحابہ کا بیان چوتھی فصل عدالت اصحاب پانچویں فصل طبقات اصحاب اور چھٹی فصل اصحاب حدیث اور راویان احادیث۔

دوسرا باب آیات قرآن و حدیث۔ اس میں دو فصلیں ہیں پہلی میں ان آیات کا ذکر ہے جو سب صحابہ کی شان میں نازل ہوئیں اور دوسری میں ان آیات کا ذکر ہے جو "بقید نام مہاجر و انصار" نازل ہوئی ہیں۔

تیسرا باب پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔ چوتھا باب حضرت ابوبکرؓ اور پانچواں حضرت عمرؓ علی ہٰذا حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت سعدؓ۔ حضرت عبد الرحمنؓ حضرت طلحہؓ حضرت ابو عبیدہؓ۔ حضرت طلیحہؓ کے۔ ہر باب چند فصلوں پر مشتمل ہے

دیباچہ کی ابتداء:-

بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری بیجاپوری۔ ایزدی توفیق دیوے

اسے اللہ تعالیٰ کہ حقوق اصحاب کرام کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام امت پر حد سے بھار ہیں ۔"

دیباچہ کا اختتام :۔

اے بھائی ! یہ رسالہ دکھنی ہے ۔ کرکر سہل دسرسری بزبان بلکہ اوسے میں اعابہ پہچان کیا واسطے کہ بیان اوس کا محض تحقیق و صواب ہے اور تمام رسائل میرے سیر و شمائل میں حضرت کی اور مناقب میں اہل بیت با کرامت اور احوال حضرت محبوبیت کی بہت ہیں ۔

تحفۃ الاحباب کا آغاز :۔

حمد ہے لائق اوسی کی بھائی جان جس نے بخشا خاک کے تئیں جسم و جان
اور سب عالم کے تئیں پیدا کیا سب پہ اسی ہم کو بزرگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اختتام :۔

بھیج اے قیوم صلوٰۃ و سلام ہر زماں اپنے حبیب اوپر مدام
ہور بر آل و صحب اس محبوب پر اور اوس کے وارث و محبوب پر

ترقیمہ :۔ ہٰذا الکتاب تحفۃ الاحباب مولانا محمد باقر آگاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از دست سید درویش ابن سید شاہ ابراہیم قادری بتاریخ دہم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۲ھ ہجری بروز دوشنبہ تمام شد

آخر میں ایک نعتیہ مدس ہے ۔ اس کے بعد شاہ تراب کی کتاب من سمجھاون کے کچھ اشعار نقل کیے گئے ہیں آگاہ کے متعلق تفصیلات کے لیے دیکھئے ۔ مدراس میں اردو ، تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول ۔ وضاحتی فہرست کتب خانہ سالار جنگ ۔ کتب خانہ آصفیہ کے مخطوطات جلد اول ۔ تذکرہ گلزار اعظم ، مدراس میں اردو ادب کی نشوونما (از ڈاکٹر محمد افضل الدین اقبال) فہرست مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد اول ، تفصیلی فہرست اردو مخطوطات جامعہ عثمانیہ ، تحفۃ الاحباب کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں اور تین کتب خانہ آصفیہ میں ہیں ۔

یہ قلمی نسخہ جناب محمد اکبر الدین صاحب صدیقی نے ادارے کے کتب خانہ کو تحفۃ دیا ہے ۔

۱۳۶۴ ۔ بہار دانش ۔ مرزا جان طپش

تاریخ تصنیف ۱۲۱۷ھ ہجری ۔ ۱۸۰۲ء اضافہ تعریف در حکامان انگریز ۱۲۲۱ھ م ۱۸۰۶ء ۔

اوراق ۱۲۵ ۔ تقطیع (۲۲ × ۱۳ سم) مسطر ۱۳ سطری ناقص الآخر

مرزا جان طپش کا نام محمد اسمعٰیل ہے ۔ انھوں نے فارسی بہار دانش کا اردو میں ترجمہ کیا ہے ۔ فارسی کتاب شیخ عنایت اللہ کمبوہ نے ۱۰۶۲ھ میں لکھی وہ محمد صالح مصنف "عمل صالح" کے استاد تھے ۔ محمد صالح نے انھیں

برادر کلاں سے یاد کیا ہے۔ یہ کتاب گلستان بوستان کی طرح درسیات میں شامل رہی ہے۔ اس لئے اس کے متعدد نسخے مل جاتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ گنج بخش لاہور میں متعدد نسخے ہیں۔ گارساں دتاسی نے کلکتہ میں اس نسخے کی موجودگی ظاہر کی ہے۔

طپش نے میر حسن کی مثنوی سحر البیان کا چربہ اتارنے کی کوشش کی ہے لیکن میر حسن کو نہیں پہنچتے۔

قصہ یہ ہے کہ جہاندار شاہ نامی بادشاہ طوطی کی زبان سے بہرہ در بانو کے حسن کی تعریف سن کر اس پر نادیدہ عاشق ہوتا ہے۔ شادی کے لئے پیام بھیجا جاتا ہے۔ انکاری جواب ملنے پر وہ لشکر کشی کرتا ہے اور ایک حیلے سے محل میں جا پہنچتا ہے۔ بہرہ در بانو بھی جو اس کے فراق میں تڑپتی تھی اس سے ملتی ہے اور شادی ہو جاتی ہے اور جہاندار شاہ اپنے ملک کو واپس ہوتا ہے۔

طپش نے مثنوی کا آغاز حمد و نعت سے کیا ہے۔ اس کے بعد "در تعریف عہد ما جان عالی شان" ، "در تعریف گورنر بہادر" ، "تعریف مارکوئس صاحب" ، "در تعریف افادات کالج (فورٹ ولیم)" "در تعریف مدرس عالی شان کپتان صاحب" ، اسی تعریف کا آخری شعر ہے۔

سنو اب جہاندار کی داستان   ہوئی جس طرح فارسی میں بیان

ابتدا:۔
بیاں کیا کروں حمد پروردگار   کہ عجز بیاں سے ہوں بس شرمسار
کہ طاقت کہاں اسقدر نطق کو   جو تحمید اس کی سرانجام ہو

آخری اشعار:۔
عنوان۔ اتاں شدن جہاندار شاہ از قالب طوطی

ترا جس میں جی پہلے دیا ہے خوب   وہی بازو لپیچ بازی ہے خوب
یہ کہہ کر نکلا ایک آہو کے تیئں   گیا مار کر اس کے گھٹے دیئں

یہ داستان (بہار دانش) ہندوستان کے مختلف مطابع میں شائع ہوئی ہے۔ اس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چند سال پہلے جناب خلیل الرحمٰن داؤدی نے اس کو مرتب کر کے مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع کیا ہے۔

فارسی نسخے کی تفصیلات کے لئے دیکھئے:۔

۱۔ تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور۔ ص۔ ۵۴۰ تا ۵۴۳
۲۔ نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش جلد سوم مرتبہ محمد حسین تسبیحی ص ۵۳ تا ۵۵
۳۔ نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش لاہور جلد سوم مرتبہ احمد منزوی صفحہ ۱۳۱۳ تا ۱۳۲۵۔

بہار دانش (ایلیش) کے لئے دیکھئے۔

ارباب نثر اردو (پروفیسر سید محمد) اردو کی نثری داستانیں (ڈاکٹر گیان چند) اردو کی منظوم داستانیں (ڈاکٹر فرمان فتحپوری) ہندوستانی قصوں سے ماخوذ۔ اردو مثنویاں (ڈاکٹر گوپی چند نارنگ)۔

یہ مخطوطہ محمد اکبر الدین صدیقی نے ادارہ کو بطور عطیہ دیا ہے۔

۱۳۶۵۔ سیر اولاد قوام مرعشی مصنف محمد والہ

تاریخ تصنیف ندارد۔ تاریخ کتابت ۱۳۲۶ھ اوراق ۹۶۔ تقطیع ۳۲×۲۱ سمر مسطر ۱۵ سطری

یہ مرعشی خاندان کی تاریخ ہے۔ حضرت سید علی مرعش حضرت سید عبید اللہ کے فرزند تھے۔ قاضی نور اللہ شوستری کی کتاب مجالس المومنین میں مرعش کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے۔ آپ کی اولاد میں میر قوام الدین معروف یہ بزرگ نے مازندران میں بادشاہت قائم کی۔

مجالس المومنین، روضۃ الاصفیا، ریاض الاعظم، حدیقۃ العالم، تاریخ قطب شاہی وغیرہ اس کے ماخذ ہیں۔

آغاز میں نواب عنایت جنگ کی حسب ذیل تحریر ہے۔

"اس کتاب کو مولوی میر صادق علی الحسینی مرحوم کے انتقال کے بعد دوسری کتابوں کے ساتھ مرزا غلام اعظم خاں متکلم کورٹ کے ذریعہ حاصل کی"

ابتداء:۔ ذکر حضرت سید حسین اصغر:۔ یہ بزرگوار مستجاب الدعوات تھے ایک روز مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔

اختتام:۔ ان کا شافی شجرہ جو میر عبد الکریم بن عبد اللہ خاں بن سلطان محمود بن میر شاہی سے ملتا ہے۔ اس میں سابق شجرہ کے لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ترقیمہ:۔

الحمد للہ بجاہ محمد و آلہ کہ یہ کتاب سیر اولاد قوام مرعشی من ابتدائے نسب آنحضرت بیان چہارم و پنجم کتاب الارث و تحقیق آج ختم ہوئی۔ حق تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ جو ایسے حصول مقصد کا ہونا چاہیئے۔ یعنی صراط المستقیم۔ یہ ثابت قدمی و موجودہ اشخاص کی اولاد صاحبان مذکورین کتاب کو نصیب ہوئی۔ یہ حقیر اپنے علم کے یہ تالیف کیا یا تی والسلام الصواب

المرقوم ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ روز شنبہ بوقت صبح اختتام پذیر ہوئی۔
(عطیہ نواب عنایت جنگ)

۱۳۶۶۔ تواریخ آمد سادات عظام در ہندوستان از ولایت

مصنف: نامعلوم کاتب برادر سید مدد علی اوراق ۲۸ تقطیع (۲۶ × ۲۳ سمر) سطر ۱۲ تا ۱۸ سطری کاغذ ناقص معمولی خط شکستہ زشت

یہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں جہاں سادات آباد ہوئے ان کی مختصر تاریخ ہے۔ چند عنوانات حسب ذیل ہیں۔ ذکر سلطان محمود شاہ۔ ذکر سادات بارہہ۔ ذکر سادات بلگرام۔ ذکر آبادی سادات گونڈی وال۔ ذکر آبادی سادات گردیزیاں۔ ذکر نواب سید عمر با قوم جاٹان لکروی۔ ذکر ریاست لکروی۔ سلطنت انگریزی میں۔ ذکر ریاست مظفر نگر وغیرہ۔

ابتدا:

حمد بے حد اور ثنا خدائے پاک کو کہ بنی آدم کو کس کے کہنے سے بوضع گوناگوں اور اطوار بوقلموں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر کے کسی کو بادشاہ اور کسی کو گدا بنایا۔

اختتام: تواریخ سے کل حال منکشف ہے۔ چنانچہ امام علی ۱۸۵۷ء میں کل بیس سادات بارہ بطور مدد کرنے افواج سرکار انگریزی میورد دریائے گنگا ضلع بجنور گئے اور دیگر اقوام سے بجز چشم پوشی کوئی کار نمایاں عمل میں نہیں آیا۔

ترقیمہ:

تحریر تاریخ ۵ رمئی ۱۹۰۵ء نقل از کتاب اصل حسب خواہش بھائی صاحب سید مدد علی خلف سید امیر علی مرحوم ساکن لکروی ضلع مظفر نگر حال ریاست وتیا ملک بندیل کھنڈ
مطابق ۲۹ صفر ۱۳۲۳ھ ہجری بمقام لکروی تحریر یافت

آخر میں دو شجرے ہیں ایک مدد علی کا اور ایک جد اعلیٰ ابوالحسن

"عطیہ نواب عنایت جنگ"

۱۳۶۷۔ اربعین فی احوال مہدیین ع

مصنف نامعلوم کاتب نامعلوم اوراق ۲۲ تقطیع ۲۶ × ۲۲ سمر سطر ۸ سطری

کاغذ دبیز انگریزی

اس کتاب میں ایسی احادیث جمع کی گئی ہیں جن کا تعلق مہدی سے ہے۔ کہ وہ مختلف اوقات میں آتے اور خلق کو ہدایت دیتے رہیں گے۔ اصل کتاب عربی میں ہے اور اردو ترجمہ بین السطور دیا گیا ہے۔

ابتداء:۔ (ترجمہ) پہلے فصل میں وہ حدیثیں ہیں جو شان میں مہدیان جو آنحضرت کے پیچھے آدیں گے۔

اختتام: شاہ عبدالعزیز صاحب نے اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ بعد پان سو ہجری ایک حضرت مہدی صاحب انتظار چاہیئے۔ اور شروع میں مصری کے حضرت کی پیدائش ہے ہمیں قدر عبادت اس کے بعد حضرت نعمت اللہ ولی کرمانی سے منسوب پیش گوئی کا قصیدہ تحریر ہے۔

ترقیمہ:۔ ۱۲۶۰ھ ہجری قدسی نبوی بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ بروز جمعہ تمام شد بوقت عصر سرقی سے کسی نے لکھا ہے۔ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۶ھ کو کلکتہ کے مصری گنج میں چھاپا گیا۔

قصیدہ کے بعد حسب ذیل ترقیمہ ہے۔

نعمت اللہ ولی کامرد صاحب باطن از اولیائے کامل در ہندوستان مشہور اند و طن ادشاں در اطراف دہلی است زمانے ایشاں پانصد و شصت ۵۶۰ ہجری از دیوان اوشاں معلوم می شود و در آں ایں ابیات در ہندوستان مشہور و معروف است چوں در آں ابیات احوال مہدی مذکور است بنا بر آں آں ابیات را بزیور طبع آراستہ شد المرقوم ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۶ھ الراقم الحروف ابو الفضل محمد عبد الرحمٰن بن ولی اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ حسب فرمائش جناب معلی القاب مولوی محمد شوکت حسین صاحب دام شرفہ

نواب عنایت جنگ کی چوکور مہر ابتدا میں اور بیضوی آخر میں ثبت ہے۔

عطیہ نواب صاحب موصوف

۱۳۶۸ معراج نامہ منظوم ۔ سید جعفر اللہ حسینی صادق

اوراق ۹ تقطیع ۲۶ × ۱۵/۲ اسمر مسطر ۱۲ سطری کاغذ حالیہ

سید جعفر اللہ حسینی صادق مخدوم حیدر کبادی کے لڑکے تھے۔ صوفی مشرب تھے۔ نعت گوئی

مشغلہ تھا۔ یہ معراج نامہ مخمس میں لکھا گیا لیکن بہت مختصر ہے۔ صرف (۲۲) بند ہیں۔

ابتدار۔ اس ایک قطعہ سے ہوتی ہے۔

شب معراج نزد حق شہ کونین جاتے ہیں — ہے خوش امت کہ اس کے حامی دار بن جاتے ہیں
ادتا دے طور پر موسیٰ نے موزے اپنے اُتمار تھا — یہ عرش پاک پر پہنے ہوئے نعلین جاتے ہیں

مخمس کا پہلا بند :۔

اللہ اللہ ہے عجب سماں آج کی رات — ذرہ ذرہ ہے بنا نور فشاں آج کی رات
نوری نور ہے ہر سمت عیاں آج کی رات — ہو گی معراج شہ کون و مکان آج کی رات
دھوم ہے جس کی یہاں اور وہاں آج کی رات

آخری بند ہے :۔

رونق افزا تھے مسند پہ شہ کون و مکاں — غلماں کہتے تھے کہ دو بالا ہے فردوس کی شان
آپ کے آنے سے زینت ہوئی بولا رضواں — حوروں نے نغمہ مبارک کا سنایا تھا وہاں
نظم معراج کی صادق نے یہاں آج کی رات

ترقیمہ :۔

نذر گزار دربار حضور سرکار احمد مختار احقر ہیمدان و کج مج زبان فقیر سید شاہ جو اللہ حسینی

خلف حضرت نظام احمد

عطیہ محمد عبدالرزاق صاحب مالک ہلال پن اسٹور

کتاب کا نام اور تاریخ تصنیف اس طرح ظاہر کی ہے۔

پہلی ہے گرہ جلوس شہ کی — تالیف ہے یادگار یہ بھی
یہ مدح شہ اس کی مشتمل ہے — نام اس کا "تجلیات دل" ہے
یہ گل ہے تو وہ چمن ہے دھوکا — خمانہ دل میں سن ہے اس کا

اس کے بعد شاعر ایک اور انکشاف کرتا ہے کہ

منظوم اک شرح بھی ہے اس کی — ہے بحر میں من لگن کے وہ بھی

گویا شاعر نے من لگن کی منظوم شرح بھی لکھی تھی۔

کتاب میں اکثر اوراق سادے بھی ہیں اور بعض جگہ نصف صفحہ پر ہی لکھا گیا ہے۔

یہ نسخہ نہایت خوش خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے لیکن مصنف نے جگہ جگہ ترمیم کی ہے۔ اس لئے

یہ نسخہ بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔

اس میں پہلے فارسی لاکر لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کی منظوم تشریح کی گئی ہے۔

ابتداء: الٰہی لا احصی ثنا ۔ ۔ ۔ ۔ نفسک

منظوم بند:- خداوندا سپاس تو بزبان نمی آریم ۔ وستائش تو بر نمی شماریم

یارب بے حد ثنا ہے تیری ۔ ۔ گننے کی نہیں مجال میری

امکان ثنا نہیں ہے مجکو ۔ سب حمد رہی ہے تجکو

اختتام: وصفاتی خود بزعم ما سر تا کے ۔ تو دریغ جیں متاع کاسہ تا کے

تو قدر ذی خیال ہستی از تو ۔ فاسد باشد خیال فاسد تا کے

۱۳۶۹- تجلیاتِ دل۔

تاریخ تصنیف ۱۳۲۰ھ اوراق ۵۲ تقطیع ۲۱ × ۱۷ سمر سطر ۸ تا ۱۰ کاغذ بدیسی حالیہ

دل نواب لقمان الدولہ کا تخلص تھا۔ ان کا نام محمد حمید خاں تھا اور وہ اشرف الحکما فلاطون جنگ لقمان الدولہ کے خطابات سے سرفراز تھے۔ وہ حکیم محمد اشرف کے لڑکے تھے۔ ۱۲۷۹ھ میں پیدا ہوئے حیدرآباد ہی میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور آصف جاہ سادس کے طبیب خاص مقرر ہوئے۔ ان کے والد حکیم محمد اشرف نے بھی طبیب کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ نواب لقمان الدولہ داغ سے مشورۂ سخن کرتے تھے ۱۳۲۰ھ میں انتقال کیا۔ انھیں کے لڑکے محمد اشرف انجینیر تھے جن کا ذکر روایح الانفاس کے سلسلے میں آیا ہے۔

تجلیات دل لوایح جامی کی اردو میں منظوم تشریح ہے۔ حمد اور نعت اور بادشاہ و وزیر (سالار جنگ) کی تعریف کے بعد شاعر نے سبب تالیف بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں۔

احباب نے کر کے مجکو مجبور ۔ یہ کہہ کے دی اک کتاب مشہور

جامی کی کتاب ہے لوایح ۔ لکھو اردو میں یہ لفضایح

اس کے بعد کہتے ہیں۔

کرتا تھا میں سیر من لگن کی ۔ اس وقت اسی سے دل لگی تھی

وزن اس کا بھایا میرے جی کو ۔ اس بحر میں لکھی مثنوی کو

اس طرح تجلیات دل من لگن کی بحر میں لکھی گئی ہے۔ اور ہر لایحہ کو تجلی کا نام دیا گیا ہے

۱۳۷۰۔ جذب کے سو شعر ۔ مرتبہ ۔ مرزا سیمابی

اوراق ۲۳ تقطیع ۲۱ × ۱۶ سمر مسطر ۱۴ سطری کاغذ بدل دار۔

رگھویندر جذب عالم پور ضلع محبوب نگر میں وکالت کرتے تھے۔ لیکن وہ وکالت ترک کرکے حیدرآباد میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے۔ رباعی گوئی میں حضرت امجد سے استفادہ کیا۔ کبھی کبھار مشاعروں میں بھی حصہ لیا۔ کلام کا مجموعہ ارمغانِ جذب چھپ چکا ہے۔ جذب نے حیدرآباد میں انتقال کیا۔

مرزا سیمابی حیدرآباد کے شعراء میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ موصوف نے پانچ حضرات، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، حضرت سیماب اکبرآبادی، جناب حبیب اللہ وفا، نبیرہ ذکا شاگرد غالب، سید مصباح الدین تمکین کاظمی اور رائے بشیشور پرشاد منور لکھنوی سے خواہش کی جذب کے کلام بیس اشعار منتخب فرمائیں اور اس پر تبصرہ کریں۔ جب یہ منتخبہ اشعار آگئے تو اس مجموعہ کو موصوف نے حضرت عبد الماجد دریا بادی کی خدمت میں پیش کرکے مقدمہ لکھنے کی خواہش کی جس کو مولانا نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور مقدمہ لکھ دیا بعد کو یہ مجموعہ "جذب کے سو شعر" کے نام سے شائع ہوا۔ پیش نظر مسودہ جذب ہی کے قلم کا تحریر کردہ ہے۔

ابتداء:

حیدرآبادی عوام کے جانے پہچانے مشہور و معروف شاعر قیام آندھرا پنڈت راگھویندر راؤ جذب عالم پوری کی شخصیت اب کسی تعارف کی محتاج نہیں رہی۔

اختتام:

"یارب توفیق دے دعا کی" اس التجا میں کس قدر لگی ہے اور یہ لگی اپنے سلیقۂ اظہار سے دل پر براہ راست اثر کرتی ہے۔ یہ مصرع ایک آہ ہے ایک فریاد ہے۔ ایک تیر ہے جس کا نشانہ کبھی خطا ہو نہیں سکتا۔ بشیشور پرشاد منور لکھنوی۔

۱۳۷۱۔ کلام اردو و فارسی ۔ از عبد الرزاق

کتابت ۱۳۹۲ھ اوراق (۱۰) تقطیع ۲۲ × ۱۷ سمر مسطر ۱۸ سطری کاغذ ندوی مائل بہ سپیدی۔

عبد الرزاق کسی دفتر میں اہلکار تھے۔ کنبہ پرور تھے تنخواہ کافی نہ تھی۔ جب وظیفہ پر علٰحدہ ہوگئے

سے لگے تو انھوں نے اپنے خیالات بتلاتے ہوئے درخواست دی جس کی بنا پر وظیفہ ۱۵۰/- منظور ہوا۔ ان کے بڑے احمد عبدالحی کو بھی تعلیمی وظیفہ اجرا کیا گیا۔

آخر میں ایک درخواست ہے جس میں انھوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابتدا اردو میں حمد و ثنا ہے اور اس کے بعد فارسی میں بھی حمد ہے

ابتدا:- تری قدرت ہے کامل اور واسع — تمامی خلق ہے قدرت کی تابع
مرے مقصد کو بر لا میرے مولا — مجھے دردا نہ کر اے میرے آقا

اختتام:- بوجہ مرض ضیق نیاز مند حاضری سے معذور رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عید الفطر کے دوسرے روز بصورت صحت حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا جائے گا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

کمترین عبد الرزاق غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

۱-۶-۳۸ ف

۱۳۷۲- دیوان قربی۔ سید شاہ ابو الحسن قربی

کاتب - سید محمد فضل اللہ۔ کتابت ۱۹۶۲ء۔ اوراق ۷۲، تقطیع ۳۲ × ۲۲ سم
مسطر رو دار کالم ۱۸، ۱۹ سطری

حضرت سید شاہ ابو الحسن قربی اقطاب ویلور سے ہیں۔ آپ ۱۱۶۱ھ میں بیجاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید شاہ عبد اللطیف نقوی نے بیجاپور کی سیاسی حالت کو بگڑا ہوا دیکھ کر ترک وطن کیا اور سانور سرا اور ارکاٹ ہوتے ہوئے ویلور آئے۔ قربی کی تعلیم کا سلسلہ اس دور میں منقطع نہیں ہوا۔ وہ اپنے والد سے تحصیل علم کرتے رہے۔ آپ نے اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی پھر فخر الدین مہدی تابلی کے مرید ہو کر اور دیگر بزرگوں سے فیض پایا۔

اپنے مریدین معتقدین اور عوام کی تعلیم کے لئے اردو میں متعدد رسائل لکھے۔ جن میں چند کے نام یہ ہیں۔
۱۔ اثبات وجود حقیقی، ۲۔ حق الحق ہو۔ ۳۔ برہان قاطع در بیان توحید ۴۔ عین العیان ۵۔ حق المعرفت ۶۔ تحفۃ الذاکرین، ۷۔ کیمیائے سعادت ۸۔ وجدان ۹۔ خلاصۃ العرفان ۱۰۔ مجمع البحر ۱۱۔ تجدد امثال ۱۲۔ لب السلوک ۱۳۔ اسم اللہ ۱۴۔ توفیق ۱۵۔ مظہر کل ۱۶۔ رسالہ حلال و مسئلہ عینیت

یہ مختصر رسالے فارسی میں ہیں۔ اور اردو ترجمے کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کبھی کبھار شعر بھی کہتے تھے۔ ایک دیوان تیار ہو گیا جس کو پروفیسر سید محمد فضل اللہ نے جو سری وینکٹیشورا تروپتی یونیورسٹی اور اس کے بعد تجاور (مدراس)

کے ایک کالج میں پرنسپل رہ چکے ہیں مرتب کرکے ۱۹۲۷ء میں اپنے طویل مقدمہ کے ساتھ شائع کیا۔ یہ اسی کا مسودہ ہے۔ حضرت نے ۱۱۸۲ھ میں ویلور میں انتقال کیا۔ مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت محمد باقر آگاہ اور شاہ عبد اللطیف ذوقی ادب میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔

ابتدا:۔

ثنا کہتا ہوں صدق دل سوں میں مولیٰ تعالیٰ کا — اگرچہ ہو نہیں سکتا ثنا اس ذات اعلیٰ کا

اختتام:۔

کریا رب تو قربا ہو کریک نظر — دے بھیک اس کے اور خاتمہ خیر کر
کہ تیرے ہے ہور تیرے کئے — اپنے دو جہاں ایچ مرحمی اُنے

۱۳۷۳۔ مکتوبات علی منظور۔ علی منظور

تواریخ مختلف ۳۹ء تا ۵۶ء اوراق (۲۹) تقطیع مختلف اوراق۔ سطر مختلف

سید علی منظور کا ذکر قبل ازیں آچکا ہے۔ یہ ان کے چھ خطوط اور چھٹوں اور ۱۳ نظموں کا مجموعہ ہے۔ مکتوب الیہ خواجہ حمید الدین شاہد ہیں جو اس وقت مدیر سب رس تھے۔ دو مکاتیب تنقیدی ہیں اور قدرے طویل۔ یہ در اصل اس تنقید کا جواب ہیں جو منظور مرحوم پر کی گئی۔

ابتدا: عزیز مکرم جناب خواجہ صاحب السلام علیکم مزاج گرامی
آقائی سید محی الدین صاحب قادری زور زید مجدہ سے خادم نے وعدہ کیا تھا کہ ہر روز چند نظمیں بغرض ملاحظہ گزرانتا رہوں گا۔

اختتام:۔

استعارہ اور کنایہ کے بیچ تو ان کے بغیر میرا کام چل سکتا ہے نہ آپ کا نہ کسی اور شعر کا فقط
علی منظور

۱۳۷۴۔ خطوط عبد الحق

یہ مولوی عبد الحق (بابائے اردو) کے خطوط ہیں۔ ان کے مکتوب الیہ

۱۔ ظفر الرحمٰن ۲۔ ساجد علی ۳۔ محمد علی ۴۔ غلام ربانی ۵۔ ابو محمد عمر بن صلاح یافعی (معروف بہ عمر یافعی)
۶۔ عبد الرحیم خاں فینی اور آخری پنڈت ونئی دھر ودیا النکار (انگریزی)

ان سب کے متعلق "خطوط عبد الحق" کے پیش لفظ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

مجموعہ میں پہلا خط ظفر الرحمٰن کے نام ہے جو جنوری ۱۹۱۶ء میں لکھا گیا اور آخری خط ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء کا غلام ربانی کے نام ہے۔

تمام مکتوب الیہ مولوی صاحب کے ماتحت رہے ہیں۔

ابتدا: ۔ میں نے ایک تھان بیجرد کا بذریعہ پارسل روانہ کیا ہے۔

اختتام: ۔ فورس کا عبدالحق نمبر تمہیں پہونچ گیا ہوگا۔

(عطیہ محمد اکبر الدین صدیقی)

۱۳۷۵۔ رسالہ بقانونچہ کمشنری۔

غلام حسن ابن غلام سرور متوطن بریلی ترتیب ۱۸۵۹ء اوراق ۷۔ تقطیع (۲۶×۲۰) سمر مسطر ۱۷ سطری کاغذ نیلا انگریزی

غلام حسن ابن غلام سرور قصبہ بریلی تعلقہ مومن آباد ضلع بیڑ کے باشندے تھے۔ وہاں کی قضائت خطابت اور احتساب ان کے سپرد تھا۔ وہ عالم و فاضل تھے۔ حکومت انگریزی سے جو مراسلت ہوتی اس کے خاص قوانین تھے انھوں نے ان قوانین کی دفعات کو ایک رسالہ کی شکل میں ترتیب دیا۔ اس کو دو فصلوں میں تقسیم کیا ایک فصل امورات ملکی کے بیان میں ہے۔ جس میں اکتیس دفعات ہیں۔ دوسری فصل "امورات اکونٹنٹ" کے بیان میں ہے۔ یہ رسالہ بعہد افضل الدین نظام خامس اور عہد وزارت شجاع الدولہ مختار الملک ترتیب دیا گیا۔

ابتدا:۔

"حمد بیحد مر خالقی را سزد کہ بقدرت کاملہ خود صور گوناگوں بر صفحۂ تکوین کشیدہ۔

اختتام:۔ وقعہ درین مملکت جو مل بسیار واحدی ملکاہاں سرکار را توجہ در نقص محکمیت پس باید کہ ملازماں سرکار بہ کتبہ بندی۔

۱۳۷۶۔ مناقب غوثیہ

محمد صادق شہبانی بن سعدی قادری۔ فارسی

تاریخ کتابت ۱۱۹۱ھ۔ اوراق (۳۶) تقطیع (۲۰×۱۵ سمر) مسطر ۱۹ سطری۔ خط نسخ آمیز نستعلیق کاغذ دیسی۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کے مناقب بیان

کے رنگے ہیں ۔

ابتدا :۔ الحمد للہ ۔ ۔ ۔ افاض علی العالمین فیوضہ منہ' دی گوید ضعیف گنہ گار محتاج اے رحمت پروردگار فقیر محمد صادق شیبانی بن سعدی قادری کان اللہ لہ ۔

اختتام : فرمودند کہ بنہاے قد او اراشتباہ ی افتادند کہ رایہ نبوت علی پرستیدند بنابرایں قد آ ایں قوم ترک دارم ۔

ترقیمہ :۔ تمت الکتاب مبارک تیمرکہ مناقب الغوثیہ سبع دستون مناقب قطب الاقطاب حب القربانی ظاہر و خاندان خاتم النبیین بسید محمد یاسین سلمہ اللہ المعین بید اضعف العباد حافظ عبد القادر قادری فی سنہ ۱۱۹۱ م

آخر میں ایک مہر ہے ۔ محمود بخاری محل (ضلع چتور)

یہ کتاب حکیم سید محمود بخاری صاحب نے ادارہ کے کتب خانہ کو عنایت کی ہے ۔

۱۲۷۷ ۔ کتاب التکمیل فی بیان التنزیل ۱

اوراق ۲۸ تقطیع ۱۸½ × ۱۲½ سمر مسطر ۱۵ سطری کاغذ خط نفیس نسخ تاریخ تصنیف دکتابت ۷۵۲ھ

مصنف محمد بن حسین بن علی کے از تلامذہ عبد اللہ بن شاہ محمد بن سلطان الغزنوی

فن تجوید میں ایک رسالہ ہے ۔ مصنف نے اپنا نام نہیں دیا بلکہ اپنے استاد کا نام نہایت احترام کے الفاظ کے ساتھ لیا ہے ۔ یہ رسالہ فن تجوید میں ہے ۔ ایک مقدمہ دس باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ۔

مقدمہ ۔ دربیان اسمای قرآ سبعہ

باب اول ۔ دربیان مخارج حروف ۔ باب دوم دربیان صفات حروف باب سیوم دربیان استعاذہ ۔ باب چہارم دربیان بسملہ باب پنجم دربیان احکام نون ساکن وتنوین ۔ باب ششم دربیان مد وقصر باب ہفتم دربیان ہا دکنایت ۔ باب ہشتم دربیان راآت باب نہم دربیان محسنات قرائت ۔ باب دہم دربیان وقف برسم مصاحف ۔

اس باب میں تین فصلیں ہیں ۔ پہلی دربیان تادات طول ۔ دوسری دربیان مقطوعات تیسری دربیان موصولات ۔ خاتمہ میں رموز وادقاف کے متعلق بیان کیا گیا ہے ۔

ابتدا :۔ بتوفیقک ۔ اعتصم یا کریم اما بعد حمد اللہ تعالیٰ علی نوالہ دالصلواۃ والسلام علی محمد و الہ ۔ می گوید

بندہ گنہگار امیدوار برحمت پروردگار الواثق باللہ الولی محمد بن حسن بن علی تاب اللہ لم علیہ

اختتام :-

آیت بعری کاتب است واریخ آیت بعری بنا شد لب واللہ اعلم بالصواب ۔ تمت بہندہ النسخہ الشریفۃ بعون اللہ وحسن توفیقہ فی غرہ شہر المحرم سنہ اثنی وخمین وسبع مائہ یا رب اغفر لعبد کاتب یا قاری الحقاق باللہ میتا ۔

آخر میں محمود بخاری محل ضلع چتور کی مہر ہے ۔

یہ حکیم سید محمود بخاری کا عطیہ ہے ۔

۱۳۷۸ ۔ توتا کہانی ۔ سیّد حیدر بخش حیدری

سنہ تصنیف ۱۲۱۵ھ ، ۱۸۰۱ء اوراق (۱۰۱) تقطیع ۲۰×۱۵ سمر مسطر ۱۱ سطری کاغذ بدیسی خوشخط نستعلیق ۔

حیدر بخش حیدری یہ تصنیف سید محمد قادری کے طوطی نامے کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے ۔ حیدر بخش حیدری کے متعلق تفصیلات ارباب نثر اردو ، گل کرسٹ اور اس کا عہد فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات میں ملتی ہیں ۔ وہ ابتداً دہلی میں رہے ۔ پھر کلکتہ گئے اور متعدد کتابیں لکھیں جن میں چند حسب ذیل ہیں ۔

۱۔ قصہ مہر و ماہ ۲۔ طوطا کہانی ۳۔ ہفت پیکر ۴۔ لیلیٰ مجنوں ۵۔ گل مغفرت ۶۔ گلزار دانش ۷۔ تاریخ نادری ۔ آرائش محفل

فورٹ ولیم کالج کے دار الترجمہ میں سب سے زیادہ کتابیں لکھیں ۔ وہ اپنی خدمت سے مستعفی ہو کر بنارس میں قیام کیا ۔ اور وہیں ۱۲۳۸ھ ، ۱۸۲۳ء میں انتقال کیا ۔

ابتداء : احسان اس خدا کا جس نے دریائے سخن کو اپنے ابر کرم سے گوہر معنی بخشا ۔

اختتام :- دونو بطور عاشق و معشوق کے آپس میں مل کر رہنے لگے ۔ کبھی

یہ نسخہ ناتمام ہے ۔ کاتب نے لکھتے لکھتے اس جگہ پر ختم کر دیا ہے ۔ یہ ستائیسویں داستان کا آخری حصہ ہے ۔

ادارہ میں اس کا ایک اور نسخہ موجود ہے ۔ (دیکھئے تذکرہ مخطوطات جلد اوّل ص۱۱ ۔ کتب خانہ آصفیہ کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں ۔ اور یہ کلکتہ اور مدراس سے چھپ چکی ہے ۔

(عطیہ محمد اکبر الدین صدیقی)

۱۳۷۹ کریما ۔ (فارسی) سعدی شیرازی

اوراق ۳۳ تقطیع ۲۰×۱۵ سمر مسطر ۵ء۶ سطری کاغذ دیسی خط جلی نستعلیق
یہ سعدی شیرازی کی مشہور کتاب کریما ہے۔ کاتب نے اس کو بھی نامکمل چھوڑ دیا ہے۔ درمیان میں کہیں کوئی عنوان مسلسل لکھا گیا ہے اور اکثر حروف کے نقطے بھی نہیں لکھے ہیں۔

ابتداء:　کریما بہ بخشائے بر حال ما　　کہ ہستم اسیر کمند ہوا
اختتام:-　شراب مصطفیٰ اچوردے نگار

عطیہ محمد اکبر الدین صدیقی

۱۳۸۰۔ شمائل محمدی ۔ عثمان

اوراق ۱۰ تقطیع ۲۱×۱۴ سمر مسطر ۱۰ سطری کاغذ قدرے بادامی رنگ کا سرخ جدول خط نستعلیق خوبصورت عربی عبارت سرخی سے عمدہ خط میں۔
عثمان کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ یہ مخطوط نہایت اچھے خط میں جدولیں بنا کر لکھا گیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلعم کا سراپا لکھا ہے۔ شاعر کہتا ہے

یو بیتاں سو یہ ہے چالیس سارے　　دیہہ صلو رسول اللہ کے پیارے

شمائل نامہ میں ۴۰ اشعار ہیں لیکن پیش نظر نسخے میں یہ تعداد ۱۳۵ ہے۔ اس کے آخر میں نورنامہ نام دے کر درود شریف تحریر کیا گیا ہے۔

ابتداء:-　الٰہی گلشن دیدار میں توں　　نبی کے نور کوں کر دو جہاں کوں
　　محمد کے شمائل کوں سراپا　　کیا توں گلیں اسرار زیبا

اختتام:-　لکھا عثمان عاشق ہو شمائل　　ہمیشہ کو رکھو گلی میں حمائل
　　محبت ہے رسول اللہ کی مجکوں　　ہور ان کی آل پاک باصفا سوں

ترقیمہ نہیں ہے۔
اس کا ایک نسخہ ادارہ کے کتب خانہ میں ع ۱۳۸ پر (جلد دوم) پر موجود ہے
کتب خانہ آصفیہ میں تین
یہ مخطوطہ محمد اکبر الدین صاحب صدیقی نے ادارہ کے کتب خانہ کو تحفتاً دیا ہے۔

۱۳۸۱۔ سراج الایمان

حافظ احمد بن محمد مغربی تلمسانی انصاری۔ تصنیف ۱۱۲۱ھ۔ اوراق ۱۳۷ تقطیع (۲۲×۱۵ سمر)
سطر ۱۳ سطری کاغذ دولت آبادی خط نسخ
حافظ احمد بن محمد مغربی کے متعلق کوئی علم نہیں۔ پیش نظر کتاب کا موضوع فقہ ہے۔ مصنف نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصہ کو اس نے مقصد کہا ہے۔ پہلا مقصد عقیدہ کے بیان میں ہے اور دوسرا فقہ کے۔ ہر مقصد ابواب اور ہر باب فصول پر مشتمل ہے۔

نسخہ نہایت صاف اور اچھے نسخ خط میں تحریر کیا گیا ہے۔

ابواب اور فصول سرخی سے لکھے گئے ہیں۔ پہلا ورق ضائع ہوگیا ہے۔

ابتداء:۔

یا ہندی میں یا دکھنی میں یا اور کوئی زبان میں پڑھ کے اوس میں بہرے اور خوب مسئلوں کو سمجھے۔

اختتام:۔

اور پڑھنے والے کو اور بتانے والے اور لکھنے والے کو اوس کے اپنی رحمت عمیم اور فضل عظیم سے مغفرت کرے بجاہ جیبہ ونبیہ . . . . . رب العلمین

ترقیمہ:۔ بروز چہار شنبہ بتاریخ بست دیکم جمادی الثانی نوشتہ شد ۱۲۲۲ھ قلمی شد

اسکا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں موجود ہے۔ (دیکھئے صفحہ ۴۰ فہرست مخطوطات جامعہ عثمانیہ)
یہ مخطوطہ محمد اکبر الدین صاحب صدیقی کا عطیہ ہے۔

۱۳۸۲۔ روضۃ الشہدا۔ محمد فیاض ولی ویلوری

تصنیف ۱۱۳۷ھ اوراق ۱۶۴ تقطیع (۲۰×۱۴ سمر) سطر ۱۷ سطری کاغذ دولت آبادی
خط خوش خط نسخ۔ ناقص الاول والآخر

روضۃ الشہدا کے کئی نسخے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

دیکھئے نمبر ۸، ۱۲۲، ۱۴۰، ۲۰۴، ۵-۴، ۶۱۷، ۶۱۸، ۷۶۸، ۷۸-، ۱۱۳۹

پیش نظر نسخہ بہت صاف اور عمدہ نسخ میں لکھا گیا ہے۔ ابتدائی گیارہ اوراق ضائع ہوگئے ہیں۔ اسی طرح آخر کے بھی اوراق ضائع ہوئے ہیں۔ مجلس دہم کے (۸۲۲) اشعار موجود ہیں۔

روضۃ الشہدا بہت مقبول رہی ہے۔ تمام سرکاری و خانگی اداروں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ یہ کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ یہ نسخہ ادارہ کے کتب خانہ کو محمد اکبر الدین صدیقی صاحب نے عنایت کیا ہے۔

۱۳۸۳۔ روضۃ الشہدا از محمد فیاض ولی ویلوری (دوسرا نسخہ)

اوراق (۱۳۱) تقطیع (۲۰×۱۴ سمر) سطر ۱۵ سطری۔ کاغذ دولت آبادی خوش خط نسخ
اول و آخر ناقص۔ مجلس ہفتم کا کچھ حصہ موجود

ابتدا:۔ . . . وہاں او جانے اوس کوں فی الحال چلے زمیں پر اپنے انجے چال

اختتام: زمیں کی پیرہن سب پھاڑ کر چال کیا موں کوں شفق سوں تو پکڑ لال

یہ نسخہ بھی محمد اکبر الدین صاحب صدیقی کا عطیہ ہے۔

۱۳۸۴۔ دہ مجلس

تصنیف نور الاسلام ولد ظہور الحق ابن الابن ضیاء الدین خاں گوپاموی قادری حنفی فاروقی
اوراق ۱۴۳ تقطیع ۱۹×۱۵ سمر سطر۔ ۱۵ سطری کاغذ انگریزی بہین خط نستعلیق بحجۃ

مصنف نے بتلایا ہے کہ اس سے پہلے ایک کتاب مناقب غوثیہ لکھی اور جب اس سے فارغ ہوا تو اس کے حقیقی بڑے بھائی رئیس الاسلام خاں نے دہ محفل لکھنے کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ اس واقعہ افراط و تفریط سے پاک ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ان کی فرمائش کی تعمیل یہ دہ محفل لکھی گئی۔

ابتدا:۔

الحمد للہ رب العالمین . . . . الحلیم الدین الیوم حمد اور صلوۃ کے کہتا ہے۔ نور الاسلام بن محمد ظہور الحق ابن الابن ضیاء الدین خاں مرحوم و مغفور گوپاموی قادری حنفی فاروقی کہ جب یہ فقیر حقیر رسالہ منقبت غوث الصمدانی شیخ عبد القادر جیلانی کا تیار کر چکا۔ الخ

اختتام:۔

پس معلوم ہوا کہ رونا اور مصیبت امام حسین کے سبب اجر جمیل اور جزائے جزیل کا ہے پس اے اہل مجلس تم کو لازم ہے کہ غم حسین میں روو اور آنسو بہاؤ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔

یہ نسخہ محمد اکبر الدین صاحب صدیقی کا عطیہ ہے۔

۱۳۸۵- مثنوی میر (دریائے عشق) - میر تقی میر

اوراق - ۱۱ تقطیع ۲۱×۳۱ سمر مسطر ۱۳ سطری کاغذ نیلا انگریزی
مشہور مثنوی ہے اور شائع ہو چکی ہے۔ "مثنویات میر" مرتبہ پروفیسر سید محمد میں موجود ہے۔

ابتداء:

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال　　ہر جگہ اس کی اک نئی ہے چال

آخری شعر:-

لب پر اب مہر خاموشی بہتر　　یاں سخن کے فراموشی بہتر

تمام شد مثنوی میر تقی

۱۳۸۶- مثنوی شاہ شرف بو علی قلندر رح (مثنوی میر کے بعد ہی لکھی گئی ہے) فارسی

اوراق (۸)

مثنوی میر تقی، شاہ شرف بو علی قلندر رح اور منصور نامہ ایک ہی خط اور ایک ہی جلد میں ہیں۔ اس کے نسخے کتب خانہ آصفیہ، کتب خانہ سالار جنگ اور انجمن پاکستان میں موجود ہیں۔ ادیبہ محمد اکبر الدین صاحب کا عطیہ ہے۔

مشہور مثنوی ہے بارہا چھپ چکی ہے اردو میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

ابتداء:　مرحبا اے بلبل باغ کہن　　از گل رعنا بگو با ما سخن

آخری شعر:　روز محشر داد با آل رسول　　در طفیل مقبلان کردن قبول

رسالہ حضرت شاہ بو علی قلندر پانی پتی قدس سرہٗ

۱۳۸۷- منصور نامہ - مصنف : فیاض

سنہ تصنیف ۱۱۵۶ھ - اوراق ۱۶ تقطیع (۲۱×۳۱ سمر) مسطر ۱۳ سطری خط نستعلیق
فیاض کے متعلق کوئی معلومات نہیں - اس نسخہ کو بھی کاتب نے ناتمام رکھا ہے۔ اس میں منصور حلاج کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ان کے کرامات اور خوارق کا ذکر ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔ وضاحتی فہرست میں ہاشمی مرحوم نے تاریخ تصنیف کے دو شعر دیئے ہیں۔

کیا سو میں نے یہ نامہ گوہر سنج　　اگیارہ سو یو تھا ہشتاد پر سنج
لکھا ہوں میں مخص یادگاری　　دعا سے مجھ کو ہے امیدواری

آغاز:

خدا کا عاشق و آزار مطلق　　شہی لیفور منصور انا الحق
عجب شوریدہ تھا احوال اوس کا　　جدا تھا سب جہاں سے قال اس کا
سنو اب سرگزشت دارا کی نقل　　کہ ہے حیرت میں سن کر جسکے تیں عقل
روایت ہے یہ راوی کی زبانی　　خدا ہی جانے یہ سر نہانی

۱۲۸۸۔ دستور القرائت ۔ ملک علام

سنہ تصنیف ؟ سنہ کتابت ۹۹۳ھ فارسی اوراق (۲۰) تقطیع (۱۵½ × ۱۲½ سم)
سطر ۱۵ سطری کاغذ بادامی رنگ قدیم خط پختہ نستعلیق
اس بیس ورق کی کتاب میں چار رسالے ہیں۔
۱۔ رسالہ در بیان تاآت مطول و چند فواید دیگر (۵ اوراق)
۲۔ دستور القرائت ۔ مصنفہ سلطان محمود حصاری (۴ اوراق)
۳۔ رسالہ فی وقف اللازم (۴ اوراق)
۴۔ رسالہ منظوم در قرائت کلام ملک علام از ابن عماد ۷ اوراق ۔ آخر میں "من فواید مولانا نعیم د خسف بیاض مد محمد اللہ" دس اشعار کی نظم تحریر ہے۔

ابتدا:-

بدانکہ کہ رحمت در ہفت موضع بتا مطول است

اختتام: حتی درج دتعاد در رحم سماسکیں　　چو بیگ و قدر دگر مارع و چو لبت و چون شیطان
بنمبر ۴ رسالہ منظوم کا آخری شعر حسب ذیل ہے۔

کو غریق بحار غفراں باد　　ناظم ایں رسالہ ابن عماد

اور اس کے بعد ترقیمہ ہے۔
جہت فرزند دلخواہ عباد اللہ سمت تحریر یافت فی ۹۹۳ھ
اس کے بعد دبر کی مہر محمود بخاری محل (ضلع چتوڑ) ہے ۔ یہ نسخہ ادارہ کو حکیم سید محمود صاحب بخاری محل ضلع

چتوڑ کا عطیہ ہے۔

۱۳۸۹۔ ثبات الاسلام : مصنف یکے از مرید سید محمد قادری

کاتب محمد پناہ سنہ تصنیف ۱۲۰۰ھ اوراق ۵۵ تقطیع ۱۴x۲۲/۱۷ اسم مسطر ۱۱ سطری
خط نستعلیق و عربی نسخ جلی

یہ رسالہ سید محمد قادری کے کسی مرید نے تصنیف کیا ہے۔ اس میں فقہ کے تمام اہم مسائل سوال و جواب کے طور پر لکھے گئے ہیں۔ وضو، غسل، نماز، چہار کرسی، ادعیہ وغیرہ بتلائے گئے ہیں۔

ابتداء:۔

الحمد . . . . اجمعین - ایں کتاب بر حکم کلام مجید فرقان حمید و سایر کتاب کہ بر پیغمبران نازل شدہ است بیان از بہر دانستن شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت،

اختتام:۔

دقیقکہ کافراں بر سہر مسلماناں غالب آیند جہاد فرض

ترقیمہ:۔

ایں کتاب ثبات الاسلام بتاریخ بستم شہر ماہ ذیقعدہ باتمام رسید کاتب الحروف محمد پناہ بنا بر الف خاں نوشتہ شد مقام ایلچپور مصنف نے ابتداء اور انتہا فارسی میں لکھا باقی تمام کتاب دکھنی زبان میں لکھی ہے۔

اس کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں بنمبر ۵۰۷ پر موجود ہے۔ یہ نسخہ ۱۲۰۰ھ میں لکھا گیا ہے۔

یہ نسخہ محمد اکبر الدین صاحب صدیقی کا عطیہ ہے۔

۱۳۹۰۔ مسدسات امیر - امیر مینائی

صفحات ۱۲۰ تقطیع ۲۲x۱۷ اسم مسطر ۱۶ سطری خط نفیس نستعلیق

امیر احمد امیر مینائی ۱۳ ۱۲۴۴ھ م ۱۸۲۸ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام کرم محمد تھا۔ ابتدائی تعلیم والد سے اور پھر فرنگی محل کے علماء سے حاصل کی۔ عربی اور فارسی ادب کے علاوہ طب، نجوم، اور جفر کا علم بھی حاصل کیا اور بچپن ہی سے شعر کہنے لگے۔ مظفر علی خاں اسیر کے شاگرد ہوئے۔ استاد نے

اپنے شاگرد رشید کو واجد علی شاہ کے دربار میں پہنچایا جہاں امیر نے دو کتابیں "ارشاد السلطان اور ہدایت السلطان" لکھیں۔

۱۸۵۷ء سے ایک سال پہلے لکھنؤ کی بساط الٹ گئی اور واجد علی شاہ نے مٹیا برج بسایا۔ امیر اس دور انتشار میں شہر بہ شہر گھومتے پھرے آخر رامپور میں پناہ ملی اور ایسی کہ ۴۲ سال وہیں گزارے اور علمی خدمات انجام دیں۔ دو مثنویاں نور تجلی اور ابر کرم اور مسدس صبح ازل، شام ابد، لیلۃ القدر، اور ذکر شاہ انبیا ہیں۔ نعت میں ایک دیوان مراۃ الغیب اور غزلیات کا دیوان صنم خانۂ عشق شائع ہو چکے ہیں۔ سرمۂ بصیرت اور امیر اللغات بھی ان کی اہم تصانیف میں شامل ہیں۔ کچھ واسوخت بھی ہیں۔

داغ کے بلانے پر امیر حیدرآباد آئے۔ آتے ہی بیمار ہوئے ایک مہینہ نو دن بیمار رہ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور درگاہ یوسفین کے احاطے میں دفن ہوئے۔ مزار پر کتبہ لگا ہے ؎

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لیں ۔۔۔ کہ اس قدر بھی ہمارا نشاں رہے نہ رہے

پیش نظر مخطوطہ واسوخت ہی کا ہے۔

پہلا واسوخت ۲۳ بند کا ہے پہلا بند حسب ذیل ہے۔

آج ایک سانحہ تازہ بیاں کرتا ہوں ۔۔۔ شعبدہ عشق فسوں گر کا عیاں کرتا ہوں
سنجیٔ جادۂ الفت کو فغاں کرتا ہوں ۔۔۔ تیز اس سنگ سے شمشیر زباں کرتا ہوں
کتنے دل جلتے ہیں اٹھتے ہیں شرارے کیا کیا
روز لاتا ہے غم عشق حرارے کیا کیا

آخری بند:-

قطع کو سلسلۂ نظم امیر اب خاموش ۔۔۔ سامعوں نے یہ دُر نظم کیے گوہر گوش
گرچہ باقی ابھی دریائے طبیعت کا ہے جوش ۔۔۔ سننے والے ہیں یہ سرمست کہ باقی نہیں ہوش
پھر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤں گا انفس
ہوش آئے گا تو افسانہ سناؤں گا انفس

دوسرا واسوخت ص۲۶ سے شروع ہوتا ہے اس میں ۱۲۹ بند ہیں۔ پہلا بند

دہم ہے خسرو اقلیم جنوں آتا ہے ۔۔۔ فوج غم ساتھ ہے آمادۂ خوں آتا ہے
غلغل انداز صف صبر و سکوں آتا ہے ۔۔۔ صاحب لشکر نیرنگ و فسوں آتا ہے

قابل دید تماشا حشم و جاہ کا ہے
داخلہ تخت گہ دل میں شہنشاہ کا ہے

آخری بند :۔

ڈال کر ہاتھ گلے میں یہ کہا جرم معاف   بدگمانی فقط اتنی تھی بچشم انصاف
کوئی بہکائے نہیں جینے کی اب راہ ہے صاف   پھر دہی ہیں دہی تم ہو دہی طبیعت صاف
بس امیر آگے نہ بڑھ ختم سخن کر خاموش
ہوگئی صلح لڑا تو اب مقدر خاموش

تیسرا واسوخت صفحہ ۶۰ سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں ۳۶ بند ہیں۔ پہلا بند ہے

سچ ہے جہاں میں تم سا کوئی بیوفا نہیں   اس بے مروتی کی کہیں انتہا نہیں
انصاف جس کو کہتے ہیں تم میں ذرا نہیں   اوس پر ستم جو قابل جور و جفا نہیں
آغاز عشق میں کبھو اقرار کیا نہ تھے
بیگانہ اب یہ ہو کہ کبھی آشنا نہ تھے

آخری بند :۔

صد شکر اے امیر ہوئی صلح یار سے   پائی نجات گردش لیل و نہار سے
امید ہے یہ رحمت پروردگار سے   چھوٹے نہ کوئی دست کسی دوستدار سے
عاشق کو کیا جدائی محبوب شاق ہے
جنت وصال یار جہنم فراق ہے

چوتھا واسوخت (۱۶۳) بند کا ہے جو صفحہ ۷۲ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلا بند ہے۔

الحذر! جوش جنوں سلسلہ جنباں پھر ہے   الاماں! خاطر ناشاد پریشاں پھر ہے
دامن وادی وحشت مرا داماں پھر ہے   جادۂ دشت مرا چاک گریباں پھر ہے
موج اشکوں کی نظر آتی ہے زنجیر مجھے
ہے یہ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

آخری بند :۔

شکر صد شکر امیر اب تو گیا غم کا اثر   عاجزی سے مرے ڈیلا ہوا وہ رشک قمر
رکھ لیا پاؤں سے ذانو پہ اٹھا کر مرا سر   صحبت عیش جو آگے تھی ہوئی بار دگر

یا رب احباب نہ احباب کی نظروں سے گریں
دن پھرے جیسے مرے ویسے زمانے کے پھریں

پانچواں واسوخت ۵۵ بند کا ہے اور صفحہ ۱۱۶ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلا بند ہے

عشق عشاق کو رسوائے جہاں کرتا ہے   صاحب ضبط کو سرگرم فغاں کرتا ہے
چشمۂ چشم سے سیلاب رواں کرتا ہے   زرد چہرہ صفتِ برگ خزاں کرتا ہے
نوجواں خم صفت پیر کہن سال ہوئے
سیکڑوں باغ جوانی تھے کہ پامال ہوئے

آخری بند:۔

سن کے ہم سے یہ امیر اُس کو رہا پھر نہ قرار   جوڑ کر ہاتھ گرا پاؤں پہ وہ لالہ عذار
جوش دل سے ہمیں کچھ بن نہ پڑی آخرکار   آگیا رحم کیا سر کو اٹھا کر اوسے پیار
رنج سب دور ہوئے عیش کے ایام آئے
فقرے عیاری کے ہم نے جو کہے کام آئے

چھٹا واسوخت ۲۵ بند کا ہے اور صفحہ ۱۳۲ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلا بند ہے۔

یاد ایام کہ شوق کا یہ انداز نہ تھا   جلوۂ حسن ادا حوصلہ پرواز نہ تھا
شمع فانوس بیاں شعلہ آوازنہ تھا   اک جہاں کشتۂ تیغ نگہ ناز نہ تھا
آنکھیں خوں ریز نہ تھیں خنجر قاتل کی طرح
لوٹتے تھے دل عشاق نہ بسمل کی طرح

آخری بند:۔

بس امیر اب نہیں باقی ہے شکایت کا مقام   دیکھو کس رنگ سے کہتے ہیں وہ ملنے کا پیام
غمزہ کہتا ہے کہ اب غیر کا ہم لیں گے نہ نام   آئے آئے رہے چشم سخن گو کا کلام
تھا جو اندیشہ تمہارا وہی آج کام آیا
چپ رہو چپ رہو لو صلح کا پیغام آیا

یہ نسخہ ادارہ کے کتب خانے کو محمد اکبرالدین صدیقی کا عطیہ ہے۔

۱۳۹۱۔ نور نامہ۔ عنایات شاہ (معروف بہ شاہ عنایت)

سنہ تصنیف ۱۱۱۱ھ۔ سنہ کتابت ۱۲۶۶ھ اوراق ۱۲ تقطیع ۲۳×۱۲ سمر
سطر ۱۲ سطری کاغذ دولت آبادی خط نفیس نسخ

شاہ عنایت ایک صوفی بزرگ تھے وہ آصف جاہ اول کے دور میں اورنگ آباد سے حیدرآباد آئے۔ وہ ایک وضع خاص رکھتے تھے۔ ٹاٹ کا جبہ زیب تن کرتے تھے اسی لئے ٹاٹ شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حیدرآباد ہی میں ۱۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ اور اڈیکمیٹ (عثمانیہ یونیورسٹی) میں دفن ہوئے۔

انھوں نے اپنے مرشد کا نام حسن شاہ بتلایا ہے۔ جو قادری سلسلے کے مرشد تھے اور خاندان سادات سے تھے۔ شاہ عنایت نے خود کو بھی سید ظاہر کیا ہے۔

نور نامہ ان کی یادگار ہے جس نے کافی شہرت پائی۔ اس کے خطی نسخے کتب خانہ آصفیہ (جلد اول ص۱۹۹) سالار جنگ وضاحتی فہرست ص۵۰۸ جامعہ عثمانیہ (فہرست مخطوطات ص۶۳) اور ادارہ میں موجود ہیں۔ ادارہ کی فہرست جلد اول ص۳۳ پر اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ شاہ عنایت کا ذکر عبدالجبار خاں ملکاپوری نے تذکرہ اولیائے دکن میں (جلد اول ص۵۲۲) اور گلزار آصفیہ ص۲۵۳ پر بھی موجود ہے۔ یہ بارہا شائع ہوا ہے اور عورتیں اس کو شوق اور اعتقاد سے پڑھتی رہی ہیں۔ مطبوعہ نسخے اب بھی ملتے ہیں لیکن مطبوعہ نسخوں میں زبان کو عصری بنا دیا گیا ہے۔ پیش نظر نسخہ خوبصورت نسخ میں تحریر کیا گیا ہے۔ یہ ناقص الاول ہے۔ اس میں جملہ (۱۱) عنوانات ہیں جو سرخی سے تحریر کئے گئے ہیں ابتدائی چار اشعار حسب ذیل ہیں۔

الٰہی گنہگار کرتار توں سنوڈیا ہے قدرت تے سنسار توں
کتا ہوں ایتا یاں سوں تجہ نور کا بیان دار سب گنج معمور کا
قطب کی طرف ایک ستارا اٹھا خدا کے حکم سوں نکلتا اٹھا
روایت مرے سوں زیادہ ہے گن سنے تے اہے بے بہا لو سخن

شاہ عنایت اپنے آپ کو شاعر نہیں سمجھتے وہ شاعری کے نکات و رموز سے واقف نہیں۔ ان کا بیان ہے کہ یہ رسالہ فارسی نثر میں تھا۔ اس کو میں نے نظم کر دیا۔ کہتے ہیں۔

تھا فارسی نور نامہ نثر سو دکھنی کیا شعر میں مختصر
(نثر)

طبیعت نہ تھا کچھ مجھے شعر کا — شعر کر کو بولوں وزن نظم کا
تخلص مرا ہے عنایات شاہ — مرا جد ہے مجکوں محمد پناہ
دنیا میں حضرت حسن شاہ ہے — محی الدین کا خاص اولاد ہے
اسی خاندان میں میری بنیاد — چلی آتی کرسی پو کرسی زیاد
مرتب کیا نور نامہ تمام — بحق محمد علیہ السلام
کہ ہجرت نبی تے ہزار یکصد — اکیارا اٹھے سال ہوا ہے یو تد

ابتداء:۔

الپس علم کوں ڈالیا آرش — سو دیکھن لگا اس تے مکھ کھا

اختتام:۔

خداوند تعالیٰ کرے شاد سوں — مراد تیری حاصل بہر حال سوں
مرتب کیا مختصر یو کلام — کہ عاجز ہوں بندہ نبی کا غلام

ترقیمہ:۔

تمت مع الخیر نور نامہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم ۱۲۶۶ھ
(عطیہ محمد اکبر الدین صاحب صدیقی)

۱۳۹۲۔ مآثر الامرا آصفی

مرتبہ محمد اشرف، الخیر فرزند نواب لقمان الدولہ دلؔ جلد ششم
اوراق (۱۹۰) سائز ۲۹ × ۲۰ سمر سنہ تالیف ندارد

نواب لقمان الدولہ متخلص دل کا ذکر تجلیات دل نمبر ۱۳۶۹ کے سلسلے میں اور محمد اشرف مرحوم کا ترجمہ رد ایح الانفاس نمبر ۱۲۹۰ کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

مآثر الامرا آصفی ۔ نام کے نیچے جلد ششم لکھا ہے۔ امرائے آصفی کے نام اور ان کو شاہی دربار سے جو خطابات جن مواقع پر عطا ہوئے ان کا ذکر ہے۔ مثلاً مرزا داغ کے متعلق یہ تحریر ملتی ہے۔

"فصیح الملک دبیر الدولہ نواب مرزا خان بہادر ناظم یار جنگ بلبل ہندوستان جہاں استاد"۔

(بموقع) سالگرہ مبارک ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ چہار ہزاری ذات و خطاب خانی وبہادر ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان جہاں استاد علم و نقارہ اسی طرح تمام امرا کے خطابات جن مواقع پر اور جن تاریخوں میں عطا ہوئے ان کا اندراج ہے۔ اس میں پہلا نام میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس کا ہے اور آخری احمد سعید خاں نواب آف چھتاری کا جن کو سالگرہ کے موقع پر ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ کو سعید الملک خطاب عطا ہوا۔

ان خطاب یافتہ حضرات کے حالات نہیں ہیں۔

۱۳۹۳- تاریخ قصبہ کردڑی (ضلع مغربی گوداوری)

محمد اسمٰعیل قادری حیراںؔ اوراق (۵۸) سائز (نوٹ بک) سطریں (۲۰) کاغذ لیجر خط معمولی نستعلیق تاریخ تصنیف مابعد ۱۹۵۰ء

یہ کردڑی کے ایک قصبہ کی برائے نام تاریخ ہے۔ یہ قصبہ تعلقہ بھیماورم ضلع مغربی گوداوری میں ہے۔ اس میں تاریخ کم اور حیراںؔ (مصنف) کی غزلیں اور قصائد زیادہ ہیں۔ یہ آندھرا کے علاقے میں رہنے والے شاعر کے کلام کا مجموعہ ہے۔ اس میں ان کے ایک شاگرد عبدالرحمٰن ریحاں تخلص کا بھی کلام شامل ہے۔

ابتدا:

امابعد اس کتاب کے مصنف نے اپنی زندگی میں جو جو کوششیں کیں وہ سب نیک نیتی پر مبنی ہیں۔

اختتام: (ایک مراسلہ کی نقل کی آخری سطور)

کہ صرف معیشت خود دعوہ بدعائے دوام دولت ابدمدت مشغول و ۔ ۔ ۔ ۔ درین باب تاکید اکید دارشتند

۱۳۹۴- مسودہ انسائیکلوپیڈیا۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ

اوراق ۱۲۸ سائز (۲۰×۱۳ سمر) سطر مختلف۔ ۱۹۴۵ء

ادارہ ادبیات اردو میں انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب کے لئے ایک پروجکٹ شروع کیا گیا اور نمونتاً ابتدائی حصہ (۷۰) صفحے طبع کر کے حکومت سے امداد طلب کی گئی جو عدم گنجائش کی وجہ

سے منظور نہ ہو سکی۔ پیش نظر مسودہ ان الفاظ پر مشتمل ہے جو طبع نہیں ہوئے۔ پورا مسودہ ڈاکٹر زور مرحوم نے لکھا ہے۔ ہر لفظ ایک صفحہ پر لکھا گیا ہے۔ بعض الفاظ کی تشریح ایک صفحے سے زیادہ گنجائش میں آئی ہے۔ اور بعض الفاظ کی تشریح تین چار سطر میں کی گئی ہے۔

ابتدا: آب ترسی

جرثومہ سے پیدا ہونے والی بیماری یہ بعض جانوروں میں ہوتی اور انسان میں منتقل ہوتی ہے۔

اختتام: آئیکارس

یونانی قصہ کا کردار۔ ڈائیڈلس کا بیٹا تھا۔ باپ کے ساتھ کریٹ سے نکل کر...
تھا کہ سمندر میں گر کر ڈوب ہوا۔

۱۳۹۵۔ فغان المناقب صادق حسین غبار

اوراق ۱۰ سائز (۱۹ × ۱۲ سمر) سطر ۱۲ سطری خط نستعلیق

صادق حسین غبار حیدرآباد کے شعرا میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ وہ مہاراجہ سرکشن پرشاد کے دربار سے وابستہ تھے اور پنڈت رتن ناتھ سرشار کے رفیق کار۔ وہ مہاراجہ کے ادبی مشیر رہے اور آخر تک دربار سے تعلق رہا۔

پیش نظر مخطوطہ ایک منقبت ہے جس میں (۵۵) بند ہیں۔ اور پانچواں اور چھٹا مصرع بطور ترجیع بند ہر بند کے بعد آتا ہے۔ یہ غبار ہی کا لکھا ہوا ہے اس لئے کہ بعض مقامات پر حک و اضافہ نظر آتا ہے۔

پہلا بند:

تم حقیقی جانشین مصطفی ہو یا علی — تم وصی حضرت خیرالوریٰ ہو یا علی
تم امام اولیا و اتقیا ہو یا علی — تم معین انبیا و اولیا ہو یا علی
یہ حقیقت ہے تو کیوں میری مدد کرتے نہیں — دور کیوں بر گشتگی بخت بد کرتے نہیں

تخلص کا بند:-

زندگی و موت کی ہے کشمکش میں یہ غبار — بیٹھ کر اٹھنا ہے مشکل اس قدر ہے تن نزار
لو خبر مداح کی اب اے شہ دلدل سوار — تم ہو حلال مہمات اور شیر کردگار

آخری بند:-

کب سے میں چلا رہا ہوں آپ کیوں آتے نہیں کیوں مجھے شان کریمی اپنی دکھلاتے نہیں
روضۂ اقدس پہ کیوں اب مجھکو بلواتے نہیں حاضری کا حکم میرے حق میں فرماتے نہیں
یہ حقیقت ۔ ۔ ۔ ۔ کرتے ہیں

ابتدائی صفحہ پر "مصدر الطاف و عنایت حسین" بیضوی اور نظم کے نامیہ پر "عنایت جنگ" چوکور مہر ثبت ہے۔

۱۳۹۶۔ رسالہ در جواب ہدیۃ الرافعین ۔ علی

اوراق (۱۰۸) سائز (۱/۲ ۱۵ × ۱۰ سمر) مسطر ۱۳ سطری۔ کاغذ دیسی چینا
یہ رسالہ ہدیۃ الرافعین مصنفہ احتشام الدین مرادآبادی کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ مصنف کے حالات کا کوئی علم نہیں۔

ابتدا:۔ بعد درود شریف
المقالۃ الثانیہ وہی مرتبہ علی بابین الباب الاول فی الجواب عن ہدیۃ الرافعین التی الفہا المولوی احتشام الدین مقالہ دوسرا مرتب کیا ہے دو باب پر پہلا باب ہدیۃ الرافعین کے جواب میں۔

اختتام:۔
یوں کہنا کہ فعل صحابی خلافہ روایت پر دال ہے ناسمجھا رہا ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہر جگہ نامسلم ہونا بوجہ احسن آگے ثابت کی گئی۔
ہذا ما تلوناہ و رقاہ، بفضل رب الثقلین فی الجواب عن ہدیۃ الرافیض والصلوٰۃ و علی رسولہ و آلہ و اصحابہ اجمعین و ختمنا بصویدہ یوم الاربعہ فی مقدار خمسۃ عشر و اثنا این عشرین او تسعۃ

۱۳۹۷۔ وفات نامہ رسول اکرم ۔ مصنف نامعلوم

اوراق (۶) سائز (۲۱ × ۱۳ سمر) سطری کاغذ دیسی دولت آبادی اول و آخر ناقص
وفات نامے اکثر شعرا نے لکھے چنانچہ محمد اسمٰعیل عاصی ۔ دریا۔ سوز، ولی ویلوری، راحت اور ناتی کے وفات نامے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ یہ ناقص الاول و آخر ہونے کی وجہ سے مصنف

کا پتہ نہ چل سکا۔ پیش نظر مخطوط میں (۱۵۵) اشعار ہیں۔

ابتدا:- اول بول میرا تو اوس کو سلام سو مومن یعد کر اس طرح سے پیام
کہ تیرے صحابی پنٹ ہیں نڈھال دکھایا نبی اون کو اپنا جمال

اختتام:-

وہاں سیتے ہم اور اصحاب تد نماز جنازہ پڑھو فرد فرد
وصیت کرے شاہ حق کے خلیل اچھے منتظر آئے کب جبرئیل

یہ نسخہ نواب عنایت جنگ کا عطیہ ہے۔ آخر میں ان کی چوکور مہر ثبت ہے۔

۱۳۹۸۔ سسی پنوں (پنجابی قصہ) ہاشم (پنجابی)

اوراق ۲۲ سایز (۲۳ × ۱۴ سمر) سطر ۱۲ سطر کاغذ دیسی خط معمولی نستعلیق

ہاشم نے پنجابی زبان میں یہ قصہ نظم کیا ہے۔ اس نے اپنا تخلص متعدد بار استعمال کیا ہے۔ دوران قصہ یوسف زلیخا اور سوہنی مہیوال کے نام بھی لیے ہیں۔

ابتداء:-

حکمت اوس خداوند والی مالک ملک ملک در
لکھ کر دد . . . . جیرانی کون پچھاں منیکد ر
حکمت نال رہی سرگرداں دایم چرخ فلک در
خوب ہوئی گل کاری فرش فنا فلک در

اختتام:-

دکھا اوس فقیر پنوں کھل حقیقت سارے
آئی تار پرید ے صورت کہ کا مار اوتارے
جیدے نام پنوں دا آئے درد عشق دے مارے
ہاشم تھا مکان بخاناں آئے کون بچارے
کل سسن زمیں بر دکھا کہنا سی ہیجے کاتنے
کھل گئے گوریا وجہ میرے بارہیں دل جاتے

۱۳۹۹۔ رباعیات عطا کلیانوی

اوراق (۹۰) سائز (۱۵ × ۱۰ سمر) مسطر عموماً ۱۶ سطر فی صفحہ

سید عطاء اللہ صاحب کلیانی ضلع بیدر دکن کے رہنے والے ہیں۔ شعر خوب کہتے ہیں۔ رباعی گوئی پر بھی کافی دسترس ہے۔ پیش نظر نسخہ میں ہر صفحہ میں چار رباعیات ہیں۔ عطا صاحب اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں کہتے ہیں اور اس میں ہر دو زبانوں کی رباعیات شامل ہیں۔ مختصر گنجائش میں بہت خفی خط میں لکھی گئی ہیں۔ کاتب وہی ہیں۔

ابتدا :۔

جو عالم آب و گل میں اک دل ہوگا   پروانہ بھی ہے تو شمع محفل ہوگا
بن جائیگا جو یار کا اک نقش قدم   ہستی کے سفر میں وہی منزل ہوگا

اس رباعی کے بعد ۱۳ اگست ۱۹۶۲ء تاریخ درج ہے۔

اختتام :۔ آخری دو ورق قطعات ہیں آخری قطعہ تیسواں ہے۔

دل درد آشنا دیا ہے اگر   دم بھی جاوید چاہیئے ہم کو
بجھتی جاتی ہے شمع محفل میں   ایک خورشید چاہیئے ہم کو

یہ نسخہ کتب خانہ کو ڈاکٹر غیاث صدیقی صاحب کے توسط سے عطا کیا ہے۔

۱۴۰۰۔ مثنوی بحضور لیڈر اعظم مولوی عبدالحق بابائے اُردو

اوراق ۴ سائز (۲۰ × ۱۲ سمر) مسطر ۱۴ سطری

مولوی عبدالحق شاعر تو نہ تھے لیکن اپنے چند احباب کے شاکی تھے جو ہمیشہ تاش کھیلنے میں وقت گزارتے تھے۔ مولوی صاحب نے یہ مثنوی انھیں حضرات کی شان میں لکھی ہے۔ مولوی صاحب اورنگ آباد میں ۱۹۱۲ء سے مقیم تھے انجمن ترقی اردو کا دفتر بھی وہیں تھا۔

اس مثنوی کے تعلق سے راقم الحروف کا ایک تفصیلی مضمون قومی زبان (کراچی) کے بابائے اردو نمبر اگست ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا ہے۔

ابتدا :

ہمارے اک محب رسیا برج کے
دواتے ہیں شب دروز اس کے پیچھے
نہ گھر کی کچھ خبر ہے اور نہ در کی
برج سے دل لگی آٹھوں پہر کی

اختتام :-

نہ یاروں سے رہی افسوس یاری
اگر کچھ ہے تو بس اک چادر یار ڈالی
برج میں مبتلا ساری خدائی
دہائی دوستو، یارو دہائی
یہ مثنوی راقم الحروف نے ادارہ کے کتب خانے کی نذر کی ہے۔

اشاریہ

(مرتبہ)

محترمہ راحت سلطانہ ایم اے (عثمانیہ)

ا۔ کُتب

(ا)

۲- اشخاص

۳۔ مقامات